بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

Reg.No: 5310 -2082/2083

# ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

جلد نمبر ۲ VOL:(2) | چیف ایڈیٹر: عبد الجبار علیمی نظامی weeklynepalurdutimes@gamil.com | صفحات (14) | 27/اگست 2026 مطابق 13/ربیع الاول 1448ھ/11 گتے بھادو 2083 | شمارہ نمبر ۴ ISSUE(4)

## نیپال میں سیلاب کا قہر: نیپال۔ چین سرحد پر کھڑے ۵۰۰ سے زائد کنٹینرز بہہ گئے

### نیپال سیلاب کی تباہ کاری: زخمیوں کی جان بچانا اور لاپتہ افراد کی تلاش اولین ترجیح ہے: وزیر اعظم

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

وزیر اعظم بالین شاہ نے ملک میں آنے والے تباہ کن سیلاب کے تناظر میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے یہ یقین دہانی کروائی ہے۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ حکومت سیلاب سے متاثرہ شہریوں کے بچاؤ، مفت علاج، خوراک اور طویل مدتی بحالی کی مکمل ذمہ داری لیتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی اولین ترجیح انسانی جانوں کا تحفظ اور لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنا ہے۔ بھوتے کوشی دریا میں آنے والے حالیہ تباہ کن سیلاب کے بعد، وزیر اعظم بالین شاہ نے قوم سے ایک اہم خطاب کیا ہے، جس میں انہوں نے متاثرین کی مدد کے لیے حکومت کی جانب سے مکمل ذمہ داری لینے کا اعلان کیا ہے۔ سیلاب نے نیپال کے متعدد اضلاع کو شدید متاثر کیا ہے، جن میں رسوا، نوواکوٹ، دھادنگ اور گورکھا شامل ہیں۔ گلیشیر پگھلنے اور شدید بارشوں کے باعث آنے والے اس ریلے نے گھروں، سڑکوں، پلوں اور مواصلاتی ڈھانچے کو شدید نقصان پہنچایا ہے، جس میں متعدد افراد کے لاپتہ اور ہلاک ہونے کی اطلاعات ہیں۔ وزیر اعظم بالین شاہ نے متاثرہ شہریوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ اس مشکل گھڑی میں تنہا نہیں ہیں، ریاست اپنے تمام دستیاب وسائل اور صلاحیتوں کے ساتھ آپ کے ساتھ کھڑی ہے۔ حکومت آپ کے بچاؤ، علاج، خوراک اور عارضی پناہ گاہوں کی مکمل ذمہ داری لیتی ہے۔ نیپالی فوج، مسلح پولیس فورس اور نیپال پولیس کے اہلکار متاثرہ علاقوں میں دن رات امدادی کاموں میں مصروف ہیں. پھنسے ہوئے لوگوں کو نکالنے کے لیے ہیلی کاپٹرز کا استعمال کیا جارہا ہے، جس میں بیماروں، بزرگوں، خواتین اور بچوں کو ترجیح دی جارہی ہے۔ امدادی کارروائیوں کو تیز اور مؤثر بنانے کے لیے ڈرون سروے کے ذریعے معلومات اکٹھی کی جارہی ہیں. دارالحکومت کھٹمنڈو کے بیر ہسپتال اور نیشنل ٹراما سینٹر میں سیلاب متاثرین کے لیے ۱۰۰ بستر مخصوص کر دیے گئے ہیں جہاں مفت علاج فراہم کیا جارہا ہے. عالمی ادارہ صحت، نیپال اسکاؤٹس اور سیکیورٹی فورسز کی طبی ٹیمیں ادویات کے ساتھ متاثرہ علاقوں میں پہنچ چکی ہیں. حکومت نے بجلی کے نظام، پینے کے صاف پانی کے منصوبوں، سڑکوں اور پلوں کی فوری تعمیرِ نو کو ترجیح دی ہے تاکہ معمولاتِ زندگی کو جلد بحال کیا جاسکے۔ سیلاب زدہ علاقوں میں موبائل نیٹ ورک اور چارجنگ کے عارضی انتظامات کیے جا رہے ہیں تاکہ مواصلات کا سلسلہ برقرار رہے

## راسووا اور نوواکوٹ میں سیلاب کی ہولناک تباہی، وزیر داخلہ سدھن گرونگ کی نجی شعبے سے ہنگامی امداد کی اپیل

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

وزیر داخلہ سدھن گرونگ نے ملک کے مختلف حصوں (جیسے رسوا اور نوواکوٹ) میں بھوٹے کوشی اور تریشولی دریاؤں میں آنے والے شدید سیلاب کے بعد اور دیگر متاثرہ علاقوں میں راحت اور بحالی کے کاموں کو تیز کرنے کی ہدایات جاری کی ہیں۔ حکومت نے سیلاب اور گلیشیئر پھٹنے کے باعث پیدا ہونے والی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لیے سرچ اینڈ ریسکیو آپریشنز کو اپنی پہلی ترجیح قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں وزیر داخلہ نے تمام نجی اور سرکاری وسائل کو بروئے کار لانے اور نجی مقاصد کے لیے ہیلی کاپٹرز کی پروازوں پر پابندی لگا کر انہیں متاثرین کی مدد کے لیے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس قدرتی آفت کے تناظر میں انہوں نے پرائیویٹ سیکٹر، این جی اوز اور مقامی اداروں پر زور دیا ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ مل کر متاثرین کو عارضی پناہ گاہیں اور امدادی سامان فراہم کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اب تک ۱۵۷ افراد کی ہلاکت کی تصدیق ہو چکی ہے اور ۹۵ سے زائد لاشیں برآمد کی جا چکی ہیں۔ تقریباً ۵۰۰ سے زائد افراد لاپتہ ہیں، جن میں مجموعی طور پر ۳۸۴ سے ۳۹۱ تک سیاح (بشمول ۱۱۵ سے زائد بھارتی اور برطانوی شہری) شامل ہیں۔ سیلابی ریلے میں کئی ہائیڈرو پاور (بجلی) کے منصوبے، سینکڑوں گھر، ۱۹ اہم پل اور تقریباً ۴۰ کلومیٹر سڑکیں مکمل طور پر بہہ گئی ہیں۔ نیپال اور چین کی سرحد پر واقع باقاعدہ سرحدی گیٹ بھی تباہ ہو گیا ہے۔ حکومت نے ڈیزاسٹر رسک مینجمنٹ ایکٹ کے تحت متاثرہ علاقوں کو ۳ ماہ کے لیے باضابطہ طور پر بحران زدہ قرار دے دیا ہے۔ تمام نجی ہیلی کاپٹرز کے نجی استعمال پر پابندی عائد کر کے انہیں صرف اور صرف متاثرین کے فضائی ریسکیو اور امداد پہنچانے کے کام پر لگا دیا گیا ہے۔ وزیر داخلہ نے نجی کمپنیوں، کاروباری طبقے اور این جی اوز سے اپیل کی ہے کہ وہ مادی وسائل، عارضی خیمے، ادویات اور پکا ہوا کھانا متاثرین تک پہنچانے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں

## *نیپال میں قیامت خیز سیلاب: قدرتی آفت نے بستیوں کو اجاڑ دیا، ہر طرف آہ و فغاں*

*کاٹھمنڈو، ۲۶ اگست ۲۰۲۶*
کلام الدین نعمانی
نیپال اردو ٹائمز

ملک عزیز نیپال کے شمالی علاقے میں آج آنے والے اچانک اور انتہائی تباہ کن سیلاب نے ایک بار پھر پورے ملک کو سوگ اور تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ *رسوا ضلع میں بھوٹے کوشی دریا* کے اچانک بپھرنے سے متعدد بستیاں، سڑکیں، پل، مکانات، دکانیں اور بجلی کے منصوبے شدید متاثر ہوئے ہیں۔ سیلابی ریلے نے اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو تہس نہس کر دیا اور کئی علاقوں کا زمینی رابطہ منقطع ہو گیا۔

ابتدائی اطلاعات کے مطابق اس سانحے میں متعدد افراد جاں بحق ہوئے ہیں، جبکہ سینکڑوں افراد لاپتہ ہیں۔ نیپال ٹورزم بورڈ سے منسوب اطلاعات کے مطابق ۳۸۴ مسافروں کے لاپتہ ہونے کی اطلاع ہے، جن میں غیر ملکی سیاح بھی شامل ہیں۔ مختلف ذرائع سے ہلاکتوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ کی اطلاعات سامنے آ رہی ہیں، اس لیے حتمی تعداد ابھی واضح نہیں۔

رسوا کے "تیمورے اور سیافروبیسی" جیسے علاقوں میں تباہی کے مناظر انتہائی دل دہلا دینے والے ہیں۔ کئی سڑکیں اور پل بہہ گئے، جس کے باعث امدادی ٹیموں کو متاثرہ علاقوں تک پہنچنے میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ اطلاعات کے مطابق بھوٹے کوشی اور تریشولی دریا کے نظام میں آنے والے سیلاب سے کم از کم ۱۹ پل اور تقریباً ۴۰ کلومیٹر سڑکیں متاثر ہوئی ہیں۔ بنیادی ڈھانچے کے نقصان کا ابتدائی تخمینہ تقریباً ۲۰۰ ارب نیپالی روپے تک بتایا گیا ہے۔ (آن لائن خبر کے مطابق)

نیپالی فوج، پولیس اور مسلح پولیس فورس نے بڑے پیمانے پر امدادی کارروائی شروع کر دی ہے۔ متعدد ہیلی کاپٹر ریسکیو آپریشن میں استعمال کیے جارہے ہیں اور اب تک ۱۰۰ سے زائد افراد کو متاثرہ علاقوں سے نکالا جا چکا ہے۔

ماہرین اور حکام سیلاب کی ممکنہ وجوہات میں بالائی علاقے میں لینڈ سلائیڈ، برف اور چٹانوں کے تودے کے دریا میں گرنے اور اچانک پانی کے اخراج جیسے عوامل کا جائزہ لے رہے ہیں۔ بعض ابتدائی رپورٹس میں زلزلے کے بعد برفانی وچٹانی تودے کے ممکنہ کردار کا بھی ذکر کیا گیا ہے، تاہم حتمی وجہ کی تصدیق کے لیے تحقیقات جاری ہیں۔

یہ سانحہ اس حقیقت کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ ہمالیائی خطہ قدرتی آفات کے اعتبار سے انتہائی حساس ہے۔ لہٰذا حکومت، مقامی اداروں اور عوام کو جدید فلڈ وارننگ سسٹم، محفوظ انخلا کے منصوبوں اور ہنگامی امدادی نظام کو مزید مضبوط کرنا ہو گا۔

آج ملک کو صرف افسوس اور ہمدردی کے الفاظ نہیں بلکہ عملی تعاون کی ضرورت ہے۔ لاپتہ افراد کے خاندان اپنے پیاروں کی واپسی کے منتظر ہیں، زخمی علاج کے منتظر ہیں اور بے گھر خاندان محفوظ پناہ گاہوں کے منتظر ہیں۔

ملک آج ایک مشکل گھڑی سے گزر رہا ہے۔ ایسے وقت میں انسانیت ہی سب سے بڑی پہچان ہے۔

آیئے، متاثرین کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھیں، ان کے لیے دعا کریں اور جہاں ممکن ہو، ان کی عملی مدد کے لیے آگے بڑھیں۔

از: کلام الدین نعمانی

## رسوا کے سیلاب میں لاپتہ افراد کی تلاش کے لیے لواحقین کی فوج سے فریاد، منتھلی میں متاثرین کا بڑا ہجوم

نیپال اردو ٹائمز
محمد رضوان احمد مصباحی

نیپال کے ضلع رسوا میں آنے والے تباہ کن سیلاب کے بعد اپنے عزیزوں سے محروم خاندانوں کی پریشانی بڑھتی جا رہی ہے۔ سیلاب کے دوران لاپتہ ہونے والے افراد کی تلاش اور انہیں محفوظ مقامات تک پہنچانے کے لیے متاثرین کے اہل خانہ نیپالی فوج سے مدد کی اپیل کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں رامے چھاپ ضلع کے منتھلی میں واقع فوجی تربیتی مرکز میں لاپتہ افراد کے لواحقین کی بڑی تعداد جمع ہوئی ہے۔ سیلاب کے بعد کئی افراد سے رابطہ منقطع ہونے کے باعث ان کے اہل خانہ اپنے عزیزوں کی خیریت معلوم کرنے اور انہیں تلاش کرنے کے لیے فوجی حکام سے مسلسل اپیل کر رہے ہیں۔ خاص طور پر گوسائن کنڈ جانے والے سیاحوں و زائرین، ہائیڈرو پاور منصوبوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور بالائی علاقوں میں گیراج چلانے والے افراد کے رشتہ دار بڑی تعداد میں فوجی تربیتی مرکز پہنچے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق متاثرہ علاقوں میں سیلاب سے سڑکوں اور پلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے، جس کے باعث وہاں پہنچنا انتہائی دشوار ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے لواحقین نے فوج سے درخواست کی ہے کہ لاپتہ افراد کی تلاش کے لیے فوری کارروائی کی جائے اور ضرورت پڑنے پر ہیلی کاپٹر کے ذریعے متاثرہ علاقوں تک پہنچایا جائے۔

گوسائن کنڈ جانے والوں کے اہل خانہ میں تشویش۔ گوسائن کنڈ کی زیارت یا سیاحت کے لیے رسوا جانے والے بعض افراد بھی سیلاب کے بعد لاپتہ یا رابطے سے باہر ہیں۔ ان کے اہل خانہ کو اپنے عزیزوں کی کوئی خبر نہ ملنے پر شدید تشویش لاحق ہے۔ اپنے لاپتہ رشتہ داروں کی تلاش کی درخواست لے کر بعض خاندان گورکھا سمیت مختلف علاقوں سے بھی منتھلی پہنچے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب تک اپنے عزیزوں کے بارے میں واضح اطلاع نہیں مل جاتی، ان کی پریشانی ختم نہیں ہو سکتی۔ متاثرہ خاندانوں نے فوج سے مطالبہ کیا ہے کہ دشوار گزار علاقوں میں فوری طور پر سرچ آپریشن تیز کیا جائے اور اگر کوئی شخص مشکل میں پھنسا ہوا ہے تو اسے ہیلی کاپٹر کے ذریعے محفوظ مقام پر منتقل کیا جائے۔

ہائیڈرو پاور منصوبوں میں کام کرنے والوں کی بھی تلاش۔ رسوا کے مختلف علاقوں میں ہائیڈرو پاور منصوبوں میں کام کرنے والے متعدد افراد بھی سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کے بارے میں اہل خانہ کو بروقت معلومات نہیں مل سکیں، جس کے بعد ان کے رشتہ دار فوج سے رابطہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح بالائی علاقوں میں گیراج اور دیگر کاروبار چلانے والے افراد کے اہل خانہ بھی اپنے عزیزوں کی تلاش کے لیے فوجی امدادی مرکز پہنچے ہیں۔ دشوار گزار جغرافیائی حالات اور سڑک و پلوں کے متاثر ہونے کی وجہ سے عام ذرائع سے متاثرہ علاقوں تک پہنچنا مشکل بتایا جارہا ہے۔

صدر مقام آنے والے افراد بھی پھنس گئے: سیلاب سے قبل مختلف کاموں کے سلسلے میں ضلع صدر مقام آنے والے بعض افراد بھی پل بہہ جانے کے بعد اپنے گاؤں واپس نہیں جاسکے۔ ان لوگوں نے بھی فوج سے مدد کی اپیل کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پلوں اور سڑکوں کے تباہ ہونے کے باعث وہ اپنے گھروں تک نہیں پہنچ پا رہے۔ انہوں نے فوج سے درخواست کی ہے کہ انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے اپنے علاقوں تک پہنچانے میں مدد دی جائے، تاکہ وہ اپنے اہل خانہ سے دوبارہ مل سکیں۔

فوج نے ہیلپ ڈیسک قائم کر دیا: متاثرین اور لاپتہ افراد کے اہل خانہ کی سہولت کے لیے نیپالی فوج نے فوجی تربیتی مرکز میں ہیلپ ڈیسک قائم کیا ہے۔ یہاں آنے والے افراد سے لاپتہ یا رابطے سے باہر افراد کے نام، پتے اور دیگر ضروری معلومات حاصل کی جارہی ہیں۔ اہل خانہ اپنے عزیز کے بارے میں دستیاب آخری معلومات فوجی اہلکاروں کو فراہم کر رہے ہیں، تاکہ تلاش اور امدادی کارروائی کو زیادہ منظم انداز میں آگے بڑھایا جاسکے۔

ہیلی کاپٹروں کے ذریعے امدادی کارروائیاں جاری: منتھلی کے فوجی تربیتی مرکز سے نیپالی فوج کے ہیلی کاپٹر متاثرہ علاقوں کی جانب مسلسل پروازیں کر رہے ہیں۔ دشوار گزار اور زمینی راستوں سے منقطع علاقوں میں امدادی سرگرمیوں اور تلاش کے لیے فضائی ذرائع کا استعمال کیا جارہا ہے۔

فوجی اہلکار متاثرہ علاقوں کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ضرورت مند افراد کو محفوظ مقامات تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں زمینی راستے مکمل یا جزوی طور پر بند ہیں، وہاں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے امداد اور ریسکیو کارروائی کو ترجیح دی جارہی ہے۔

منتھلی میں جمع ہونے والے لواحقین کے درمیان اپنے عزیزوں کے ملنے کی امید بھی ہے اور شدید بے چینی بھی۔ کوئی اپنے لاپتہ رشتہ دار کی خبر کا منتظر ہے تو کوئی فوج سے درخواست کر رہا ہے کہ اسے خود متاثرہ علاقے تک پہنچنے میں مدد دی جائے۔ قدرتی آفت کے بعد متعدد افراد کے رابطے سے باہر ہونے کی وجہ سے ان کے اہل خانہ کے لیے ہر گزرتا لمحہ تشویش میں گزر رہا ہے۔

متاثرہ خاندانوں کا کہنا ہے کہ جب تک لاپتہ افراد کے بارے میں واضح معلومات سامنے نہیں آتیں، تلاش کا عمل ہر ممکن حد تک جاری رہنا چاہیے۔ رسوا کے سیلاب نے جہاں بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے، وہیں متعدد خاندانوں کو اپنے پیاروں کی تلاش کے کرب میں مبتلا کر دیا ہے۔ لواحقین نے حکومت، نیپالی فوج اور دیگر متعلقہ اداروں سے مطالبہ کیا ہے کہ لاپتہ افراد کی تلاش اور متاثرین کے ریسکیو کو اولین ترجیح دی جائے۔

فوج کی جانب سے ہیلپ ڈیسک کے قیام، متاثرین کی تفصیلات جمع کرنے اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے امدادی کارروائیاں جاری رکھنے سے متاثرہ خاندانوں کو اپنے عزیزوں کے ملنے کی امید بندھی ہوئی ہے۔ تاہم جب تک تمام لاپتہ افراد کے بارے میں معلومات سامنے نہیں آتیں، سرچ اینڈ ریسکیو آپریشن کو مزید تیز کرنے کی ضرورت برقرار ہے۔

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com
ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز



# نیپال میں تباہ کن سیلاب، کم از کم ۱۵۷ افراد جاں بحق، غیر ملکی شہریوں سمیت تقریباً ۷۰۰/افراد لاپتہ

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

نیپال کے رسوا اور آس پاس کے علاقوں میں بھوٹے کوشی ندی میں بدھ کی صبح اچانک آنے والے تباہ کن سیلاب میں اب تک کم از کم ۱۵۷ افراد کی موت ہو گئی اور تقریباً ۷۰۰ لوگ لاپتہ ہیں۔ لاپتہ افراد میں غیر ملکی شہری اور سیکورٹی اہلکار بھی شامل ہیں۔ سیلاب نے تین اضلاع میں زبردست تباہی مچائی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس تباہ کن سیلاب کی نذر لوگ مکانات، گاڑیاں اور ضروری بنیادی ڈھانچہ وغیرہ ہو گئے۔ اسے حالیہ برسوں میں نیپال کی سب سے مہلک آبی آفت کہا جا رہا ہے۔ نیپال پولیس کی ایکس پوسٹ میں دیر رات کیے گئے رسوا ضلع کے سیلاب آپ ڈیٹ میں ہلاک شدگان کی تعداد ۱۵۷ ہونے کی تصدیق کی گئی ہے۔ اس سیلاب میں لقمہ اجل بننے والے افراد کی لاشیں نیپال کے چین کے سرحدی اضلاع سے لے کر ہندوستانی سرحد سے متصل علاقوں تک میں ملی ہیں۔

حکومت کی جانب سے نیپال پولیس کے آپ ڈیٹ جاری کرنے سے قبل دیے گئے بیان کے مطابق سب سے زیادہ متاثرہ رسوا ضلع میں صرف ایک لاش اور ہندوستانی سرحد سے متصل چتون کی نارائنی ندی سے ۶۴ لاشیں برآمد کی گئی ہیں۔ گورکھا ضلع سے ۱۹، دھادنگ ضلع سے ۱۸، نواکوٹ سے ۱۱ تنہو سے نو نیز نول پراسی ضلع سے ایک لاش برآمد ہوئی ہے۔ اب تک ۲۴۵ مقامی افراد کے لاپتہ ہونے کی اطلاع متعلقہ ضلع انتظامیہ کے دفاتر سے موصول ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ نیپال پولیس کے ۲۶ جوان نیپالی فوج کے ۲۲ جوان اور مسلح پولیس فورس کے ۱۳ جوان لاپتہ ہو گئے ہیں۔ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کل ۳۸۴ سیاحوں سے بھی رابطہ منقطع ہو گیا ہے۔ نیپال ٹورزم بورڈ کے مطابق، لاپتہ سیاحوں میں ۱۳۹ ہندوستانی شامل ہیں۔ ۳۷ ہندوستانی نژاد این آر آئی بھی لاپتہ بتائے گئے ہیں۔ نیپال پولیس کے مطابق، اب تک ۸۱ زخمیوں کو اسپتالوں میں داخل کرایا گیا ہے۔ ان تمام کا کاٹھمانڈو اور آس پاس کے اضلاع کے اسپتالوں میں علاج کیا جا رہا ہے۔

بچاو مہم کے دوران اب تک ۲۱۶ لوگوں کو زندہ بچایا گیا ہے۔ ان میں ۱۲۳ افراد کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے اور ۹۳ افراد کو زمینی راستے سے بحفاظت نکالا گیا۔ سیلاب کی وجہ سے کئی علاقوں کا ٹرانسپورٹ اور مواصلاتی ڈھانچہ بھی بری طرح متاثر ہوا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۳۵ پل اور ۴۵ سسپنشن برج بہہ گئے ہیں۔ اس سے کئی علاقوں کا رابطہ منقطع ہو گیا ہے۔ اسی طرح ۴۰ کلو میٹر تک کی ہائی وے بھی سیلاب کی زد میں آ گئی ہے۔

سرکاری حکام کے مطابق صورتحال اب بھی سنگین ہے

## دریائے لانگٹانگ اور اپر ترشولی خطے میں قیامت خیز سیلاب: ۱۵۷ ہلاک، ہائیڈروپروجیکٹ کے درجنوں مزدوروں سمیت ۳۸۴ سے زائد لاپتہ

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

کاٹھمانڈو نیپال اور تبت کے سرحدی علاقے میں مون سون کی شدید بارشوں کے دوران ہمالیہ کے بلند پہاڑوں پر ایک شدید زلزلہ آیا۔ اس زلزلے کے نتیجے میں ایک بہت بڑا برفانی اور چٹانی تودہ ٹوٹ کر نیچے موجود دریائے بھوٹے کوشی اور دریائے ترشولی کے نظام میں جا گرا۔ پگھلی ہوئی برف، کیچڑ اور پانی کے اس مہیب ریلے نے دیکھتے ہی دیکھتے وادیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ڈیم، بجلی کے منصوبے اور پل تنکوں کی طرح بہہ گئے۔ اس آفت کا سب سے بڑا نشانہ زیرِ تعمیر ہائیڈرو الیکٹرک پاور پلانٹس کے مزدور بنے ہیں: ضلع راسووا میں واقع ۲۰ میگاواٹ کے اس زیرِ تعمیر منصوبے پر کام کرنے والے کم از کم ۶۰ ملازمین اور انجینئرز لاپتہ ہیں۔ سیلاب کے وقت یہ مزدور پروجیکٹ کی سرنگ کے اندر کنکریٹ لائننگ کا کام کر رہے تھے کہ اچانک پانی کا تیز ریلا سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اس کے علاوہ پروجیکٹ کا پاور ہاؤس بھی مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ترشولی ندی اور راسووا گڑھی ہائیڈرو پاور سینٹر کے اطراف سے مزید درجنوں ملازمین، جن میں انجینئرز، اوورسیئرز، ڈرائیور اور باورچی شامل ہیں، لاپتہ رپورٹ ہوئے ہیں۔ مجموعی طور پر بجلی کے مختلف منصوبوں سے لاپتہ ہونے والے ملازمین اور مزدوروں کی تعداد ۱۳۳ سے تجاوز کر چکی ہے۔ نیپال اور تبت دونوں اطراف میں اب تک سے زائد افراد کی ہلاکت کی تصدیق ہو چکی ہے۔ حکام کے مطابق ۳۸۴ سے زائد افراد لاپتہ ہیں۔ ان میں نیپال پولیس کے ۲۸ اہلکار، پروجیکٹ مزدور اور غیر ملکی سیاح شامل ہیں۔ لاپتہ افراد میں تقریباً ۲۶۵ غیر ملکی سیاح اور ٹریکرز بھی شامل ہیں، جن میں ۱۱۵ سے زائد بھارتی اور ۳۵ برطانوی شہری ہیں

## بھوٹیکوشی، تریشولی سیلاب کی تباہ کاری: ۱۹ موٹر ایبل پل بہہ گئے، نظامِ زندگی درہم برہم

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

کاٹھمانڈو نیپال کے شمالی پہاڑی خطے میں تبت کی سرحد کے قریب آنے والے قیامت خیز سیلاب نے بڑے پیمانے پر تباہی مچائی ہے، جس کے نتیجے میں بھوٹیکوشی اور تریشولی دریا کے نظام میں کم از کم ۱۹ موٹر ایبل پل اور ۴۰ کلو میٹر طویل سڑکیں مکمل طور پر تباہ یا شدید متاثر ہوئی ہیں۔ نیپال کے محکمہ سڑک کے ترجمان شبھ راج نیوپانے کے مطابق یہ نقصانات ابتدائی رپورٹوں پر مبنی ہیں اور تباہی کا حجم اس سے کہیں زیادہ ہو سکتا ہے۔ سائنسدانوں اور حکام کے مطابق یہ روایتی مون سون کی بارشوں کا سیلاب نہیں تھا۔ تبت (چین) کی طرف بھوٹیکوشی ندی کے بالائی حصے میں گلیشیئر گرنے، زمین کھسکنے اور مٹی کے بڑے ریلے کے باعث ندی کا بہاؤ عارضی طور پر رک گیا تھا۔ جب یہ قدرتی بند اچانک ٹوٹا تو تقریباً ۲۰ ملین کیوبک میٹر پانی کا خوفناک ریلا نیچے کی طرف ہائیڈرو پاور اور رہائشی علاقوں پر آ گرا۔ ایک مانیٹرنگ پوائنٹ پر تریشولی ندی کی سطح محض ۳۰ منٹ کے اندر ۹ میٹر (تقریباً ۳۰ فٹ) تک بلند ہو گئی۔ سڑکیں اور پل ٹوٹنے کی وجہ سے سرحدی ضلع رسوا کا دارالحکومت کاٹھمنڈو اور دیگر پڑوسی اضلاع (نوواکوٹ اور دھادنگ) سے زمینی رابطہ مکمل طور پر منقطع ہو گیا ہے۔ تباہی کے وقت گوسائیں کنڈ جھیل کے علاقے میں 'جنائی پورنیا' تہوار کی وجہ سے سینکڑوں مقامی اور غیر ملکی ٹریکرز موجود تھے۔ رپورٹ کے مطابق تقریباً ۳۹۱ غیر ملکی سیاح (جن میں ۱۳۳ سے زائد بھارتی شہری شامل ہیں) اور ۹۳ مقامی سیاح آؤٹ آف کنٹیکٹ (لاپتہ) ہیں۔ سرکاری و حفاظتی اہلکار: ندی کے کنارے قائم چوکیوں سے کم از کم ۲۸ پولیس اہلکار، ۴۴ نیپالی فوج کے جوان اور رسوا گڑھی کسٹمز و امیگریشن کے کئی ملازمین لاپتہ ہیں۔ نیپالی کابینہ نے سیلاب سے زخمی ہونے والے تمام شہریوں کا تمام سرکاری ہسپتالوں میں مفت علاج کرنے کا اعلان کیا ہے۔

## اہم اعلان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہیں کہ بھادو دس گتے ملک نیپال کے رسوا علاقے میں ایک زبردست سیلاب آیا جس سے کافی جانی اور مالی نقصان ہوا اس کی تلافی اور راحت رسانی کے لیے ہر طرف سے لوگ امداد جمع کر کے متاثرین کو بھیجنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ علما فاؤنڈیشن بانکے، نیپال کی طرف سے بھی اس کا اہتمام کیا جا رہا ہے، لہذا کل جمعہ ہے اس لیے تمام ائمہ حضرات سے گزارش ہے کہ اپنی کمیٹی کے ممبران اور صدروں سے مشورہ کر کے امداد اور راحت رسانی کے لیے کل جمعہ میں اعلان کریں اور متاثرین کو اپنی مدد پہنچائیں۔ جہاں جہاں مسجدوں میں جو رقم جمع ہوتی ہے اس کی اطلاع گروپ میں کریں اور وہ رقم علما فاؤنڈیشن بانکے، نیپال کے صدر محترم حضرت مولانا الحاج محمد نصیر الدین انصاری صاحب کے پاس جمع کریں۔ اور ان سے تحریری طور پر رقم جمع کرنے کی رسید بھی لے لیں۔ جب سارے لوگوں کی رقم جمع ہو جائے گی تو ہمارا وفد سی ڈی او کاریالے نیپال گنج پہنچے گا اور سی ڈی او کی معرفت یہ رقم متاثرین تک پہنچائی جائے گی۔ آپ حضرات اس سلسلے میں بھرپور کوشش کریں اور اس مصیبت کی گھڑی میں متاثرین کی مدد کرنے میں ایک اچھے شہری ہونے کی مثال پیش کریں۔

عرض گزار
محمد کہف الوری مصباحی
رکن:- علما فاؤنڈیشن بانکے، نیپال

## بھوٹے کوشی سیلاب متاثرین کی امداد کے لیے 'راشٹریہ سوتنتر پارٹی' سرگرم، ۵۰ لاکھ روپے کا اعلان

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

بھوٹے کوشی ندی کے ہولناک سیلاب سے متاثرہ شہریوں کی مدد کے لیے "راشٹریہ سوتنتر پارٹی" "راسوا پا میدان میں آ گئی ہے۔ پارٹی نے ۵۰ لاکھ نیپالی روپے مالی امداد کا اعلان کیا ہے اور ریپڈ ایکشن ٹیم ریاٹ کو متاثرہ علاقوں میں ریسکیو کے لیے متحرک کر دیا ہے۔ راسوا پا سکریٹریٹ کی بدھ کو منعقدہ ہنگامی میٹنگ میں بھوٹے کوشی سیلاب سے متاثرہ رسووا، نواکوٹ، دھادنگ، گورکھا اور نول پراسی سمیت دیگر اضلاع کے شہریوں کی ریسکیو، امداد اور بحالی کو اولین ترجیح دیتے ہوئے ۶ نکاتی فیصلہ کیا گیا۔ ۱: راسوا پا نے متاثرین کے لیے ۵۰ لاکھ نیپالی روپے فوری مالی تعاون فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ۲: پارٹی نے اپنی ریپڈ ایکشن ٹیم ریاٹ کو متحرک کیا ہے۔ تمام ارکان، پارٹی کمیٹیوں اور ہمدردوں کو مقامی انتظامیہ اور سیکیورٹی اداروں کے ساتھ رابطہ کر کے امدادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ہدایت دی گئی ہے۔ ریاٹ کی مجموعی رابطہ کاری کی ذمہ داری سابق ریاٹ کو آرڈینیٹر آشیش تھاپا کو سونپی گئی ہے۔ ۳: لاپتا اور خطرے میں گھرے افراد کی فوری تلاش و ریسکیو کی جائے۔ متاثرین کے لیے محفوظ رہائش، پینے کا صاف پانی، ادویات اور غذائی اشیاء کا فوری انتظام ہو۔ ممکنہ وبائی امراض کی روک تھام کے لیے ماہر طبی ٹیمیں فوری تعینات کی جائیں۔ بے گھر خاندانوں کے لیے مناسب معاوضے اور طویل مدتی بحالی کا ٹھوس منصوبہ بنایا جائے۔ ۴: پارٹی نے کہا کہ مالی اور مادی امداد صرف حکومت کے "یک دروازہ نظام" کے ذریعے ہی فراہم کی جائے تاکہ سامان اور رقم شفاف انداز میں حقیقی متاثرین تک پہنچے۔ ۵: راسوا پا نے عوام سے اپیل کی کہ وہ افواہوں اور گمراہ کن اطلاعات سے بچیں اور صرف سرکاری اداروں کی مستند اطلاعات پر اعتماد کریں۔ دریاؤں کے کنارے اور لینڈ سلائیڈنگ والے علاقوں میں رہنے والوں کو خصوصی احتیاط برتنے کی ہدایت بھی کی گئی۔ ۶: ہنگامی صورتحال کے پیش نظر راسوا پا نے اپنی تمام سیاسی اور تنظیمی سرگرمیاں اگلے اعلان تک ملتوی کر دی ہیں تاکہ پوری توجہ ریسکیو اور بحالی پر رہے۔

## باڑا: معصوم گریما کے قتل پر حکومت اور متاثرہ خاندان میں معاہدہ، احتجاج ختم

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
مدھیش پردیش

حکومت اور ۳ سالہ مقتولہ گریما چودھری کے اہل خانہ کے درمیان تین نکاتی معاہدہ طے پا گیا ہے، جس کے بعد متاثرہ خاندان نے اپنا احتجاج ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ضلع باڑا کے علاقے جیت پور سمارا کی رہائشی ۳ سالہ معصوم بچی گریما چودھری کو جنسی زیادتی کے بعد بیدردی سے قتل کر دیا گیا تھا. اس گھناؤنے واقعے کے خلاف مقتولہ کے والدین اور مقامی آبادی نے شدید احتجاج شروع کیا، جس کے دوران بیر گنج-پتھلیا شاہراہ کو کئی روز تک بلاک رکھا گیا. مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ مجرموں کو کڑی سزا دی جائے اور ملک کے فوجداری قوانین میں اصلاحات کی جائیں. عوامی غم و غصے کو دیکھتے ہوئے نیپال حکومت نے متاثرہ خاندان کو مذاکرات کے لیے کٹھمنڈو مدعو کیا. یہ پیش رفت نیپال کی وزارتِ داخلہ میں ہونے والے مذاکرات کے بعد سامنے آئی. سنگین اور گھناؤنے جرائم کے خلاف موجودہ سزاؤں اور قانونی دفعات کا جائزہ لینے کے لیے ایک ۷ رکنی "گریما جسٹس ریزولوشن کمیٹی" قائم کی جائے گی جو ۷ دنوں کے اندر اپنی سفارشات پیش کرے گی. مقامی انتظامیہ اور متعلقہ وزارت کے تعاون سے معصوم گریما کی یاد میں ایک مجسمہ / یادگار تعمیر کی جائے گی. گریما کے والدین کو اپنی مذہبی روایات، ثقافت اور رسم و رواج کے مطابق بچی کی آخری رسومات ادا کرنے کی مکمل اجازت ہوگی۔ معاہدے پر حکومت کی جانب سے
وزیر داخلہ سودھن گرونگ، وزیر قانون سیتا گوتم، وزیرِ انفراسٹرکچر سنیل لمسال، وزیر برائے خواتین و اطفال سیتا بادی، اور وزیرِ زراعت و ماحول گیتا چودھری نے دستخط کیے. حکومت نے متاثرہ خاندان کو واقعے کی شفاف عدالتی کارروائی اور انصاف کی فراہمی کی یقین دہانی کروائی ہے

## کپل وستو میں پولیس کی بڑی کارروائی: ۱۵ کلو چرس اور افیون برآمد، ۵ خواتین گرفتار

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کپل وستو

پولیس نے منشیات اسمگلنگ کے خلاف بڑی کارروائی کرتے ہوئے ۱۵ کلو گرام سے زائد چرس اور افیون کے ساتھ ۵ خواتین کو گرفتار کیا ہے۔ گرفتار خواتین یہ منشیات کمر میں لپیٹ کر نیپال سے بھارت اسمگل کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ایریا پولیس آفس کرشنا نگر کی ایک ٹیم نے پیر کی رات گشت کے دوران کرشنا نگر میونسپلٹی وارڈ نمبر ۲ اولڈ بس پارک علاقے میں مشکوک خواتین کو روکا۔ تلاشی کے دوران ان کے قبضے سے بھاری مقدار میں منشیات برآمد ہوئی۔ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس منوہر بھٹہ کے مطابق پٹرولنگ ٹیم نے نیپال سے بھارت جانے والی خواتین کو روک کر چیک کیا۔ تین خواتین کے قبضے سے ۵ کلو سے زائد چرس اور افیون ملی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ خواتین نے منشیات کو کمر کے گرد کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ گرفتار خواتین کی تفصیل۔ رتی کی ۳۴ سالہ، رہائش: مسوریا، ڈانگ، برآمد: ۵ کلو ۲۲۵ گرام چرس ۲: فانیسارہ سارو ۴۵ سالہ، رہائش: جیوتی نگر، کپل وستو برآمد: ۵ کلو افیون ۳: ناںصاری گھرتی ماگر ۵۶ سالہ، رہائش: کپل وستو، برآمد: ۵ کلو افیون- بملا پن ۴۵ سالہ، رہائش: مسوریا ڈانگ ۵: چوما لامیچھانے ۴۸ سالہ، رہائش: ٹاؤن پلان، پارسا- پولیس کے مطابق بملا پن اور چوما لامیچھانے بھی اسی نیٹ ورک کا حصہ تھیں۔ پولیس نے گرفتار خواتین سے ۱۵ کلو سے زائد چرس اور افیون کے علاوہ ۵ موبائل فون بھی ضبط کیے ہیں۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ریپندر کمار سنگھ نے بتایا کہ گرفتار خواتین کے خلاف منشیات سے متعلق جرائم کے تحت تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں۔

## نیپال اور بھارت مشترکہ گشت کا دائرہ وسیع کریں گے، سکیورٹی حکام میں اتفاق

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
کاٹھمانڈو

نیپال اور بھارت کے سرحدی اضلاع کے سکیورٹی حکام نے سرحدی سکیورٹی کو مزید مؤثر بنانے کے لیے مشترکہ گشت کا دائرہ وسیع کرنے اور سرحدی جرائم سے متعلق معلومات کا باقاعدگی سے ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ مادھوبنی سے متصل نیپال کے مہوتری ضلع کے صدر مقام جلیشور میں منعقدہ نیپال بھارت سکیورٹی حکام کی رابطہ میٹنگ میں اسلحہ اور منشیات کی اسمگلنگ انسانی اسمگلنگ سمیت دیگر سرحدی جرائم کی روک تھام اور ان پر قابو پانے کے علاوہ سرحدی ستونوں کی حفاظت اور ان کی دیکھ بھال جیسے اہم امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ مہوتری کے اسسٹنٹ چیف ڈسٹرکٹ آفیسر سنجے کمار پوکھریل نے بتایا کہ دونوں ممالک نے مشترکہ گشت کا دائرہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ سرحدی علاقوں میں ہونے والی مجرمانہ سرگرمیوں پر قابو پانے کے لیے متعلقہ واقعات اور سرگرمیوں سے متعلق معلومات ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرنے پر بھی اتفاق کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اجلاس کا بنیادی مقصد دونوں ممالک کے سکیورٹی اداروں کے درمیان باہمی رابطے تعاون اور تال میل کو مزید مضبوط بنانا تھا، تاکہ سرحد پار جرائم کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کیے جا سکیں۔ اجلاس میں مہوتری کے چیف ڈسٹرکٹ آفیسر اندر دیو یادو سرلاہی کے چیف ڈسٹرکٹ آفیسر وجے راج سوبیدی روتہٹ کے چیف ڈسٹرکٹ آفیسر دینیش ساگر بھارتی ضلع سیتامڑھی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تنئے سلطانیا اور سیتامڑھی کے پولیس سپرنٹنڈنٹ امیت رنجن سمیت دونوں ممالک کے متعدد سکیورٹی حکام نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ سرحدی علاقوں میں جرائم کی روک تھام اور سکیورٹی کو یقینی بنانے کے لیے دونوں ممالک کے متعلقہ اداروں کے درمیان مسلسل رابطہ اور بروقت اطلاعات کا تبادلہ ضروری ہے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +9779701714929, +977 9817619786, +9779821442810

# مکہ معاہدہ اور علاقائی اتحاد کی تشکیل

نمائندہ, نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

مکہ معاہدہ عالمی سطح پر خاصی توجہ حاصل کر رہا ہے، کیونکہ سعودی عرب، پاکستان اور ترکی پر مشتمل یہ تین ملکی اتحاد سکیورٹی تعاون کو مضبوط بنانے اور بڑھتے ہوئے خطرات کے مقابلے میں دفاعی صلاحیتوں کو مزید مؤثر بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

فرانسیسی موقف: فرانسیسی ایوان صدر کے ایک ذریعے نے العربیہ انگلش سے خصوصی گفتگو میں کہا کہ مکہ معاہدہ خطے کی نئی صورتحال کے تناظر میں موجودہ اتحادوں کی نئی تشکیل کا باعث بن رہا ہے۔

امریکی صدر کا بیان: امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا تھا کہ سعودی عرب، ترکی اور پاکستان کی جانب سے مکہ معاہدے پر دستخط ایک بڑا، جرات مندانہ اور انتہائی اہم قدم ہے۔ ٹرمپ نے مشرق وسطیٰ کے ممالک کے درمیان سکیورٹی تعاون کو

سراہتے ہوئے کہا کہ یہ ممالک اپنی مشترکہ دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے کی سمت بڑھ رہے ہیں۔ معاہدے کا مقصد اور اصول: واشنگٹن کی جانب سے اسرائیل میں امریکی سفیر مائیک ہکابی نے العربیہ انگلش کو بتایا کہ مکہ معاہدے کا مقصد دفاعی سکیورٹی کو مضبوط بنانا ہے۔ اس معاہدے پر دستخط کرنے والے ممالک اپنی سکیورٹی کو مزید مضبوط بنانے کے خواہاں ہیں۔ معاہدے کے تحت تینوں ممالک کسی بھی ممکنہ جارحیت کے خلاف مشترکہ دفاعی قوت اور بازدارانہ صلاحیت کو مضبوط بنائیں گے، جبکہ اس میں یہ اصول بھی زور دے کر کہا گیا ہے کہ تینوں میں سے کسی ایک ملک پر مسلح حملہ تینوں پر حملہ تصور

# ایرانی حملوں سے مغربی ایشیا میں امریکی انٹیلی جنس تنصیبات کو اربوں ڈالر کا نقصان

واشنگٹن: (ایجنسیاں)
ایران کے میزائل اور ڈرون حملوں سے مغربی ایشیا میں موجود امریکی خفیہ ایجنسیوں کی تنصیبات اور نگرانی کے آلات کو بڑے پیمانے پر نقصان پہنچنے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق نقصان کی سطح اتنی زیادہ ہے کہ اس کی مرمت اور تباہ شدہ آلات کو تبدیل کرنے پر اربوں ڈالر خرچ ہوسکتے ہیں۔ ترکی کی سرکاری خبر رساں ایجنسی اناطولیہ اور ایرانی حکومت کے بین الاقوامی نیوز نیٹ ورک پریس ٹی وی کے مطابق، معاملے سے واقف حکام کے حوالے سے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حملوں میں مغربی ایشیا میں سینٹرل انٹیلی جنس ایجنسی (سی آئی اے) اور دیگر امریکی خفیہ ایجنسیوں کے زیرِ استعمال عمارتوں اور انٹیلی جنس معلومات جمع کرنے والے آلات کو نقصان پہنچا ہے رپورٹ کے مطابق ایرانی میزائلوں اور ڈرونز نے خفیہ مراکز کے علاوہ امریکی فوجی تنصیبات کو بھی نشانہ بنایا۔ متاثرہ علاقوں میں سعودی عرب، عراق، قطر، متحدہ عرب امارات، بحرین، اردن اور کویت شامل ہیں۔

بتایا گیا ہے کہ نقصان میں ریڈار اور نگرانی کے نظام، فکسڈ الیکٹرانک انٹیلی جنس اسٹیشنز، سیٹلائٹ کمیونیکیشن سسٹم اور ڈیٹا پروسیسنگ مراکز شامل ہیں۔ ان تنصیبات کے لیے ضروری بجلی اور کولنگ سسٹم کو بھی نقصان پہنچنے کی بات کہی گئی ہے۔ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس سے خطے میں سرگرمیوں پر نظر رکھنے کی امریکی صلاحیت متاثر ہوئی ہے۔ ایک جائزے میں خطے میں ۱۰۰ سے زیادہ ممکنہ طور پر متاثرہ تنصیبات کی نشاندہی کی گئی تھی، جبکہ رپورٹ میں ۱۶ امریکی تنصیبات کو نقصان پہنچنے کی اطلاع دی گئی ہے

# یوکرین کی حمایت جاری رہنے تک یورپی یونین کے ساتھ تعمیری بات چیت ناممکن: روسی وزارت خارجہ

ماسکو: (ایجنسیاں) روسی وزارت خارجہ کے ایک سینئر سفارت کار الیگزینڈر ٹروفیموف نے کہا ہے کہ جب تک یورپی ممالک یوکرین اور کیف کی حمایت جاری رکھیں گے، تب تک روس اور یورپ کے درمیان تعمیری بات چیت ممکن نہیں ہے۔ روسی خبر رساں ایجنسی ریانووستی سے گفتگو کرتے ہوئے الیگزینڈر ٹروفیموف نے مغربی ممالک پر روس کے خلاف جارحانہ اور غیر منصفانہ اقدامات کرنے کا الزام لگایا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ مغرب کا مقصد روس کو تزویراتی شکست دینا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یورپی ممالک کا موجودہ ہدف یوکرین کی حکومت کی پشت پناہی کرنا، روس پر عسکری دباو برقرار رکھنا اور اس دوران اپنی دفاعی و صنعتی صلاحیت کو مستحکم کرنا ہے۔ ٹروفیموف کے مطابق، جب تک یورپی ممالک کا یہ رویہ برقرار رہتا ہے، تب تک کسی بھی تعمیری معاملے پر بات چیت مشکل ہے۔ روسی سفارت کار نے کہا کہ ماسکو کے پاس مغربی یوریشیا کے باہر بھی متعدد اتحادی اور شراکت دار موجود ہیں۔ روس ان کے ساتھ مساوات اور ناقابلِ تقسیم ہونے کے اصولوں کی بنیاد پر یوریشیا میں ایک جامع سکیورٹی فریم ورک تیار کرنے کی سمت میں آگے بڑھے گا۔

ٹروفیموف کا یہ بیان روس اور یورپی ممالک کے مابین یوکرین تنازعہ کو لے کر جاری شدید اختلافات کے درمیان سامنے آیا ہے۔ روس مسلسل مغربی ممالک کی فوجی اور سیاسی امداد کو تنقید کا نشانہ بناتا رہا ہے، جبکہ یورپی ممالک یوکرین کی حمایت کو اس کے تحفظ اور علاقائی استحکام کے لیے ناگزیر قرار دیتے ہیں۔

# ٹرمپ حکومت نے امریکی ویزا اپوائنٹمنٹ پر لگائی روک، بڑی تعداد میں لوگ متاثر

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکہ نے دنیا بھر کے درخواست دہندگان کے ویزا اپوائنٹمنٹ پر عارضی روک لگادی ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے امیگریشن (ملک میں داخلہ) پر کی جارہی سختی کے پیش نظر یہ بڑا قدم اٹھایا گیا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے ۲۵ اگست کو کہا کہ دنیا بھر میں تمام امریکی سفارت خانوں اور قونصلیٹ میں ایک عالمی تربیتی پروگرام شروع کیا گیا ہے اور اس تربیت کے لیے ویزا خدمات کے اپوائنٹمنٹ میں تبدیلی کی جائے گی۔ جن درخواست دہندگان کے اپوائنٹمنٹ میں تبدیلی کی گئی ہے، انہیں بعد میں نئی تاریخ دی جائے گی۔ اس قدم سے ظاہر ہو گیا ہے کہ امریکہ سے لوگوں کو نکالنے (ملک بدر کرنے) اور امیگریشن پر سختی برتنے کے لیے اب ٹرمپ انتظامیہ جارحانہ مہم چلا رہی ہے۔ اس میں ویزا، گرین کارڈ منسوخ کرنا اور کئی وجوہات کی بنیاد پر درخواستیں مسترد کرنا بھی شامل ہے۔ خاص طور پر سیاسی رائے اور امریکہ کے حلیف اسرائیل کے غزہ پر حملوں کے خلاف فلسطین کی حمایت میں ہونے والے احتجاج بھی اس میں شامل ہیں۔

ٹرمپ انتظامیہ کے حکام کا کہنا ہے کہ اس سختی کا مقصد ملک کی سلامتی کو بہتر بنانا ہے۔ تاہم اسے قانونی رکاوٹوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔ گزشتہ جمعہ کو ایک امریکی جج نے ٹرمپ انتظامیہ کی اس پالیسی کو منسوخ کر دیا، جس کے تحت ۷۵ ممالک کے درخواست دہندگان کے امیگرنٹ ویزا جاری کرنے پر روک لگادی گئی تھی۔ جج نے کہا کہ یہ پالیسی وزیر خارجہ مارکو روبیو کے قانونی دائرۂ اختیار سے باہر ہے۔ خبر رساں ایجنسی 'رائٹرز' کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی محکمہ خارجہ نے تربیت اور اس کی مدت کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہیں دیں، صرف اتنا کہا گیا ہے کہ اس تربیت کا مقصد قونصلر افسران کی مدد کرنا ہے تاکہ وہ ایسے درخواست دہندگان کی شناخت کر سکیں جن کے امریکی سرکاری سہولیات پر انحصار کرنے کا امکان ہے اور یہ طے کیا جاسکے کہ ویزا درخواست دہندگان کا یکساں طریقے سے جائزہ لیا جائے۔ 'فائنانشیل ٹائمز' کی رپورٹ کے مطابق جن لوگوں نے امریکی سفارت خانوں اور قونصلیٹ میں امیگرنٹ ویزا انٹرویو کے لیے اپوائنٹمنٹ لیا تھا، انہیں ای میل موصول ہوئی ہیں کہ ان کے اپوائنٹمنٹ کا وقت تبدیل کیا جارہا ہے اور انہیں نئی تاریخ کے بارے میں بعد میں اطلاع دی جائے گی۔

# :متحدہ عرب امارات پر دو میزائل حملوں کا دعویٰ

نمائندہ, نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

: باشندوں کے لیے الرٹ جاری، آگ کو ہوا دینے کی سازش، الزام؛ ایران کو ایران نے خارج کر دیا۔

وزارتِ دفاع کا دعویٰ: متحدہ عرب امارات کی وزارتِ دفاع نے بیان دیا کہ اس کے فضائی دفاعی نظام نے ایران کی طرف سے ملک پر داغے گئے دو بیلسٹک میزائلوں کا سراغ لگایا ہے۔ میزائلوں کی گراوٹ: پہلا میزائل امارات کی علاقائی حدود سے باہر گرا جبکہ دوسرا میزائل علاقائی پانیوں (یا ساحل کے قریب) میں جا گرا۔

ہنگامی الرٹ: اس واقعے کے دوران دبئی اور یو اے ای کے رہائشیوں کے موبائل فونز پر ہنگامی میزائل الرٹ جاری کیے گئے اور شہریوں کو محفوظ مقامات پر جانے کی ہدایت کی گئی۔ کچھ دیر بعد خطرہ ٹلنے پر صورتحال کو محفوظ قرار دے کر دوسرا پیغام جاری کیا گیا۔

ایران کا مؤقف: ایرانی وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے ان الزامات کو یکسر مسترد کرتے ہوئے بے بنیاد قرار دیا اور کہا کہ تہران کی جانب سے کوئی میزائل حملہ نہیں کیا گیا۔ کشیدگی: رپورٹ کے مطابق اس واقعے کے بعد دونوں ممالک کے تعلقات میں کشیدگی بڑھتی جارہی ہے

# عمان سے معاہدہ آبنائے ہرمز کھولنے کی ضمانت نہیں: ایران

تہران: (ایجنسیاں)
سراقہ رضوی نیپال اردو ٹائمز

ایران نے واضح کیا ہے کہ عمان کے ساتھ آبنائے ہرمز کے انتظام سے متعلق جاری مذاکرات کو آبنائے ہرمز دوبارہ کھولنے کی علامت نہیں سمجھا جائے۔

ایرانی میڈیا کے مطابق ایران اور عمان اس معاملے پر کچھ عرصے سے بات چیت کر رہے ہیں تاہم یہ عمل آبنائے ہرمز کھولنے کے معاملے سے الگ ہے۔ ان کے مطابق دونوں ممالک کے درمیان پہلے ایک عارضی معاہدہ اور اس کے بعد حتمی معاہدہ متوقع ہے لیکن اس کا مطلب آبنائے ہرمز سے بحری آمد ورفت بحال کرنا نہیں ہوگا۔ دوسری جانب ایران کے نائب وزیرِ خارجہ کاظم غریب آبادی نے بھی کہا ہے کہ عمان کے ساتھ آبنائے ہرمز کے حوالے سے ایک نیا عارضی راستہ طے پایا ہے تاہم آبنائے ہرمز کو کھولنے کے لیے امریکا کو سابقہ مفاہمتی یادداشت کے تحت اپنی ذمے داریاں پوری کرنا ہوں گی۔

کاظم غریب آبادی نے واضح کیا ہے کہ تہران اور مسقط کے درمیان مفاہمت کا مطلب یہ نہیں کہ آبنائے ہرمز فوری اور مکمل طور پر کھول دی جائے گی۔ ایرانی نائب وزیر خارجہ نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ایران اب بھی جنگی حالت میں ہے، اس لیے ثالثوں کو واضح کر دیا گیا ہے کہ جنگی حالات میں وہ اصول اختیار نہیں کیے جاسکتے جو معمول کے حالات میں اپنانے کی توقع کی جاتی ہے۔ ایران اور عمان کے مشترکہ اعلامیے کے مطابق آبنائے ہرمز میں قائم کیا جانے والا نیا بحری راستہ عارضی ہوگا۔ روسی میڈیا کے مطابق خلیج فارس میں داخل ہونے والے جہاز ایرانی پانیوں سے گزریں گے جبکہ واپسی عمانی پانیوں کے راستے سے ہوگی۔ رپورٹ کے مطابق نیا راستہ دو رویہ شاہراہ کی طرز پر ہوگا اور اس کی چوڑائی تقریباً ۲۵ء۱۱ کلومیٹر ہوگی، مستقل راستے کے قیام کے لیے ایران اور عمان آئندہ ۳۰ سے ۶۰ روز کے دوران مذاکرات کریں گے۔

# برطانیہ کے بعد امریکہ نے فلسطین ایکشن گروپ پر پابندی لگائی، 'عالمی دہشت گرد' کی فہرست میں شامل کیا

واشنگٹن: (ایجنسیاں)
امریکہ نے فلسطین حامی مہم چلانے والے گروپ 'فلسطین ایکشن گروپ' پر سخت پابندیاں عائد کرتے ہوئے اسے اسپیشلی ڈیزگنیٹڈ گلوبل ٹیررسٹ (ایس ڈی جی ٹی) کے زمرے میں شامل کر دیا ہے۔ امریکی محکمہ خزانہ کی جانب سے جاری کردہ ایک نوٹیفکیشن میں اس کارروائی کی اطلاع دی گئی ہے۔ امریکی اقدام ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب برطانیہ پہلے ہی فلسطین ایکشن گروپ کو دہشت گرد تنظیم قرار دے کر اس پر پابندی عائد کرچکا ہے۔ یہ گروپ برطانیہ میں اسرائیل سے وابستہ دفاعی کمپنیوں کو نشانہ بنانے والی سرگرمیوں کے باعث زیرِ بحث رہا ہے۔ فلسطین ایکشن گروپ نے خاص طور پر برطانیہ میں اسرائیل کی معروف دفاعی کمپنی ایل بِٹ سسٹمز سے وابستہ تنصیبات اور سرگرمیوں کو نشانہ بنایا ہے۔ گروپ کی ان کارروائیوں کو لے کر طویل عرصے سے سلامتی اور قانونی خدشات ظاہر کیے جاتے رہے ہیں۔ برطانیہ میں فلسطین ایکشن گروپ پر عائد پابندی کو قانونی چیلنج بھی کیا گیا ہے۔ برطانیہ کی سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپیل پر سماعت کرے گی، جس میں نچلی عدالت نے گروپ کو دہشت گرد تنظیم قرار دینے کے حکومت کے فیصلے کو قانونی طور پر درست قرار دیا تھا

# ہیتی میں گینگ کا خوفناک حملہ، چرچ میں پناہ لینے والے ۴۰ ہلاک

پورٹ او پرنس: (ایجنسیاں) ہیتی کے دارالحکومت پورٹ او پرنس کے قریب مسلح گینگ کے ایک خوفناک حملے میں تقریباً ۴۰ افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ حملہ آوروں نے تشدد سے متاثرہ افراد کے لیے قائم ایک کیمپ کو بھی نشانہ بنایا جہاں بڑی تعداد میں بے گھر افراد نے چرچ میں پناہ لے رکھی تھی۔ خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق یہ حملہ اتوار کی رات دارالحکومت کے قریب پہاڑی علاقہ کینسکوف میں ہوا۔ علاقے کے میئر ماسیلون ژاں نے بتایا کہ حملے کے بعد تقریباً ۴۰ لاشیں مل چکی ہیں جبکہ تلاش کا عمل جاری ہے اور بعض افراد اب بھی لاپتا ہیں۔ میئر نے اس واقعے کو 'خوف کی رات' قرار دیتے ہوئے بتایا کہ مسلح افراد نے ایسے لوگوں کو بھی نشانہ بنایا جو پہلے ہی ملک میں جاری گینگ تشدد سے فرار ہوکر محفوظ مقام کی تلاش میں تھے۔ حکام کے مطابق حملہ آوروں نے چرچ میں قائم بے گھر افراد کے کیمپ پر دھاوا بول دیا۔ حملے میں کئی افراد کو قتل کیا گیا جبکہ متعدد افراد زخمی ہوئے۔ بعض لوگوں کو مسلح افراد کے ہاتھوں اغوا کیے جانے کی بھی اطلاعات ہیں۔ حملے کے بعد علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا اور سکیورٹی صورتحال مزید خراب ہوگئی۔ ہیتی حکومت نے علاقے میں سکیورٹی بحال کرنے کیلئے مزید نفری بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔ ہیتی کے وزیراعظم الیکس دیدیے فیلس ایمے کے دفتر نے حملہ پر گہرے دکھ اور متاثرہ خاندانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ حکومت نے کہاہیکہ متاثرہ علاقے میں امن و امان کی صورتحال بہتر بنانے کیلئے اضافی سکیورٹی اہلکار تعینات کیے جائیں گے۔ کینسکوف ہیتی کے دارالحکومت کے جنوب مشرق میں واقع ایک پہاڑی علاقہ ہے جہاں کئی ماہ سے مسلح گروہوں اور سکیورٹی فورسز کے درمیان کشیدگی اور جھڑپیں جاری ہیں۔ گینگ اس علاقے میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق ہیتی میں تقریباً ۱۵ لاکھ افراد

اپنے گھروں سے بے گھر ہو چکے ہیں، جبکہ تقریباً ۱۱ ملین آبادی والے ملک میں ۵۰ لاکھ سے زیادہ افراد کو شدید غذائی قلت کا سامنا ہے۔ ہیتی میں موجودہ بحران ۲۰۲۴ کے آغاز میں مزید سنگین ہوگیا تھا جب مسلح گینگز نے بڑے پیمانے پر تشدد شروع کیا۔ اس صورتحال

کے نتیجے میں ملک کے سیاسی نظام پر بھی شدید دباؤ پڑا اور اس وقت کے غیر منتخب وزیراعظم کو عہدہ چھوڑنا پڑا۔

**ملک نیپال میں ہوئے سیلاب حادثے میں ہلاک ہونے والوں کے گھر والوں کی مدد کریں۔ حکومت کا اسکینر استعمال کریں**

# "سنسنی خیز اور فیک نیوز میں انڈین میڈیا سب سے آگے"

واشنگٹن: (ایجنسیاں) ہندوستان میں امریکی سفیر نے ہندوستانی میڈیا پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی میڈیا میں سنسنی خیزی کی انتہا ہے، خبر، تجزیے اور حقیقت کا فرق مکمل طور پر ختم ہوچکا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق امریکی سفیر سرجیو گور نے کہا کہ شام ۶ بجے ۸ اور رات ۱۰ بجے ۱۲ افراد بیک وقت چیختے ہیں، یہ نیوز شو ہے یا شور شرابا۔ بھارتی ٹاک شوز کی چیخ وپکار میں گفتگو سمجھنا بالکل ناممکن ہوچکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مداخلت اور روکنے کے باوجود مہمانوں کو مسلسل چیخنے کی تربیت کہاں سے ملتی ہے؟ امریکہ میں فیک نیوز کو بڑا مسئلہ سمجھتا تھا لیکن بھارتی میڈیا سب سے آگے نکل گیا. سیاسی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ امریکی سفیر کے تبصروں نے بھارتی ذرائع ابلاغ میں گمراہ کن رپورٹنگ اور فیک نیوز کے بڑھتے رجحان کو بے نقاب کر دیا۔ امریکی بیانیے، سنسنی خیزی اور غیر مصدقہ دعوؤں سے بھارتی میڈیا اپنی عالمی ساکھ مسلسل کھو رہا ہے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ بھارتی میڈیا سچائی کے بجائے صرف حکومتی بیانیے اور سیاسی پروپیگنڈے کا ذریعہ بن چکا ہے۔ ذرائع ابلاغ پر بڑھتا ہوا سخت حکومتی اثر و رسوخ بھارت میں غیر اعلانیہ ایمرجنسی کے تاثر کو تقویت دیتا ہے

# امریکی وزیر دفاع کی ایران کو پھر دھمکی

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکی وزیر دفاع پیٹ ہیگستھ نے کہا ہے کہ امریکہ ایران کے خلاف مزید فوجی کارروائی کا امکان مسترد نہیں کر رہا اور ضرورت پڑنے پر دوبارہ حملے کیے جاسکتے ہیں۔ امریکی وزیر دفاع سے جب پوچھا گیا کہ کیا ایران کے خلاف فوجی حملے فی الحال روک دیے گئے ہیں تو انہوں نے واضح جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایسا نہیں ہے۔ ان کے مطابق اگر مزید فوجی کارروائی کی ضرورت پڑی تو امریکہ حملے کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔ پیٹ ہیگستھ نے کہا کہ اگر ایران نے امریکی فوج کے ساتھ تصادم کی کوشش کی یا صورتحال کو اپنی حد سے آگے بڑھایا تو امریکہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ضروری اقدامات کرے گا۔ انہوں نے یہ بیان ریاست وسکونسن کے شہر اوشکوش میں دفاعی صنعت سے وابستہ کارکنوں سے خطاب کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے دیا۔ ہیگستھ نے امریکی دفاعی کمپنیوں پر زور دیا کہ وہ جنگی صورتحال کے مطابق اپنی تیاریوں اور پیداوار میں تیزی لائیں۔ امریکی وزیر دفاع کے مطابق اس وقت ایران پر اقتصادی دباؤ سب سے زیادہ اثرانداز ہو رہا ہے، تاہم واشنگٹن ایران کے خلاف مزید فوجی کارروائی کے امکان کو کسی صورت مسترد نہیں کر رہا۔ انہوں نے خاص طور پر آبنائے ہرمز اور ایران کے ارد گرد کے علاقوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ ان مقامات پر بھی ضرورت پڑنے پر فوجی کارروائی کر سکتا ہے

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر علما فاؤنڈیشن سرہا کا خون عطیہ کیمپ کا اہتمام

## مرچیا میں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر خون کے عطیات کا عظیم الشان کیمپ، علماء فاؤنڈیشن نیپال کی منفرد پیشکش

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
خصوصی نامہ نگار نیپال اردو ٹائمز

انسانیت، محبت اور پرامن بقائے باہمی کے عالمگیر پیغام کو عام کرنے کے لیے، علماء فاؤنڈیشن نیپال کے زیر اہتمام پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یومِ ولادت باسعادت (۱۵۰۱ ویں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ) کے مقدس موقع پر ایک عظیم الشان بلڈ ڈونیشن (خون کے عطیات) کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس مہم کا بنیادی مقصد مذہب و ملت کی تفریق سے بالاتر ہو کر انسانی جانوں کو بچانا اور معاشرے میں امن کا مثبت پیغام پہنچانا تھا۔ جس نے ایک انسان کی جان بچائی، گویا اس نے پورے انسانوں (انسانیت) کی جان بچائی"۔ اسی فلسفے کے تحت مہم کے مرکزی نعرے "خون کا عطیہ دیں، زندگی بچائیں" اور "انسانیت کی خدمت ہی سچی عبادت ہے"۔ اس پروگرام کی سب سے خاص بات علاقائی انتظامیہ اور سیکورٹی فورسز کے اعلیٰ افسران کی آمد تھی۔ ضلع سرہا کے ایس پی (سپرنٹنڈنٹ آف پولیس)، نیپال پولیس کے ڈی ایس پی (ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس)، اور ششتر پراہری بل (سلوتھ سکیورٹی فورس / کے ڈی ایس پی سمیت علاقائی بیوروکریسی کے دیگر اہم ذمہ داران نے کیمپ کا دورہ کیا۔ پروگرام کے معائنے اور وہاں موجود جوش و خروش کو دیکھ کر تمام اعلیٰ افسران اور سکیورٹی انچارجز نے اس کوشش کو دل کھول کر سراہا۔ حکام نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے مشترکہ طور پر کہا کہ: "مولانا عبد القیوم "قادری صاحب" اور ان کے نوجوانوں نے معاشرے کے لیے یہ بہت بڑا اور تاریخی کام کیا ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ جیسے مقدس موقع پر خون کا عطیہ دے کر انسانیت کی جان بچانے کا یہ اقدام پورے ضلع اور ملک کے لیے ایک بہترین مثال ہے اور ہم مولانا عبد القیوم "قادری صاحب" کے اس جذبے کو سلام کرتے ہیں"۔ اس باوقار پروگرام کی صدارت علماء فاؤنڈیشن نیپال کے مرکزی سینیئر نائب صدر مولانا عبد القیوم نے خود فرمائی۔ یہ کیمپ مرچیا نگر پالیکا، وارڈ نمبر ۵، سنستھا چوک، ضلع سرہا (نیپال) میں منعقد کیا گیا، جہاں صبح ۱۰:۰۰ بجے سے ہی خون کا عطیہ دینے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ اس مہم کے ذریعے عوام الناس میں خون دینے کے حوالے سے شعور بیدار کرنے کی بھی کامیاب کوشش کی گئی۔ کیمپ کے دوران شہریوں کو خون کے درج ذیل طبی و روحانی فوائد سے آگاہ کیا گیا: ۱: کسی مجبور اور ناگہانی حادثے کا شکار مریض کی زندگی بچانے کا شرف۔ ۲: انسانی جسم میں خون کے نئے اور صحت مند خلیات کی تشکیل۔ ۳: دکھی انسانیت کی مدد کر کے سچا ذہنی سکون اور باطنی خوشی کا حصول۔ ۴: جسم کا مدافعتی نظام مضبوط ہوتا ہے جو بیماریوں کے خلاف لڑنے میں مدد دیتا ہے۔ ۵: جسم سے فاسد اور نقصان دہ مادوں کا قدرتی اخراج۔ ۶: معاشرے میں امن، محبت، بھائی چارے اور مثبت سوچ کا فروغ۔ پروگرام کے شاندار اختتام پر مولانا عبد القیوم نے تمام معزز مہمانوں، خصوصاً ضلع سرہا کے ایس پی، ڈی ایس پی، ششتر پراہری کے ڈی ایس پی اور تمام خون کا عطیہ دینے والے جوشیلے نوجوانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ: "آپ سب کی حوصلہ افزائی اور تعاون سے یہ مہم تاریخی طور پر کامیاب رہی۔ ہمارا یہ سفر انسانیت کی خدمت کے لیے آئندہ بھی اسی طرح جاری رہے گا اور ہم مل کر معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کے چراغ روشن کرتے رہیں گے

# علماء فاؤنڈیشن کا عید میلاد النبی ﷺ کی عام تعطیل بحال کرنے کا مطالبہ

احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
خصوصی نامہ نگار نیپال اردو ٹائمز

علماء فاؤنڈیشن نیپال کے نائب صدر مولانا فاروق برکاتی کی قیادت میں مسلم رہنماؤں کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے صوبہ مدھیش پردیش کی حکومت سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے سرورِ کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یومِ ولادت باسعادت (عید میلاد النبی) کے مبارک موقع پر پورے صوبے میں عام تعطیل کا اعلان کیا جائے۔ نائب صدر مولانا فاروق برکاتی نے صوبائی حکومت کے اس حالیہ متنازع فیصلے پر گہری تشویش اور شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے، جس کے تحت اس مقدس دن کی تعطیل کو صرف مسلم برادری تک محدود کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ایسا فیصلہ ایک جامع، جمہوری اور سیکولر ریاست کے بنیادی اصولوں اور روح کے سراسر منافی ہے۔ علماء فاؤنڈیشن نیپال کی جانب سے صوبہ مدھیش کی وزارتِ داخلہ مواصلات اور قانون کو وزیر داخلہ کے توسط سے ایک باضابطہ اور تفصیلی میمورنڈم جمع کرایا گیا ہے۔ اس یادداشت میں نائب صدر مولانا فاروق برکاتی اور دیگر قائدین نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ صوبہ مدھیش تاریخی طور پر سماجی ہم آہنگی، مساوات، رواداری اور پرامن بقائے باہمی کا گہوارہ رہا ہے۔ یہاں تمام مذاہب کے لوگ صدیوں سے مل جل کر رہ رہے ہیں۔ لہٰذا، صوبائی حکومت کے فیصلے اور پالیسیاں بھی اسی یکجہتی، باہمی احترام اور بھائی چارے کے جذبے کی عکاسی کرنے چاہئیں، نہ کہ معاشرے میں تفریق اور دوری پیدا کرنے کا سبب بنیں۔ علماء فاؤنڈیشن نیپال کے نائب صدر مولانا فاروق برکاتی نے اپنے بیان میں حکومت کو یاد دلایا کہ ماضی میں اس مقدس اور بابرکت دن پر پورے صوبے میں بلا تفریقِ مذہب و ملت عام تعطیل دی جاتی رہی ہے، جس سے تمام شہریوں میں یکجہتی اور قومی ہم آہنگی کا مثبت پیغام جاتا تھا۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ وہ مسلم برادری کو الگ تھلگ کرنے والے اس فیصلے پر فوری طور پر نظرِ ثانی کرے اور صوبے بھر میں عام تعطیل کے اسی پرانے اور مربوط نظام کو بحال رکھے جو سب کے لیے قابلِ قبول تھا۔ صوبائی حکومت کو میمورنڈم جمع کرانے والے اس اہم وفد کی قیادت خود علماء فاؤنڈیشن کے نائب صدر مولانا فاروق برکاتی کر رہے تھے، جبکہ ان کے ہمراہ مسلم نوجوان رہنما عاشق علی، مولانا انصار الحق راعین، محمد صابر راعین، ڈاکٹر عابد حسین سمیت دیگر معززین شامل تھے۔ نائب صدر مولانا فاروق برکاتی اور وفد میں شامل دیگر مسلم رہنماؤں نے موجودہ حکومتی پالیسی کو یکسر امتیازی، غیر منصفانہ اور ناقابلِ عمل قرار دیا۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ مذہبی بنیادوں پر تعطیلات کو محدود کرنا جمہوریت کی روح کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے، اس لیے صوبائی حکومت عوامی جذبات کا احترام کرتے ہوئے فوری طور پر اس فیصلے کی اصلاح کرے اور عام تعطیل کا نوٹیفیکیشن جاری کرے۔

# ۱۵۰۱ ویں جلوسِ محمدی ﷺ میں علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال کی قابلِ تحسین خدمت

نیپال گنج (نیپال اردو ٹائمز)

بانکے۔ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ۱۵۰۱ ویں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بانکے ضلع کے نیپال گنج میں منعقد ہونے والے ۱۵۰۱ ویں جلوسِ محمدی ﷺ میں شریک عقیدت مندوں اور زائرین کی خدمت کے لیے علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال کی جانب سے خصوصی طور پر ٹھنڈے پانی کی سبیل کا انتظام کیا گیا۔
جلوس میں نیپال گنج سمیت بانکے ضلع کے مختلف علاقوں سے بڑی تعداد میں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ جلوس کے دوران گرمی اور طویل مسافت کے پیشِ نظر شرکاء کو سہولت فراہم کرنے کے مقصد سے علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال کی ٹیم نے بی پی چوک پر پانی تقسیم کرنے اور پلانے کی خدمت انجام دی۔
اس خدمت کے پروگرام میں علماء فاؤنڈیشن کے عہدیداران، علماء، اراکین اور رضاکاروں نے بھرپور جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا اور جلوس میں شریک ہر شخص کو پانی فراہم کیا۔ ٹیم کے ارکان نے نہایت نظم و ضبط اور منظم انداز میں خدمت انجام دیتے ہوئے جلوس میں شریک خواتین، مردوں، نوجوانوں اور بزرگوں کو پانی پلایا۔ علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال کی یہ خدمت صرف پانی تقسیم کرنے تک محدود نہیں تھی، بلکہ یہ انسانی خدمت، سماجی ہم آہنگی، باہمی بھائی چارے اور خدمتِ خلق کے جذبے کو مضبوط بنانے کی ایک مثبت مثال بھی بنی۔ جلوسِ محمدی ﷺ میں شریک عقیدت مندوں نے فاؤنڈیشن کی اس خدمتِ خلق کو سراہتے ہوئے منتظمین اور پوری ٹیم کا شکریہ ادا کیا۔
فاؤنڈیشن کے نمائندگان نے جلوس کو پُرامن، باوقار، منظم اور نظم و ضبط کے ساتھ کامیاب بنانے کے لیے تمام شرکاء سے تعاون کی اپیل بھی کی۔ اس کے ساتھ ہی جلوس میں آنے والے عقیدت مندوں کی سہولت اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ بھی ایسے خدمتِ خلق کے پروگراموں کو جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔
خدمت کے کام میں شریک علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال کی ٹیم:
حضرت مولانا الحاج محمد نصیر الدین انصاری صاحب — مرکزی صدر، علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال، مفتی محمد کہف الوریٰ مصباحی صاحب انچارج، محمد توحید رضا میڈیا انچارج، قاری عظمت علی صاحب : نائب صدر قاری عبد القیوم صاحب: خازن، قاری محمد شمیم رضا صاحب ممبر ، حافظ محمد سفیان صاحب ممبر حافظ شاکر علی صاحب ممبر مولانا مقیم نوری صاحب مولانا یار محمد صاحب ممبر ان کے علاوہ موقع پر علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال کے تمام عہدیداران، اراکین اور رضاکاروں کی مشترکہ کوششوں سے پانی پلانے کا یہ خدمتِ خلق کا پروگرام کامیابی کے ساتھ مکمل ہوا۔
۱۵۰۱ واں جلوسِ محمدی ﷺ محبت، اخوت، امن، بھائی چارے اور انسانی خدمت کا پیغام عام کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ اس بابرکت موقع پر عقیدت مندوں کی خدمت کا موقع ملنا علماء فاؤنڈیشن کے لیے باعثِ فخر قرار دیا گیا۔
علماء فاؤنڈیشن بانکے نیپال نے عزم ظاہر کیا ہے کہ آئندہ بھی معاشرے میں مذہبی ہم آہنگی، سماجی اتحاد، انسانی خدمت اور مثبت سرگرمیوں کو ترجیح دیتے ہوئے مختلف خدمتِ خلق کے پروگرام منعقد کیے جاتے رہیں گے۔

# بیاول میں میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مفت حجامہ کیمپ کامیاب

جلگاؤں (عقیل خان بیاولی)
نیپال اردو ٹائمز

: صحت و تندرستی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اسلامی تعلیمات میں انسانی صحت کی حفاظت اور ضرورت مندوں کی خدمت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اسی جذبۂ خدمتِ خلق کے تحت جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے بابرکت موقع پر "علیشان فیملی و جیلانی مشن" کے زیرِ اہتمام بیاول کے اسلام پورہ میں مفت میڈیکل چیک اَپ، فٹنس اور حجامہ کیمپ کا انعقاد عمل میں آیا، جسے عوامی حلقوں نے ایک دینی، طبی اور فلاحی خدمت قرار دیتے ہوئے سراہا۔ مفت حجامہ کیمپ کا مقصد عید میلاد النبی ﷺ کی خوشیوں کو محض تقریبات تک محدود رکھنے کے بجائے خدمتِ انسانیت اور ضرورت مند افراد تک طبی سہولت پہنچانا تھا۔ منتظمین کے مطابق عوام کو بلا معاوضہ طبی معائنہ، حجامہ اور حسبِ ضرورت بنیادی ادویات فراہم کرنا اس کیمپ کا بنیادی مقصد تھا، تاکہ کم وسائل رکھنے والے افراد بھی صحت سے متعلق ضروری سہولیات سے استفادہ کر سکیں۔ کیمپ میں ڈاکٹر شیخ شاداب فاروق اور ڈاکٹر نوید شیخ نے بعد نمازِ ظہر سے قبل از غروبِ آفتاب تک اپنی طبی خدمات انجام دیں۔ اس دوران مختلف اقسام کے کم و بیش ۵۰ مریضوں کا طبی معائنہ کیا گیا، ضرورت کے مطابق حجامہ کیا گیا اور بنیادی ادویات بھی فراہم کی گئیں۔ ڈاکٹروں نے مریضوں کی صحت سے متعلق ضروری رہنمائی بھی کی۔ اس طرح طبی ماہرین نے اپنی صلاحیتوں کو خدمتِ خلق کے لیے وقف کر کے عملی طور پر انسان دوستی اور ہمدردی کا پیغام عام کیا۔ اس موقع پر موجود معززین نے کہا کہ "تندرستی ہزار نعمت ہے" بظاہر ایک مختصر جملہ ہے، لیکن اس میں صحت کی قدر و قیمت کا گہرا پیغام پوشیدہ ہے۔ عوام کو مفت طبی سہولت فراہم کرنا، بالخصوص حجامہ جیسی روایتی اسلامی طبی طریقۂ علاج سے استفادہ کا موقع دینا، ایک قابلِ تعریف اور قابلِ تقلید اقدام ہے۔ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خدمتِ خلق کے ایسے پروگرام سیرتِ طیبہ ﷺ کے انسانی ہمدردی، اخوت اور خیر خواہی کے پیغام کو عام کرنے کا مؤثر ذریعہ بن سکتے ہیں۔ کیمپ کے موقع پر ڈاکٹر شکیل سعید، شکیل خان، اقبال خان، موظف صدر مدرس اسماعیل شیخ، ذاکر ممبر سمیت اہلِ علاقہ اور شہر کے دیگر معززین موجود تھے۔ کیمپ کی کامیابی کے لیے موظف معلم عبد الطیب شیخ کی نگرانی میں جنید احمد، اکرم خان، عرفان خان، تنویر خان، ارمان خان، مشرف شیخ اور اسلام پورہ و سعید پورہ کے نوجوانوں نے بھرپور محنت اور تعاون کیا۔ مقررین و شرکائے کیمپ نے اس امر کا اظہار کیا کہ میلاد النبی ﷺ کے مقدس موقع پر مفت طبی خدمت، ضرورت مندوں کی مدد اور صحت سے متعلق شعور بیدار کرنے جیسی سرگرمیاں معاشرے میں خیر، اخوت اور باہمی تعاون کو فروغ دیتی ہیں۔ انہوں نے "علیشان فیملی و جیلانی مشن" اور تمام معاونین کی اس فلاحی کاوش کو سراہتے ہوئے امید ظاہر کی کہ مستقبل میں بھی ایسے خدمتِ خلق کے پروگرام جاری رہیں گے، تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد بلا معاوضہ طبی سہولیات سے مستفید ہو سکیں۔

"خدمتِ خلق اور طبِ نبوی ﷺ کے فروغ کی قابلِ تقلید کاوش"

# عرسِ نبیلی، حیدری، خلیلی و وکیلی کی تیاریاں عروج پر

بہار، ہندوستان:
نیپال اردو ٹائمز

بہار کی معروف روحانی و علمی بستی حسن پورہ شریف میں ساتویں سالانہ عرسِ نبیلی، حیدری، خلیلی و وکیلی کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں۔ یہ عظیم الشان روحانی و اصلاحی اجتماع ۱۰ ستمبر ۲۰۲۶ء، بروز جمعرات منعقد ہوگا، جس میں ملک کے مختلف علاقوں سے علماء، مشائخ، فضلاء، صلحاء اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد میں شرکت متوقع ہے۔
اس سالانہ عرس کی سرپرستی پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا الشاہ سید ناھید احمد حیدر القادری، سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ حیدریہ، حسن پورہ شریف فرمائیں گے، جبکہ پروگرام کی قیادت پیرزادہ سید عاکف احمد حیدر القادری ازہری کریں گے۔ عرس کے انتظامات کو حتمی شکل دینے کے لیے متعلقین اور منتظمین کی جانب سے مختلف سطحوں پر تیاریاں جاری ہیں۔ عرسِ اولیاء محض ایک رسمی اجتماع کا نام نہیں، بلکہ یہ بزرگوں کی دینی، علمی، روحانی اور اصلاحی خدمات کو یاد کرنے، ان کے پاکیزہ کردار سے سبق حاصل کرنے اور نئی نسل کو دین و شریعت سے جوڑنے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ ایسے مواقع پر علماء و مشائخ اپنے خطابات کے ذریعے قرآن و سنت کی تعلیمات، تقویٰ، اخلاص، محبتِ رسول ﷺ، اصلاحِ نفس اور حسنِ اخلاق کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
﴿ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾
حسن پورہ شریف میں منعقد ہونے والا یہ عرس بھی دینی و روحانی پیغام کو عام کرنے اور اولیائے کرام کی تعلیمات کو نئی نسل تک پہنچانے کا ایک اہم موقع قرار دیا جارہا ہے۔ تاہم ایسے اجتماعات کی حقیقی برکت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب ان میں علم و اصلاح، ذکر و فکر اور اسلامی آداب کو مقدم رکھا جائے اور ہر قسم کے غیر شرعی امور سے اجتناب کیا جائے۔ خصوصاً مرد و خواتین کے غیر ضروری اختلاط سے پاک، باوقار اور شرعی ماحول کا اہتمام ضروری ہے۔
علماء و مشائخ کا کہنا ہے کہ اولیائے کرام کی محبت کا حقیقی تقاضا صرف ان کے تذکرے اور عقیدت تک محدود نہیں بلکہ ان کی دینی تعلیمات، تقویٰ، اخلاص، عبادت، حسنِ اخلاق اور خدمتِ خلق کے پیغام کو اپنی زندگیوں میں اختیار کرنا ہے۔ یہی ان مقدس شخصیات کی یاد منانے کا حقیقی مقصد اور بہترین ثمرہ ہے۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس روحانی و اصلاحی اجتماع کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اس کے ذریعے دین و ایمان کی روشنی عام فرمائے اور ہم سب کو اولیائے کرام سے سچی محبت، ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کی اصلاحی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
یہ خبر حضرت مولانا اظہار الدین حیدری، بنوٹا، مہوتری، نیپال کے توسط سے ہماری ٹیم کو موصول ہوئی۔
نوٹ: حسن پورہ شریف میں ۱۰ ستمبر کو ساتواں سالانہ عرس، ملک بھر سے علماء و مشائخ کی شرکت متوقع
از: محمد کلام الدین نعمانی مصباحی

# بڑے ہی شان وشوکت کے ساتھ نکالا گیا جلوس محمدی ﷺ

شبیر احمد نظامی
مہراج گنج
نیپال اردو ٹائمز

گزشتہ روز ضلع میں عقیدت و احترام کے ساتھ جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا گیا۔ گاؤں سے لے کر شہر و قصبات تک جلوس محمدی تزک و احتشام کے ساتھ نکالا گیا۔ نوتنواں میں واقع مساجد و مدارس سے صبح نو بجے جلوس محمدی ﷺ نکال کر پورے شہر میں گشت کرایا گیا۔ قصبہ کے مشہور و معروف شخصیت الحاج سید افتخار حسین نور اللہ مرقدہ کی تعمیر کردہ سید جی این مارکیٹ نوتنواں میں سید افتخار انجم فاؤنڈیشن کی جانب سے ٹیبل لگا کر جلوس عید میلاد النبی ﷺ کا استقبال کیا گیا۔ اس موقع پر جلوس میں شریک لوگوں کے لیے پانی، شربت، پھل، بسکوٹ وغیرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں مولانا سید ابرار احمد، منور حسین خان، سید سراج احمد، سید بلال احمد، سید وقار احمد، عتیق احمد عباسی صحافی روزنامہ ہندوستان، جاوید احمد ہند چشمہ گھر، وسیم احمد، بیاپار منڈل نوتنواں کے صدر سنتوش جیسوال، سردار منجیت سنگھ جی، نوتنواں نگر پالیکا کے سابق چیئرمین گڈو خان، عمران احمد خان، ڈاکٹر نہال احمد، نفیس احمد، سید محمد عطا، سید نعمان احمد کے علاوہ دیگر لوگ شریک رہے۔

وہیں نچلول علاقہ کے مشہور و معروف ادارہ دارالعلوم اہل سنت معین الاسلام چھتونہ میں ادارے کے پرنسپل مولانا غیاث الدین خان نظامی ضلع صدر آل انڈیا ٹیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ مہراج گنج یونٹ کی قیادت میں، دارالعلوم یار علویہ فیض الرسول نوڈیہواں کے کارگزار پرنسپل مفتی الحاج محفوظ عالم مصباحی کی قیادت میں، دارالعلوم عربیہ عزیز العلوم لچھمی پور خرد کے کارگزار پرنسپل مولانا محمد عالم گیر نظامی کی قیادت میں، دارالعلوم قدوسیہ فخر العلوم پرسونی کے پرنسپل مولانا تجمل حسین امجدی کی قیادت، دارالعلوم عباسیہ ضیاء العلوم مٹھورا بازار کے پرنسپل مولانا ضیاء الدین نظامی کی قیادت میں، جامعہ البنات الضیائیہ ضیانگر پرسونی بازار کے ناظم اعلی حافظ محمد رضا امجدی کی قیادت میں، مدرسہ اسلامیہ اہل سنت نسواں کالج سہرونہ راجہ میں مولانا الحاج علیم الدین صدیقی بانی و مہتمم کی قیادت میں، نظام الاسلام گرلس کالج مولیٰ گنج کے ناظم اعلی مولانا حافظ مطیع الدین اشرف خان نظامی کی قیادت میں تزک و احتشام کے ساتھ جلوس محمدی نکال کر جشن عید میلاد النبی ﷺ عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔

اس موقع پر محمد اعظم رئیس نظامی سابق ناظم اعلیٰ دارالعلوم معین الاسلام چھتونا، محمد اسماعیل نظامی، عطاء اللہ نظامی، مولانا فخر عالم مصباحی، مولانا عبد الرحمن برکاتی، مولانا مہدی حسن مصباحی، مولانا ریاض الدین رضوی، مولانا کمال الدین امجدی، مولانا فخر الدین، مولانا شمس الضحیٰ، مولانا مفتی اظہار احمد فیضی، مولانا بلال احمد قادری، مولانا اشتیاق احمد علیمی، مولانا شاہ عالم قادری، حافظ رضوان احمد علیمی، قاری بشیر احمد رضوی شریک رہے۔

وہیں بیرواں بنکٹوا میں واقع مشہور و معروف قدیم ادارہ دارالعلوم غوثیہ میں مولانا محبوب عالم قادری کی قیادت میں، مدرسہ اہل سنت فیض ظہوریہ معین الاسلام موہنا میں حافظ عقیل احمد رضوی کی قیادت میں، الجامعۃ البرکاتیہ مغلہا میں جنرل سکریٹری حافظ غیاث الدین خان نوری کی قیادت میں، مدرسہ انوار الاسلام قصبہ سکندر پور بستی میں مولانا طاہر القادری کلیم فیضی بستوی کی قیادت میں، دارالعلوم حمیدیہ اہل سنت پنیرا میں مولانا رمضان احمد قادری کی و حافظ و قاری سراج الدین قادری استاذ دارالعلوم کی قیادت میں، دارالعلوم اہل قادریہ سراج العلوم برگدہی بیالیس گاؤں میں مولانا شیر محمد قادری پرنسپل دارالعلوم ہذا کی صدارت میں، مدرسہ اسلامیہ پرسا خرد میں کاتب ذوالقرنین خان کی قیادت میں، دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام امرڈوبھا میں مولانا محمد مکرم رضوی مصباحی کی قیادت اور مولانا امام علی قادری کی صدارت میں، جامعہ افتخار العلوم شتلاپور میں مولانا تصور حسین نظامی کی قیادت میں، دارالعلوم عربیہ سلامت العلوم بسہوا میں حافظ خیر الدین علیمی بقائی کی قیادت میں، جامعہ کاملیہ مفتاح العلوم کلہوئی بازار میں مولانا برکت حسین مصباحی کی قیادت میں جلوس محمدی ﷺ کو شان وشوکت کے ساتھ نکالا گیا۔

بعد نماز عصر نوتنواں قصبہ واقع مساجد و مدارس کے ائمہ و علماء کے ذریعے مسلمانوں نے اپنی گاڑیوں کو پھول اور بینر اور جھنڈوں سے سجا پُر امن طریقے جلوس محمدی ﷺ نکال کر لبیک یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے یہ پیغام دیا اور بتا دیا کہ اسلام امن و شانتی کا مذہب ہے۔ جلوس محمدی ﷺ میں سابق چیئرمین نوتنواں نگر پالیکا و دیگر سیاسی لیڈران نے شرکت کرکے لوگوں مبارک باد دیا۔ اس موقع پر حافظ کلیم اللہ، مولانا ذوالفقار احمد، مولانا اخلاق احمد امجدی، مولانا خورشید احمد نظامی، حافظ قاری صادق رضا نیپالی، مولانا فخر الدین مصباحی، مولانا اخلاق احمد، مولانا فرید احمد سمیت ہزاروں کی تعداد میں عوام شریک رہے۔

سید افتخار انجم فاؤنڈیشن کے چیئرمین سید افضال احمد نے جلوس محمدی ﷺ میں شریک سبھی لوگوں کو مبارک باد پیش کیا۔

# گاگریا و علاقۂ گفن سے سہلاؤ شریف تک نکلا عظیم الشان جلوسِ محمدی ﷺ، جگہ جگہ والہانہ استقبال

## دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ کے وادیِ نور میں عظیم الشان جشنِ میلاد کا انعقاد، علماء نے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا پیغام عام کیا

سہلاؤ شریف، باڑمیر (پریس ریلیز) ۱۲ ربیع الاول ۱۴۴۸ھ کے پُر مسرت اور بابرکت موقع پر مغربی راجستھان کی عظیم و ممتاز اور علاقۂ تھار کی مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف کے وادیِ رحمت وانوار میں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ نہایت ادب، عقیدت، احترام اور جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔

ربیع النور شریف کے آغاز ہی سے علاقۂ تھار کی مسلم آبادیوں میں جشنِ عید میلاد النبی کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں، مساجد، مدارس، گھروں اور مختلف مقامات پر چراغاں اور سجاوٹ کا اہتمام کیا گیا، جبکہ بارہ ربیع الاول کے موقع پر مختلف علاقوں میں جلسوں اور جلوسوں کا انعقاد ہوا۔ جشنِ میلاد کے سلسلے میں بعد نمازِ فجر اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ بعدہ محبانِ جہانیاں کمیٹی دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ و غلامانِ بخاری کمیٹی گاگریا کے بینر تلے گاگریا سے سہلاؤ شریف تک، جبکہ غلامانِ بخاری کمیٹی علاقۂ گفن کے زیرِ اہتمام رمضان کی گفن سے دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف تک عظیم الشان جلوسِ محمدی ﷺ نکالا گیا۔ راستے میں مختلف مقامات سے آنے والے عاشقانِ رسول ﷺ کے قافلے و جلوس بھی ان مرکزی جلوسوں میں شامل ہوتے گئے، جس سے جلوس کی شان و شوکت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ جلوس میں ہزاروں کی تعداد میں عاشقانِ رسول ﷺ نے شرکت کی۔

راستے بھر درود و سلام، تکبیر و رسالت اور "آقا کی آمد مرحبا" جیسے نعروں سے فضا گونجتی رہی۔ شرکائے جلوس نے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ جلوس کے شرکاء جب دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف کے صدر دروازے پر پہنچے تو دارالعلوم کی انتظامیہ، اساتذہ، طلبہ اور علاقائی عوام کی جانب سے پھولوں کی بارش اور والہانہ انداز میں شاندار استقبال کیا گیا۔

جلوس کے تمام شرکاء دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ کے وادیِ نور میں منعقدہ عظیم الشان جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے میں شریک ہوئے۔ جلسے کا آغاز دارالعلوم کے ایک ہونہار طالب علم کی پُرسوز اور دلنشیں آواز میں تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ بعد ازاں دارالعلوم کے طلبہ نے نہایت خوبصورت اور مؤثر انداز میں نعتیہ کلام پیش کرکے حاضرین کے دلوں کو محبتِ رسول ﷺ سے منور کیا۔

اس موقع پر بلبلِ باغِ مدینہ حضرت مولانا قاری محمد جاوید صاحب سکندری وواصف شاہ ہدی حضرت مولانا برکت علی برکاتی احسنی نے اپنی خوبصورت اور پرسوز آواز میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں نعتیہ کلام کا نذرانہ پیش کیا، جسے حاضرین نے بے حد پسند کیا اور خوب سراہا۔

بعد ازاں حضرت مولانا جمال الدین صاحب انواری، نائب صدر دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ نے نہایت جامع اور مؤثر خطاب فرمایا

پھر پیرِ طریقت، نورالعلماء حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری، مہتمم دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ و سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ بخاریہ سہلاؤ شریف نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے سرشار سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ کے موضوع پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی آمدِ مبارکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت، ہدایت، محبت اور اصلاح کا پیغام لے کر آئی نورالعلماء حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری نے جلسے کے موقع پر جلوسِ محمدی ﷺ میں شریک تمام عاشقانِ رسول ﷺ، علماء و ساداتِ کرام، ائمہ و مشائخ، دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ، علاقائی عوام اور بالخصوص جلوس کے منتظمین و متعلقہ کمیٹیوں کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے جلوس کے پُرامن، باوقار اور منظم انعقاد پر اطمینان کا اظہار کیا۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ کے اس عظیم الشان پروگرام کی نظامت کے فرائض حضرت مولانا محمد حسین صاحب انواری، نگران شاخہائے دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ نے نہایت حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیے۔

جلسے کے اختتام پر صلوٰۃ و سلام اور خصوصی دعا کا اہتمام کیا گیا نورالعلماء حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری کی دعا کے ساتھ یہ بابرکت محفل اختتام پذیر ہوئی، جس کے بعد شرکائے جلسہ میں لنگر تقسیم کیا گیا۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ کے اس عظیم الشان پروگرام میں ہزاروں عاشقانِ رسول ﷺ کی شرکت نے علاقۂ تھار میں محبت و عقیدتِ رسول ﷺ کے جذبے کو مزید نمایاں کیا۔ پورا پروگرام نہایت ادب، عقیدت، نظم و ضبط اور پُرامن ماحول میں منعقد ہوا۔

مذکورہ اطلاع محبان جہانیاں کمیٹی دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر، راجستھان کے میڈیا انچارج حضرت مولانا محمد شار صاحب قادری انواری نے پریس ریلیز کے ذریعہ دیا

# مدرسہ قادریہ فروغ اہل سنت شیوہر میں انعامی مقابلہ کا انعقاد

پریس ریلیز، شیوہر، ڈومری کٹسری بلاک کے تحت واقع مدرسہ قادریہ فروغ اہل سنت ادیء چھپرہ کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع النور شریف کے حسین موقع پر مدرسہ کے بچوں اور بچیوں کے درمیان انعامی مقابلہ کا انعقاد کیا گیا، جس کی صدارت، حضرت علامہ مولانا مفتی مبارک حسین مصباحی صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ قادریہ فروغ اہل سنت نے کی، جبکہ قیادت کے فرائض خطیب ذیشان حضرت علامہ مولانا محمد اعجاز احمد شمشی، پرنسپل مدرسہ قادریہ فروغ اہل سنت نے انجام دیا، اس موقع پر مولانا اطیع اللہ صاحب بھی موجود رہے، مولانا مصباحی نے بتایا کہ شیوہر میں دیگر اضلاع کے مقابل اہل سنت کی تعداد کم ہے آج سے تقریباً ۱۵ سال قبل جب میں یہاں آیا تھا تو لوگوں میں دینی شعور بالکل نہیں تھا، لوگ دین کے لازمی مسائل سے بھی نا آشنا تھے، تو میں نے کوشش کی کہ یہاں ایک مدرسہ کا قیام ہونا چاہیے تاکہ نئی نسل کے اندر دینی جذبہ کو فروغ دیا جا سکے الحمدللہ میں نے یہاں گاؤں کے علماء اور حفاظ کے ساتھ مل کر مدرسہ کا قیام کیا اور اس کے بعد ادھر کئی سالوں سے بارہویں شب کے موقع پر انعامی مقابلہ کا انعقاد کراتا ہوں جس میں بچوں کو انعام سے نوازا جاتا ہے بچے انعام کی خوشی میں دین کی بنیادی باتوں کو سیکھ لیتے ہیں اور یاد کر لیتے ہیں اور سوال و جواب کی شکل میں اس کو مجمع عام میں سناتے ہیں جس سے یہاں کے لوگوں پر اور یہاں کے دیگر بچوں پر کافی اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، جبکہ مدرسہ کے پرنسپل مولانا شمسی بتاتے ہیں کہ گاؤں میں علماء اور حفاظ کی تعداد بڑھانے کے لیے میں نے یہاں کے کئی بچوں کو یوپی کے معیاری مدارس میں داخلہ کرایا ہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ ان کی نگرانی رکھتا ہوں، میری کوشش ہے کہ یہاں کے لوگ عقائد و اعمال میں پختہ ہو جائیں ہو سکتا ہے کہ کل میں یہاں رہوں نہ رہوں مگر یہاں دین کا پرچم بلند رہے مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہراتا رہا ہے اور اسی لیے میں یہاں کے بچوں پر دن رات محنت کر رہا ہوں آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مشن میں کامیاب کرے، جبکہ مولانا اطیع اللہ صاحب نے آمد سرکار کے تعلق سے مفصل بیان فرمایا، مقابلہ میں حصہ لینے والے طلبہ کے نام اس طرح ہیں، نازش رضا ابن منا، سمیع عالم ابن امجد، فیضان ابن تاجر، فاضل ابن ولی عالم، عارف ابن محمد ابولیث، ارزو ابن ابولیث، سمیدر رضا ابن شوکت، محمد عاقب ابن ارشد، محمد الفت ابن شوکت، حسینہ خاتون بنت ابو الکلام، شاہین خاتون بنت جلال الدین، سجمن خاتون بنت نوشاد، نور صبا بنت منحچن، ماہرہ خاتون بنت شمیم، صبا پروین بنت تبریز سمیع ناز بنت کلیم منتشاء صدیقی بنت قمر عالم،

ناظرین خاتون بنت شفیع عالم، جن لوگوں کے ہاتھوں سے بچوں کو انعام تقسیم کیا گیا، ان میں ناظم انور، محمد سلیم مکھیا، عبدالجبار، نظام الدین مرتضی، یونس صاحب، منصور صاحب، مولانا صغیر صاحب، شاہد رضا اس کے علاوہ دیگر حضرات بھی شریک تھے، رپورٹ ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال،

# مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ سے نکلا شان وشوکت کے ساتھ جلوس محمدی ﷺ

از: محمد سالم آزاد
نیپال اردو ٹائمز

مسلمانوں کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مبارک موقع پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول شریف کے مبارک موقع پر صبح ۷،۳۰ بجے مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ سے نعرے تکبیر نعرے رسالت سرکار کی آمد مرحبا مختار کی آمد مرحبا محمد ہمارے بڑی شان والے کی گونج میں شان وشوکت کے ساتھ نکلا جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ گھاٹ سے شروع ہو کر نیم چوک اردو بازار رحم خان کرم گنج داروں بھٹی چوک ناکہ نمبر ۶ رحم گنج ہوتا ہوا خان چوک پہنچا جہاں پر انجمن کاروان ملت کے زیر اہتمام ریاض خان قادری کی قیادت میں کئی محلے کا جلوس اکٹھا تھا پھر یہ جلوس قلعہ گھاٹ سے آئے جلوس کے ساتھ مل کر مولا گنج مرزاپور دربھنگہ ٹاور مشرف بازار ہوتے ہوئے مدرسہ حمیدیہ قلعہ پہنچا جہاں پر علمائے کرام کی تقریر اور صلاۃ وسلام دعا کے بعد جلوس اختتام پذیر ہوگیا جلوس میں دربھنگہ شہر اور اعتراف کے کئی گاؤں نے جلوس میں شرکت کی جن میں فیض اللہ خان قلعہ گھاٹ رحم خان فقیرا خان شیر محمد بھگو مولا گنج رحم گنج کرم گنج سرائے مرگیات چک کٹہل باڑی علی نگر مرزا پور بھولکا دونار الل پٹی شاہ گنج بیٹا بیلا جمال پورہ چھوٹی قاضی پورہ دمدمہ مغل پورہ پرانی منصفی قیدرآباد سرائے واجد پورا اسماعیل گنج مرشکار ٹولا سندر پور لال باغ دونار دلاور پور شیر محمد بھیگو مفتی محلہ مولوی محلہ بھیلو چک میر غیاس چک نورا گنگوارا سینا پت ترونی کٹہل باڑی مرشکار ٹولہ دلاور پور دونار بھیلو چک بھٹیاری سرائے کے علاوہ بھی شہر کے کئی محلے اور دیہات سے لوگ قافلے کے ساتھ جلوس میں شامل ہوئے انجمن کاروان ملت ویلفیئر ٹرسٹ کی جانب سے استقبالیہ گیٹ لگایا گیا تھا

جگہ جگہ لوگوں نے شربت پانی تبرک کا بھی انتظام کیا ہوا تھا دربھنگہ ٹاور پر تنویر عالم اویس کریم سعید خان شاہد خان نوین سینہا شمیم احمد خان وغیرہ نے تبرک اور پانی کا انتظام کیا ہوا تھا جلوس میں چھوٹے بچے بڑے نوجوان سبھی ہاتھ میں جھنڈا لے کر ادب سے نعرہ تکبیر نعرہ رسالت کی صدا بلند کرتے ہوئے چل رہے تھے کافی تعداد میں لوگ موٹر سائیکل اور پیکپ گاڑی پر نعت شریف پڑھتے ہوئے چل رہے تھے ضلع پرشاسن شانتی سمیتی کے لوگ بھی جلوس کی نگرانی کر رہے تھے اور جگہ جگہ پر اپنی ٹیم کے ساتھ کھڑے ہوئے جلوس میں ائے لوگوں کا استقبال کر رہے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جلوس میں شامل تھے لیکن چند خاص احباب جو اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے جلوس میں چل رہے تھے ان میں مفتی عبدالغفار ثاقب مولانا وارث علی مفتی قطب الدین رضوی مفتی تحسین رضا مصباحی ریاض خان قادری صدر انجمن کاروانِ ملت ڈاکٹر عبدالسلام خان منا نائب سکریٹری انجینئر غنی حیدر خان سکریٹری شمس الضحی خان ٹی ٹی بابو نائب سکریٹری رضا اللہ انصاری نائب صدر گلاب انصاری نائب اعجاز وارث نائب صدر سکریٹری ریاض الدین قریشی اعجاز وارث نائب صدر تنویر خان محمد منظر عالم نیاز احمد شمیم منظر الاسلام سنو مولانا تقی رضا خان مولانا امن نواز خان حافظ نیاز الدین نوری مفتی عثمان غنی مفتی پھول محمد رضا المصطفے مصباح مولانا عبد العلام مصباحی مولانا اختر رضا مصباحی مولانا حشمت رضا مولانا غلام سرور خالد رضا قادری مفتی فیضان الرحمن سبحانی مولانا حافظ مجاہد الاسلام صبغت اللہ خان ڈبو جاوید انور شرف عالم تمنے نفیس الحق رینک محمد دلشاد علی کاجو خان تنویر عالم آرزو رحمانی ڈاکٹر احمد رحمانی مولانا فیصل رضا برکاتی ڈاکٹر ایاز انصاری قیصر علی حافظ عامر اعظم راجہ انصاری ماسٹر پرویز ساجد قیصر عادل خان راشد خان محمد عالم دانش ارباز خان حمزہ خان محمد ساحل خان دیدار حسین چاند حسنین بابا سید خلیق الزماں پپو پرویز عالم رضوی سید آفتاب اشرف راجو خان نواز خان مولانا مشاہد رضا مولانا شاہد رضا الحاج معین قریشی رستم قریشی منا انصاری شعیب احمد خان ایڈوکیٹ عرفان احمد پیدل محمد مشارف افضل حسین شہزادہ رضوی لاڈلے انصاری شاداب انور ریاست علی مختار احمد خان لال بابو پپو خان آرزو اروف ڈاکٹر حافظ کامران محمد نوشاد ا تبریز عالم محمد سلام محمد کلام محمد نظام شمیم احمد خان حیدر خان اکبر خان نہال احمد خان قادر خان سید کریم خان مولانا راشد خان محمد عمران شاہد خان محمد ریحان اقبال خان محمد افضل ایاز احمد لڈو محمد تمنّے جاوید خان اویس کریم حافظ اجمیری صاحب مولانا اشرف رضا قادری مولانا ارمان حسین مبارکی جاوید خان مولانا راشد خان ساہل خان وغیرہ شامل

# منصوری یکتا منچ نیپال نے جلوسِ محمدی ﷺ میں خدمتِ خلق کی اعلیٰ مثال قائم کی

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

الحمدللہ! آج سرزمینِ جنکپور، نیپال میں بارہ ربیع الاول شریف کے پُرنور اور بابرکت موقع پر منعقد ہونے والے عظیم الشان جلوسِ محمدی ﷺ میں منصوری یکتا منچ نیپال نے اپنے بینر تلے عاشقانِ رسول ﷺ کی خدمت کا شاندار انتظام کیا۔ جلوس میں شریک افراد کے لیے ٹھنڈے پانی کا اہتمام کیا گیا اور محبتِ رسول ﷺ کے جذبے کے ساتھ شرکائے جلوس کی خدمت کی سعادت حاصل کی گئی۔

منصوری یکتا منچ نیپال کی پوری ٹیم نے اخلاص، محنت اور جذبۂ خدمت کے ساتھ اس نیک کام کو انجام دیا۔ شدید گرمی کے باوجود کارکنان نے خوش دلی سے پانی تقسیم کیا اور آنے والے تمام عاشقانِ رسول ﷺ کی خدمت میں مصروف رہیں۔ یہ خدمت محبتِ مصطفیٰ ﷺ اور جذبۂ اخوت کی ایک بہترین مثال ہے۔

ہم منصوری یکتا منچ نیپال کے تمام ذمہ داران، اراکین اور کارکنان کو اس کامیاب خدمت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ تمام معاونین اور کارکنان کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے، ان کے رزق و عمر میں برکت عطا کرے اور انہیں آئندہ بھی دینِ اسلام اور محبتِ رسول ﷺ کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

منجانب: صدر: قاضی نیپال فاؤنڈیشن

## توجہ

قارئین کرام! اپنے مدرسوں کا ایڈ اور اشتہارات شائع کروانے کے لیے ہماری ٹیم سے رابطہ کریں

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں، حسب ضرورت ایڈیٹر کو ترمیم کا حق حاصل ہوگا

قارئین کرام اپنے مضامین اور نگارشات ہمارے ای میل یا واٹشپ نمبرات پر ارسال کریں

## Editorial

# سیلاب سے بے حال نیپال!

## ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

پانی انسان کی زندگی کے لیے راحت، بقا اور آسودگی کا ذریعہ ہے، مگر یہی پانی جب بے قابو ہو جائے تو تباہی و بربادی کی ایسی داستان رقم کرتا ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کبھی انسان پانی کی ایک ایک بوند کے لیے ترستا ہے اور کبھی یہی پانی اس کی برسوں کی محنت، گھر، مال و اسباب اور اپنوں کی یادیں اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔

آج نیپال جن حالات سے گزر رہا ہے، ان کا تصور ہی دل دہلا دینے کے لیے کافی ہے۔ حالیہ سیلاب نے ملک کے مختلف علاقوں میں جو تباہی مچائی ہے، اس نے ہر حساس دل کو اشکبار کر دیا ہے۔ ملبے سے برآمد ہونے والی لاشیں، اجڑے ہوئے گھر، بے گھر خاندان، بکھرے ہوئے مال و اسباب اور اپنے پیاروں سے محروم ہوتے بچے اس قدرتی آفت کی سنگینی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ سوشل میڈیا اور مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے سامنے آنے والے مناظر نے پوری قوم کو بے چین کر دیا ہے۔

یہ پہلا موقع نہیں کہ نیپال کو سیلاب کی تباہ کاری کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ گزشتہ برس بھی سیلاب نے ملک کے مختلف حصوں کو متاثر کیا تھا، جبکہ کوشی ندی میں پانی کے دباؤ کے باعث دروازے کھولنے پڑے تھے، جس کے اثرات سرحد پار بھارت کے بہار اور جھارکھنڈ تک محسوس کیے گئے۔ ایسے مسلسل واقعات ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ آخر ہم کب تک ہر سال قدرتی آفت کے بعد صرف امداد اور بحالی کی کوششوں تک محدود رہیں گے؟

رپورٹس میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ پڑوسی ملک چین کی جانب سے سیلاب کے خطرے سے پہلے ہی آگاہ کیا گیا تھا۔ اگر یہ اطلاع درست تھی تو حکومت سے یہ سوال ضرور کیا جانا چاہیے کہ خطرے سے دوچار علاقوں کے لوگوں کو بروقت محفوظ مقامات پر منتقل کیوں نہیں کیا گیا؟ پیشگی منصوبہ بندی اور ہنگامی اقدامات کیوں مؤثر انداز میں نہیں کیے گئے؟ قدرتی آفات کو روکا نہیں جاسکتا، لیکن مناسب منصوبہ بندی کے ذریعے جانی و مالی نقصان میں نمایاں کمی ضرور لائی جاسکتی ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ موجودہ صورتِ حال کو محض ایک ہنگامی بحران سمجھنے کے بجائے مستقبل کے لیے ایک جامع حکمتِ عملی مرتب کرے۔ سیلاب زدہ علاقوں کی نشاندہی، بروقت وارننگ کا مؤثر نظام، محفوظ مقامات کا قیام، فوری انخلا کا منصوبہ، دریاؤں اور آبی گزرگاہوں کی نگرانی اور امدادی اداروں کے درمیان بہتر رابطہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہر سال سیلاب آنے کے بعد اقدامات کرنے کے بجائے سیلاب سے پہلے تیاری کرنا ہی دانش مندی ہے۔

اس مشکل گھڑی میں صرف حکومت کی طرف دیکھنا بھی کافی نہیں۔ نیپال میں سرگرم سماجی، فلاحی اور انسانی خدمت کی تنظیموں کو آگے بڑھنا ہوگا۔ مخیر حضرات، رضاکار اور عام شہری اپنی استطاعت کے مطابق متاثرین تک خوراک، صاف پانی، ادویات، لباس اور دیگر ضروری سامان پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس وقت کسی سیاسی، لسانی یا علاقائی تقسیم سے بالاتر ہو کر انسانیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کا ہاتھ تھامنے کی ضرورت ہے۔

یہ سیلاب صرف نیپال کا مسئلہ نہیں بلکہ خطے کے دیگر ممالک کے لیے بھی ایک سنجیدہ انتباہ ہے۔ دریاؤں کا پانی سرحدوں کا پابند نہیں ہوتا، اس لیے ایسے بحرانوں سے نمٹنے کے لیے پڑوسی ممالک کے درمیان بروقت اطلاعات، باہمی تعاون اور مشترکہ منصوبہ بندی بھی ضروری ہے۔

آج ہماری آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غم سے بوجھل۔ مگر یہی وقت ہے کہ ہم غم کو اجتماعی عمل میں تبدیل کریں۔ حکومت کے ساتھ کھڑے ہوں، متاثرین تک پہنچیں اور اپنے ان بہن بھائیوں کو تنہا نہ چھوڑیں جنہوں نے اس آفت میں اپنا سب کچھ کھو دیا ہے۔ حب الوطنی صرف نعروں کا نام نہیں؛ مشکل وقت میں اپنے لوگوں کے کام آنا ہی حقیقی حب الوطنی ہے۔

قدرتی آفات ہمیں یہ سبق بھی دیتی ہیں کہ انسانی جان سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ماضی کے تجربات سے سبق حاصل کریں، مستقبل کے لیے مؤثر منصوبہ بندی کریں اور ایک ایسا نظام تشکیل دیں جو آنے والی نسلوں کو ہر سال اسی طرح کی بے بسی سے دوچار ہونے سے محفوظ رکھ سکے۔

# بچوں کی حفاظت پر اب کوئی سمجھوتہ نہیں

**ڈاکٹر سالم انصاری**
**جھاپا نیپال**

گرِما چودھری کے ساتھ پیش آنے والا افسوسناک واقعہ پورے نیپال کے لیے ایک گہرا صدمہ ہے۔ ایک معصوم اور کم عمر بچی کے ساتھ پیش آنے والے اس سانحے نے ہر حساس انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اس واقعے پر غم اور غصہ فطری ہے، لیکن اب صرف غم یا احتجاج کافی نہیں۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ آخر ایسے واقعات کیوں ہوتے ہیں اور مستقبل میں کسی اور بچے کو ایسی تکلیف سے کیسے بچایا جاسکتا ہے۔

دستیاب ابتدائی اطلاعات کے مطابق، بارا ضلع کے جیت پور سمرا علاقے میں تین سالہ گرِما چودھری گھر سے لاپتا ہوگئی تھی۔ اہلِ خانہ نے اس کی تلاش شروع کی، جس کے بعد گھر کے قریب ایک سنسان مکان سے اس کی لاش ملنے کی اطلاع سامنے آئی۔ پولیس کی ابتدائی تحقیقات میں جنسی تشدد اور اس کے بعد قتل کا شبہ ظاہر کیا گیا ہے۔ تاہم مکمل تحقیقات اور عدالتی فیصلے سے پہلے واقعے کے تمام پہلوؤں کے بارے میں حتمی نتیجہ نکالنا مناسب نہیں ہوگا۔

اس واقعے کے بعد مقامی سطح سے لے کر دارالحکومت کھٹمنڈو تک احتجاج اور مظاہرے ہوئے۔ شہریوں، نوجوانوں، طلبہ اور انسانی حقوق کے کارکنوں نے ذمہ دار شخص کے خلاف سخت قانونی کارروائی، متاثرہ خاندان کو انصاف اور بچوں کی حفاظت کے لیے مؤثر اقدامات کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبات صرف غصے کا اظہار نہیں بلکہ ہمارے پورے معاشرے کے لیے ایک اہم سوال ہیں: کیا ہمارے بچے واقعی محفوظ ہیں؟ ایسے واقعات کے بعد ہماری پہلی آواز یہی ہوتی ہے کہ مجرم کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ یہ مطالبہ اپنی جگہ بالکل درست ہے، لیکن اگر ہم صرف ایک مجرم کو سزا دے کر خاموش ہو جائیں تو مسئلہ مکمل طور پر حل نہیں ہوگا۔ ہمیں اس پورے نظام کو مضبوط بنانا ہوگا جس کے ذریعے ایک بچہ محفوظ رہ سکے، خطرے کی بروقت نشاندہی ہو سکے اور کسی بچے کے لاپتا ہونے کی صورت میں فوراً کارروائی کی جا سکے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ بچے گھر سے باہر نکلتے وقت کتنے محفوظ ہیں۔ کیا ان کے راستے محفوظ ہیں؟ کیا سنسان علاقوں میں مناسب روشنی ہے؟ کیا ضروری مقامات پر CCTV کیمرے موجود ہیں؟ کیا پولیس کو اطلاع ملتے ہی فوری کارروائی کا واضح نظام موجود ہے؟ کیا والدین اور بچوں کو معلوم ہے کہ خطرے کی صورت میں کیا کرنا ہے؟ یہ سوال صرف گرِما کے واقعے کے لیے نہیں بلکہ نیپال کے ہر بچے کے مستقبل کے لیے اہم ہیں۔

بچوں کے خلاف جرائم کی کوئی ایک وجہ نہیں ہوتی۔ کسی خاص واقعے کی اصل وجہ مکمل تحقیقات کے بعد ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ غیر محفوظ ماحول مجرم کو موقع فراہم کر سکتا ہے۔ سنسان گھر، خالی عمارتیں، اندھیری سڑکیں، غیر محفوظ راستے اور ایسے مقامات جہاں لوگوں کی آمد و رفت کم ہو، بچوں کے لیے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ مقامی حکومتوں کو ایسے تمام مقامات کی نشاندہی کرنی چاہیے اور انہیں محفوظ بنانے کے لیے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔

جہاں ضرورت ہو وہاں اسٹریٹ لائٹس لگائی جائیں، CCTV کیمرے نصب کیے جائیں اور پولیس گشت بڑھایا جائے۔ خالی اور خطرناک عمارتوں کے مالکان سے بھی رابطہ کرکے ضروری حفاظتی اقدامات کرائے جائیں۔ بچوں کی حفاظت کے لیے صرف جرم کے بعد کارروائی کافی نہیں؛ خطرات کو پہلے سے کم کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

ہم اپنے بچوں کو ہر وقت اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے۔ اس لیے انہیں عمر کے مطابق بنیادی حفاظتی تعلیم دینا ضروری ہے۔ بچوں کو سکھایا جائے کہ کسی شخص کے کہنے پر اس کے ساتھ کہیں جانے سے پہلے والدین یا کسی قابلِ اعتماد بڑے کو ضرور بتائیں۔ اگر کوئی انہیں ڈرائے، لالچ دے یا کوئی ایسا کام کرنے کو کہے جس سے وہ بے آرام محسوس کریں تو فوراً کسی قابلِ اعتماد شخص کو بتائیں اور ضرورت پڑنے پر مدد کے لیے آواز اٹھائیں۔

لیکن بچوں کو یہ تعلیم خوف پیدا کرکے نہیں دی جانی چاہیے۔ مقصد یہ نہیں کہ بچے ہر اجنبی سے ڈرنے لگیں، بلکہ انہیں یہ سکھانا ہے کہ وہ ممکنہ خطرناک صورتحال کو پہچان سکیں، اپنی حدود کو سمجھیں اور ضرورت پڑنے پر صحیح وقت پر مدد حاصل کر سکیں۔

بچوں کی حفاظت میں والدین کا کردار بھی انتہائی اہم ہے۔ والدین کو بچوں کے ساتھ ایسا تعلق قائم کرنا چاہیے جس میں بچہ اپنی ہر پریشانی بلا خوف بیان کر سکے۔ اگر بچہ کسی شخص کے رویے سے پریشان ہے، کسی جگہ جانے سے ڈرتا ہے یا کسی واقعے کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہے تو اس کی بات کو سنجیدگی سے سنا جائے۔ اسے ڈانٹنے یا خاموش کرانے کے بجائے اس کا اعتماد حاصل کرنا زیادہ ضروری ہے۔

والدین کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اگر بچہ اچانک لاپتا ہو جائے تو فوراً کیا اقدامات کرنے ہیں اور پولیس سے کس طرح رابطہ کرنا ہے۔ کم عمر بچہ لاپتا ہونے کے بعد خاندان کو گھنٹوں یا ۲۴ گھنٹے انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ پولیس کو اطلاع ملتے ہی اسے انتہائی اہم اور ہنگامی معاملہ سمجھ کر کارروائی شروع کرنی چاہیے۔

ممکنہ مقامات کی فوری تلاش، CCTV فوٹیج کی جانچ، قریبی پولیس اسٹیشنوں کو اطلاع، مقامی لوگوں کے ساتھ رابطہ اور ضرورت پڑنے پر اہم راستوں اور نقل و حمل کے مقامات پر نگرانی جیسے اقدامات فوراً شروع کیے جانے چاہئیں۔ نیپال میں بچوں کے لاپتا ہونے کے لیے ایک واضح ایمرجنسی رسپانس پروٹوکول ہونا چاہیے، تاکہ پولیس اور دیگر متعلقہ اداروں کو معلوم ہو کہ اطلاع ملنے کے پہلے گھنٹے میں کیا کرنا ہے اور اس کے بعد کس مرحلے پر کون سا قدم اٹھانا ہے۔

ہر میونسپلٹی اور گاؤں کی حکومت میں بچوں کے تحفظ کے لیے ایک مضبوط یونٹ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس میں پولیس، سماجی کارکن، صحت کے اہلکار، اسکول کے نمائندے اور ضرورت کے مطابق ماہرین شامل ہو سکتے ہیں۔ اس یونٹ کا کام صرف جرم کے بعد کارروائی کرنا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اپنے علاقے میں بچوں کے لیے موجود خطرات کی نشاندہی، والدین اور اسکولوں میں آگاہی، خطرناک مقامات کی جانچ اور ضرورت پڑنے پر فوری مدد فراہم کرنا بھی ہونا چاہیے۔

اسکول بھی بچوں کے تحفظ میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسکول کی تعلیم اور سرگرمیوں میں عمر کے مطابق بچوں کو بنیادی حفاظتی معلومات دی جانی چاہیے۔ بچوں کو بتایا جائے کہ ان کی ذاتی حدود کیا ہیں، غیر محفوظ رویے کو کیسے پہچاننا ہے، کسی مشکل صورتحال میں کس سے مدد لینی ہے اور ہنگامی حالت میں کیا کرنا ہے۔ اساتذہ کو بھی اس حوالے سے بنیادی تربیت دی جانی چاہیے تاکہ وہ بچوں کے رویے میں آنے والی غیر معمولی تبدیلیوں یا کسی ممکنہ خطرے کو سمجھ سکیں۔

بچوں کی حفاظت کے لیے ٹیکنالوجی کا بہتر استعمال بھی ضروری ہے۔ اسکولوں، بازاروں، بس اسٹاپس، مرکزی سڑکوں اور دیگر حساس مقامات پر CCTV کیمروں کا مناسب انتظام کیا جاسکتا ہے۔ لیکن صرف کیمرے نصب کرنا کافی نہیں۔ ان کی نگرانی، ویڈیو کو محفوظ رکھنے اور ضرورت پڑنے پر پولیس کو قانونی طریقے سے فراہم کرنے کا مناسب نظام بھی ہونا چاہیے۔ اسی طرح مناسب اسٹریٹ لائٹنگ بھی ضروری ہے، کیونکہ روشن اور محفوظ راستے بچوں سمیت تمام شہریوں کے لیے زیادہ محفوظ ماحول پیدا کرتے ہیں۔

سنگین جرائم کی تحقیقات صرف بیانات اور اندازوں پر نہیں ہونی چاہئیں۔ DNA اور دیگر فرانزک شواہد، CCTV، ڈیجیٹل ثبوت، موبائل سے متعلق معلومات اور گواہوں کے بیانات کو سائنسی انداز میں جمع اور محفوظ کیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ حساس شواہد میڈیا یا سوشل میڈیا پر غیر ضروری طور پر نشر نہ ہوں۔ کسی بچے کی تصویر، ویڈیو یا ذاتی معلومات پھیلانا خاندان کے لیے مزید تکلیف کا باعث بن سکتا ہے اور تحقیقات کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔

مجرم کے لیے سخت سزا ضروری ہو سکتی ہے، لیکن صرف قانون میں سخت سزا لکھ دینا کافی نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جرم کرنے والا شخص قانون سے بچ نہ سکے۔ اس کے لیے پولیس کی مؤثر تحقیقات، مضبوط ثبوت، قابلِ اعتماد استغاثہ، منصفانہ عدالتی کارروائی اور بروقت فیصلہ ضروری ہے۔ سادہ الفاظ میں، جرم کی فوری تحقیقات ہو، ثبوت محفوظ ہوں، مقدمہ مضبوط ہو اور انصاف وقت پر ملے۔ یہی مؤثر قانون کی اصل طاقت ہے۔

ایسے سانحے کے بعد متاثرہ خاندان پہلے ہی شدید صدمے سے گزر رہا ہوتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری صرف مالی امداد دینے تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ متاثرہ خاندان کو قانونی مدد، طبی سہولت، نفسیاتی مشاورت، ضروری مالی تعاون اور عدالتی کارروائی میں رہنمائی فراہم کی جانی چاہیے۔ انہیں مختلف سرکاری دفاتر کے چکر لگانے کے بجائے ایک مربوط نظام کے ذریعے زیادہ سے زیادہ سہولت فراہم کی جانی چاہیے۔

ایسے ہولناک واقعات کے بعد عوام میں شدید غصہ پیدا ہونا فطری ہے اور بعض لوگ سزائے موت کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ متاثرہ خاندان کے دکھ اور عوامی جذبات کو سمجھنا ضروری ہے۔ لیکن سزائے موت جیسے اہم مسئلے پر فیصلہ صرف جذبات کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے۔ اس پر آئین، قانون، انسانی حقوق اور ملک کے قانونی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے سنجیدہ قومی بحث ہونی چاہیے۔

اس وقت سب سے اہم بات یہ ہے کہ واقعے کی مکمل اور غیر جانب دار تحقیقات ہوں، ذمہ دار شخص کو قانون کے مطابق عدالت کے سامنے لایا جائے اور متاثرہ خاندان کو انصاف ملے۔ عوامی غصے کو ایسے اقدامات میں تبدیل کرنا ضروری ہے جو مستقبل میں بچوں کو محفوظ بنا سکیں۔

بچوں کی حفاظت صرف حکومت اور پولیس کی ذمہ داری نہیں۔ خاندان، اسکول، مقامی کمیونٹی، مذہبی و سماجی ادارے، میڈیا اور عام شہری سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اگر کسی بچے کے بارے میں کوئی خطرناک یا مشکوک صورتحال نظر آئے تو اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور متعلقہ ادارے کو اطلاع دینی چاہیے۔ تاہم صرف شک کی بنیاد پر کسی شخص کو مجرم قرار دینا یا قانون اپنے ہاتھ میں لینا بھی درست نہیں۔

سوشل میڈیا پر بھی ذمہ داری کا مظاہرہ ضروری ہے۔ درست معلومات کسی بچے کی تلاش میں مدد کر سکتی ہیں، لیکن غیر مصدقہ خبریں، افواہیں اور حساس تصاویر پھیلانے سے گریز کرنا چاہیے۔ خاص طور پر بچوں کی شناخت اور ذاتی معلومات کے تحفظ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا گرِما کے واقعے کے بعد ہمارے نظام میں کوئی حقیقی تبدیلی آئے گی؟ اگر چند دن احتجاج، بیانات اور سوشل میڈیا پر بحث کے بعد سب کچھ پہلے جیسا ہو جاتا ہے تو ہم نے اس سانحے سے کچھ نہیں سیکھا۔

گرِما کو ہم واپس نہیں لا سکتے۔ اس کے خاندان کے دکھ کو بھی کوئی لفظ ختم نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ اس سانحے کو ایک ایسی تبدیلی کا آغاز بنائیں جس سے مستقبل میں کسی اور بچے کی جان اور عزت محفوظ ہو سکے۔

ہمیں ایسا نظام بنانا ہوگا جہاں بچہ لاپتا ہوتے ہی پولیس حرکت میں آئے، خطرناک مقامات پہلے سے محفوظ کیے جائیں، اسکول بچوں کو حفاظتی تعلیم دیں، والدین باشعور ہوں، پولیس سائنسی طریقے سے تحقیقات کرے اور جرم ثابت ہونے پر ذمہ دار شخص کو قانون کے مطابق بروقت سزا ملے۔

ہماری آواز صرف "مجرم کو سزا دو" تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ ہماری آواز یہ بھی ہونی چاہیے کہ "ہر بچے کو محفوظ ماحول دو، بچوں کے تحفظ کا مضبوط نظام بناؤ، انصاف میں تاخیر ختم کرو اور متاثرہ خاندان کو اکیلا نہ چھوڑو۔"

گرِما چودھری کے لیے سب سے بڑی خراجِ عقیدت یہی ہوگی کہ ہم اس سانحے کو بھولیں نہیں بلکہ اس سے سبق لیں۔ ایسا مضبوط معاشرہ اور ایسا مؤثر نظام بنائیں جہاں کسی معصوم بچے کو دوبارہ ایسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ڈاکٹر سلیم انصاری

# ملک عزیز نیپال میں قدرتی آفت یا بڑھتا ہوا ماحولیاتی خطرہ؟

**محمد حسن علیمی**
**لہرولی نول پراسی نیپال**

نیپال کے شمالی ضلع رسووا میں میتی دن بدھ کو آنے والے اچانک اور انتہائی تباہ کن سیلاب نے ایک بار پھر دنیا کو ہمالیائی خطے کی قدرتی آفات کی شدت کا احساس دلایا ہے۔ بھوٹے کوشی اور لَہینڈے دریا کے اطراف اچانک آنے والے پانی کے ریلے نے آبادیوں، سڑکوں، بازاروں اور بجلی کے منصوبوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق اس سانحے میں درجنوں افراد ہلاک اور سینکڑوں افراد لاپتا ہیں، جبکہ تلاش اور امدادی کارروائیاں مسلسل جاری ہیں۔

رسووا کا علاقہ نیپال اور چین کی سرحد کے قریب واقع ایک پہاڑی ضلع ہے۔ یہاں بلند پہاڑ، گہری وادیاں، تیز بہنے والے دریا اور برفیلے خطے موجود ہیں۔ یہی جغرافیہ اس علاقے کو قدرتی حسن کے ساتھ ساتھ سیلاب، لینڈ سلائیڈنگ اور برفیلی جھیلوں کے پھٹنے جیسے خطرات سے بھی دوچار رکھتا ہے۔ اس واقعے نے چند ہی لمحوں میں معمول کی زندگی کو ایک بڑے انسانی بحران میں تبدیل کر دیا۔

اچانک آنے والے سیلاب نے سب کچھ بدل دیا ہے۔ رپورٹس کے مطابق سیلاب نے خاص طور پر ٹیمورے اور سیابرو بیسی کے علاقوں کو شدید متاثر کیا ہے۔ پانی کے ساتھ کیچڑ، چٹانیں بھی تیزی سے نیچے آیا، جس سے دریا کے کنارے موجودہ عمارتوں اور بنیادی ڈھانچے کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اس اچانک سیلاب میں لوگوں کو سنبھلنے یا محفوظ مقام تک پہنچنے کے لیے بہت کم وقت ملا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسووا میں بہت سے لوگ اپنے گھروں، کام کی جگہوں یا سڑکوں پر پھنس گئے۔

لاپتہ افراد میں مقامی شہریوں کے علاوہ غیر ملکی سیاح اور زائرین بھی شامل ہیں۔ بعض رپورٹس کے مطابق سیکڑوں غیر ملکی شہریوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ اس صورت حال نے امدادی اداروں کے لیے مشکلات مزید بڑھا دی ہیں، کیونکہ متاثرہ علاقے میں سڑکیں اور پل بھی تباہ ہوئے ہیں۔

یہ صرف اعداد و شمار کا المیہ نہیں۔ ہر لاپتا شخص کے پیچھے ایک خاندان ہے جو اپنے عزیز کی واپسی کا انتظار کر رہا ہے۔ کسی کا بیٹا، کسی کا باپ، کسی کی ماں، کسی کا بھائی یا کسی کی بہن اس سیلاب کے بعد رابطے سے باہر ہے۔ ایسے حالات میں ہر گزرتا ہوا لمحہ متاثرہ خاندانوں کے لیے بے یقینی اور خوف میں اضافہ کر رہا ہے۔

سیلاب کے بعد نیپالی فوج، پولیس اور دیگر امدادی اداروں نے تلاش اور بچاؤ کا کام شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے متاثرہ علاقوں سے لوگوں کو نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ فوج کے مطابق سیابرو بیسی، میلنگ اور دھونچے سے متعدد افراد کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے محفوظ مقامات تک پہنچایا گیا ہے۔ اس طرح کے حالات میں صرف زخمیوں کو بچانا ہی کافی نہیں ہوتا۔ متاثرہ افراد کو فوری طور پر کھانے پینے کا بندوبست، صاف پانی، ادویات، عارضی رہائش، کی مدد بھی درکار ہوتی ہے۔ اس تباہی کے پس منظر میں ماہرین کے لیے ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ ایسے انتہائی خطرناک سیلاب بار بار کیوں سامنے آرہے ہیں۔ ہمالیائی خطہ موسمیاتی تبدیلی، برف پگھلاؤ، غیر معمولی بارشوں، لینڈ سلائیڈنگ اور برفیلی جھیلوں سے متعلق خطرات کے حوالے سے انتہائی حساس مسئلہ ہے۔ آیئے، انسانیت کے لیے اپنا حصہ ڈالیں رسووا اور دیگر سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ہمارے بھائی بہن اس وقت ایک انتہائی مشکل اور آزمائش کی گھڑی سے گزر رہے ہیں۔ نیپال حکومت نے متاثرین کی امداد اور بحالی کے لیے باقاعدہ امدادی اقدامات شروع کر دیے ہیں، اور عوام سے بھی تعاون کی اپیل کی جارہی ہے۔ میں آپ سب سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ حکومتِ نیپال کی جانب سے جاری کردہ مستند QR کوڈ کے ذریعے اپنی استطاعت کے مطابق ضرور تعاون کریں۔ آپ کی طرف سے دیا گیا چھوٹا سا عطیہ بھی کسی ضرورت مند خاندان کے لیے کھانے، پانی، دوا یا عارضی پناہ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

یہ وقت ایک دوسرے کا سہارا بننے، انسانیت کا ساتھ دینے اور اپنے دلوں کو وسیع کرنے کا ہے۔ رقم کم یا زیادہ نہیں، نیت اور اخلاص اہم ہے۔ جو شخص جتنا آسانی سے دے سکتا ہے، وہ اتنا ضرور دے۔

اور اس نیک عمل کے ساتھ اللہ تعالی کے حضور عاجزی سے دعا بھی کریں:

یا اللہ! اس آزمائش میں مبتلا تمام لوگوں کی حفاظت فرما، جو لوگ جاں بحق ہوئے ان کے اہلِ خانہ کو صبر جمیل عطا فرما، زخمیوں کو صحت عطا فرما، لاپتا افراد کو خیریت سے ان کے خاندانوں تک پہنچا دے، اور تمام متاثرین کے لیے آسانیاں پیدا فرما ملک عزیز نیپال کی حفاظت عطاء فرما۔
آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# مساجد و مدارس کا تحفظ: ماتم سے آگے بڑھنے کا وقت

تحریر: یوسف شمسی
رابطہ: ۹۱۶۲۲۱۶۵۶۰

کبھی کسی مسجد کا گنبد زمین بوس ہوتا ہے، کبھی کسی مدرسے کی دیواریں ملبے میں تبدیل کر دی جاتی ہیں اور کبھی کسی قبرستان یا مزار کی حدود پر سوال کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ چند تصویریں سامنے آتی ہیں، کچھ لوگ افسوس کا اظہار کرتے ہیں، سوشل میڈیا پر احتجاج ہوتا ہے، چند مضامین لکھے جاتے ہیں اور پھر زندگی معمول پر آجاتی ہے۔

لیکن کیا واقعی معمول پر آجانا ہی ہمارا مقدر ہے؟

سدھارتھ نگر کے پپرا رام لال میں مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم کا منہدم کیا جانا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ بھاری پولیس نفری کی موجودگی میں ایک تعلیمی ادارہ ملبے میں تبدیل ہو گیا اور ہم حسبِ معمول اس واقعے کو دیکھتے، سنتے اور چند دن بعد بھولتے رہے۔

درد صرف مدرسے کے منہدم ہونے کا نہیں ہے۔ اصل تکلیف یہ ہے کہ ایسے واقعات کے سامنے ہماری اجتماعی بے بسی بار بار ظاہر ہو رہی ہے۔

آخر ایسا کیوں ہے؟

کسی بھی عمارت کو محفوظ رکھنے کے لیے صرف جذبات کافی نہیں ہوتے۔ اس کے لیے کاغذات درست رکھنے پڑتے ہیں، زمین کی قانونی حیثیت واضح ہونی چاہیے، ریکارڈ محفوظ ہونا چاہیے، عدالتوں میں بروقت رجوع کرنا پڑتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ماہر وکلاء کی خدمات حاصل کرنا ہوتی ہیں۔ انتظامیہ سے رابطہ رکھنے کے لیے باقاعدہ نظام چاہیے۔ مقامی سطح پر ایسے ذمہ دار افراد ہونے چاہئیں جو کسی بھی ممکنہ کارروائی کی اطلاع بروقت متعلقہ لوگوں تک پہنچا سکیں۔

ہم نے ان میں سے کتنے کاموں کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا ہے؟

یہ سوال حکومت سے پہلے ہمیں اپنے آپ سے کرنا ہوگا۔

ہماری اجتماعی زندگی میں بہت سے کام ایسے ہیں جن پر ہم بڑی آسانی سے لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ جلسے، جلوس، بڑے بڑے اجتماعات، تشہیری پروگرام، شادی بیاہ کی نمود و نمائش اور بے شمار غیر ضروری اخراجات ہماری ترجیحات کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ لیکن جب کسی مسجد، مدرسے یا قبرستان کے قانونی تحفظ کی بات آتی ہے تو اکثر ہماری جیبیں بھی خاموش ہو جاتی ہیں اور ہماری تنظیمیں بھی۔

ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ صرف چندہ جمع کر کے عمارت تعمیر کر دینا کافی نہیں۔ آج کے دور میں کسی دینی ادارے کی حفاظت کے لیے ایک مضبوط انتظامی، قانونی اور دستاویزی نظام بھی ضروری ہے۔

ہم نے مدارس تو بنا دیے، لیکن کیا ان کے کاغذات مکمل ہیں؟

ہم نے مساجد تعمیر کر دیں، لیکن کیا ان کی زمین کا ریکارڈ محفوظ اور واضح ہے؟

ہم نے قبرستانوں کی چار دیواری تو کر دی، لیکن کیا ان کی حدود اور ملکیت کے متعلق تمام قانونی دستاویزات موجود ہیں؟

ہم نے ادارے قائم کر دیے، مگر کیا ان کے تحفظ کے لیے مستقل قانونی فنڈ قائم کیا؟

یہ سوالات شاید تلخ ہیں، مگر ان سے فرار اب مزید ممکن نہیں۔

ہم اکثر کسی سانحے کے بعد یہ پوچھتے ہیں کہ حکومت نے ایسا کیوں کیا؟ یہ سوال اپنی جگہ بالکل درست ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک دوسرا سوال بھی ضروری ہے: ہم نے اپنے تحفظ کے لیے پہلے سے کیا تیاری کر رکھی تھی؟

اگر کسی ادارے کو خطرہ لاحق ہو تو کیا ہمارے پاس ایسے وکلاء کی ٹیم ہے جو فوراً قانونی کارروائی شروع کر سکے؟

کیا ہمارے پاس ایسے ماہرین ہیں جو زمین اور تعمیرات کے ریکارڈ کا جائزہ لے سکیں؟

کیا ہر ضلع میں ایسے ذمہ دار افراد موجود ہیں جو مساجد، مدارس، قبرستانوں اور دیگر اوقاف کی املاک کا ریکارڈ مرتب کر سکیں؟

کیا کوئی مرکزی نظام ہے جہاں ان تمام املاک کی دستاویزات محفوظ ہوں؟

اور اگر کل کسی دوسرے ادارے کے دروازے پر بلڈوزر پہنچ جائے تو کیا ہم صرف سوشل میڈیا پر پوسٹ لکھنے کے لیے تیار ہیں یا قانونی میدان میں کھڑے ہونے کے لیے بھی؟

یہ وقت صرف افسوس کرنے کا نہیں، تیاری کرنے کا ہے۔

ہمیں ایک ایسا مستقل نظام بنانا ہوگا جو کسی ایک واقعے کے بعد فعال نہ ہو بلکہ ہر وقت کام کرتا رہے۔ ہر ضلع میں قانونی ماہرین، دستاویزات کے ماہرین، سماجی کارکنوں اور ذمہ دار شہریوں پر مشتمل ایک رابطہ نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔ مساجد اور مدارس کے کاغذات کی جانچ پڑتال کی جا سکتی ہے۔ جہاں کمی ہو، اسے بروقت دور کیا جا سکتا ہے۔ خطرے میں موجود املاک کی فہرست تیار کی جا سکتی ہے اور ان کے لیے قانونی حکمت عملی بنائی جا سکتی ہے۔

اس کام کے لیے پیسہ بھی چاہیے اور وقت بھی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ہم اپنی اجتماعی ترجیحات درست کر لیں تو کیا یہ وسائل پیدا نہیں کیے جا سکتے؟

ایک چھوٹا سا مستقل قانونی فنڈ، ہزاروں لوگوں کی معمولی معمولی معاونت سے تشکیل پا سکتا ہے۔ ایک ضلع کے چند سو لوگ اگر ہر ماہ معمولی رقم بھی جمع کریں تو سال کے اختتام تک ایک ایسا فنڈ وجود میں آ سکتا ہے جو کسی ضرورت مند مسجد یا مدرسے کے لیے فوری قانونی مدد کا ذریعہ بنے۔

اصل مسئلہ وسائل کی کمی سے زیادہ ترجیحات کا ہے۔

ہم جذبات پر بہت خرچ کرتے ہیں، مگر نظام پر بہت کم۔ ہم ردعمل بہت دیتے ہیں، پیش بندی بہت کم کرتے ہیں۔

ہم واقعہ ہونے کے بعد جاگتے ہیں، واقعہ ہونے سے پہلے تیاری نہیں کرتے۔

اور یہی ہماری سب سے بڑی کمزوری ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر معاملے میں انتظامیہ یا حکومت کو موردِ الزام ٹھہرا دینا مسئلے کا حل نہیں۔ جہاں ہماری اپنی انتظامی غفلت ہو، وہاں ہمیں اسے تسلیم بھی کرنا ہوگا۔ اگر کسی مسجد یا مدرسے کے ذمہ داران نے برسوں تک اپنی زمین، عمارت یا قانونی دستاویزات کی طرف توجہ نہیں دی تو اس غفلت کا احتساب بھی ضروری ہے۔ دینی ادارے صرف عبادت یا تعلیم کی جگہ نہیں ہوتے، وہ ایک امانت بھی ہوتے ہیں۔

اور امانت کی حفاظت صرف محبت سے نہیں، ذمہ داری سے ہوتی ہے۔

ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ اگر آج ہم نے اپنے اداروں کا ریکارڈ محفوظ نہ کیا، ان کی قانونی حیثیت واضح نہ کی، ان کے لیے قانونی ماہرین تیار نہ کیے اور اجتماعی سطح پر دفاع کا نظام قائم نہ کیا تو آنے والے برسوں میں ہمیں اس سے کہیں زیادہ سنگین مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کسی قوم کی طاقت صرف اس کے نعروں میں نہیں ہوتی۔ اصل طاقت اس کی تنظیم، علم، قانون فہمی، اتحاد اور مستقل مزاجی میں ہوتی ہے۔

ہمیں اپنے نوجوانوں کو صرف جذباتی تقریریں سنانے کے بجائے قانون، دستاویزات، انتظام، تحقیق اور سماجی خدمت کی تربیت بھی دینی ہوگی۔

ہمیں ایسے وکیل چاہئیں جو ملت کے قانونی مسائل کو سمجھیں۔

ایسے صحافی چاہئیں جو کسی واقعے کے بعد نہیں بلکہ پہلے سے زمینی صورتحال پر نظر رکھیں۔

ایسے سماجی کارکن چاہئیں جو مقامی سطح پر لوگوں کو جوڑ سکیں۔

اور ایسے ذمہ دار منتظمین چاہئیں جو مسجد و مدرسے کی نگرانی کو صرف نماز، چندہ اور تعمیر تک محدود نہ سمجھیں۔

سب سے بڑھ کر ہمیں اپنی سوچ بدلنے کی ضرورت ہے۔ ہر مسئلے کے حل کے لیے یہ کہنا کہ "میرے اکیلے کرنے سے کیا ہوگا؟" دراصل اپنی ذمہ داری سے فرار کی ایک صورت ہے۔

تاریخ میں کوئی بڑی تبدیلی ایک دن میں نہیں آئی۔ ہر بڑے سفر کا آغاز ایک چھوٹے قدم سے ہوا ہے۔ اگر ایک شخص اپنی ذمہ داری سمجھ لے، پھر دس لوگ، پھر سو اور پھر ایک پورا شہر، تو وہی چھوٹی سی کوشش ایک تحریک بن سکتی ہے۔

ہمیں ہر واقعے پر صرف ماتم نہیں کرنا، اس سے سبق بھی حاصل کرنا ہے۔

ہر منہدم ہوتی دیوار ہمیں یہ پیغام دے رہی ہے کہ آئندہ کسی دیوار کو صرف اینٹ اور سیمنٹ سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا۔ اس کے پیچھے مضبوط دستاویز، قانونی شعور، منظم قیادت، مالی وسائل اور اجتماعی بیداری بھی ضروری ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی توانائیاں ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرانے میں نہیں، بلکہ ایک مضبوط نظام بنانے میں صرف کریں۔

مدارس کے لیے الگ قانونی نظام ہو۔

مساجد کے لیے دستاویزی نظام ہو۔

قبرستانوں کے لیے ریکارڈ اور حدود کا مکمل تحفظ ہو۔

اوقاف کی املاک کے لیے باقاعدہ نگرانی ہو۔

اور کسی بھی ممکنہ خطرے کی صورت میں فوری قانونی کارروائی کا راستہ پہلے سے طے ہو۔

یہ کام کسی ایک شخص، ایک جماعت یا ایک ادارے کے بس کی بات نہیں۔ مگر اگر سب اپنی اپنی جگہ ایک قدم اٹھائیں تو راستہ ضرور نکل سکتا ہے۔

ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم صرف ملبے کی تصویریں دیکھ کر افسوس کرنے والی قوم بننا چاہتے ہیں یا ان دیواروں کی حفاظت کرنے والی قوم بھی بننا چاہتے ہیں جنہیں ہماری اگلی نسلیں دیکھیں گی۔

شاید آج بھی وقت ہاتھ سے مکمل طور پر نہیں نکلا۔

لیکن وقت ضرور تیزی سے گزر رہا ہے۔

اور قومیں صرف اس وقت نہیں مرتیں جب ان کی عمارتیں گرا دی جائیں؛ قومیں اس وقت بھی کمزور ہوتی ہیں جب ان کے اندر خطرے کو محسوس کرنے، منصوبہ بنانے اور قدم اٹھانے کی صلاحیت ختم ہو جائے۔

اس لیے اب شکوہ کم اور تیاری زیادہ ہونی چاہیے۔ ماتم کم اور منصوبہ بندی زیادہ۔

شور کم اور تنظیم زیادہ۔

اور سب سے بڑھ کر، انتظار کم اور عمل زیادہ۔

کیونکہ آنے والے کل کا تحفظ آج کے فیصلوں سے ہی ممکن ہوگا۔

## وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ: حضرت تُبّع حمیری

از: محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل یو کے)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے ذکر پاک کو خود ہی بلند فرمایا۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اِس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ ذکر سرکار ﷺ کا ہی ہو رہا ہے۔ برطانیہ جیسے غیر مسلم ملک میں بھی سرِ فہرست ناموں میں نام "محمد" بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی رفعت و عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ طیبہ سے صدیوں بلکہ ہزاروں سال پہلے بھی آپ کا ذکر مبارک ہوتا رہا ہے۔ اس حقیقت کی بہت سی مثالیں ہمیں قرآن مجید میں بھی ملتی ہیں۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

[۱] حضور پاک ﷺ کی پیدائش سے تقریباً چھ سو سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام "احمد" ہے۔ (سورۃ الصف: ۶:۶۱)

[۲] اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے تقریباً تین ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دُعا قرآن مجید میں موجود ہے: "اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرما دے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا۔" (سورۃ البقرۃ: ۱۲۹:۲)

[۳] یہود کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک عادتِ کریمہ بیان کی:

"اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔" (سورۃ البقرۃ: ۸۹:۲)

ان بیان کردہ آیات میں عالمِ اجسام کا ذکر ہے کہ انبیا، مرسلین اور اہل الکتاب آپ کا ذکر آپ کی میلاد سے پہلے بھی کثرت سے کیا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ نے عالمِ ارواح کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔" (سورۃ آل عمران: ۸۱:۳)

عام طور پر ہر انسان کا ذکر اس کی پیدائش اور موت کے بعد کیا جاتا ہے مگر اللہ کے رسول ﷺ کا ذکرِ خیر آپ کی مبارک پیدائش اور آمد سے پیش تر بھی کثرت سے ہوتا رہا ہے۔ آخر میں اس بات پر اپنا کلام ختم کرتا ہوں کہ:

سید العالمین ﷺ کی تشریف آوری سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے یمن کے بادشاہ تبع حمیری رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے۔ مدینہ شریف میں آپ کے لیے دو منزلہ گھر تعمیر کروایا اور باقاعدہ خط میں آپ کو مخاطب کیا اور لکھا: کمترین مخلوق تبع اول حمیری کی طرف سے شفیع المذنبین سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ (کی طرف) امابعد! اے اللہ کے حبیب میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کتاب آپ پر نازل ہو گی اس پر بھی ایمان لاتا ہوں، اور میں آپ کے دین پر ہوں پس اگر مجھے آپ کی زیارت کا موقع مل گیا تو بہت اچھا اور غنیمت، اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری شفاعت فرمانا اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ کرنا۔ میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں اور آپ کے ساتھ آپ کی آمد سے پہلے ہی بیعت کرتا ہوں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اس کے سچے رسول ہیں۔ اس خط کو سن کر سرکار ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: مَرحَبا بِالْاَخِ الصَّالِحِ. میں اپنے نیک بھائی کو مرحبا کہتا ہوں۔ (I Welcome my pious brother.)

(اَلْمُسْتَطرَف: حُجَّۃُ اللہِ علی العالمین؛ تاریخ ابن عساکر)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ.

"اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔" (سورۃ الم نشرح: ۴:۹۴) قرآن پاک کی سورۃ ق اور سورۃ دخان میں قوم تُبّع کا ذکر موجود ہے۔

# جب میں روضۂ رسول ﷺ کے روبرو ہوا

محمد مسلم کبیر، لاتور

اکتوبر ۲۰۲۴ء کا پہلا ہفتہ تھا۔ مدینۂ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں سانس لینے کی سعادت مل رہی تھی۔ دل میں ایک ایسی کیفیت تھی جسے الفاظ میں بیان کرنا شاید ممکن نہیں۔ انسان جب کسی انتہائی محبوب ہستی سے ملنے کے انتظار میں ہو تو وقت کی رفتار بھی بدل جاتی ہے۔ ایک ایک لمحہ طویل محسوس ہوتا ہے، اور دل بار بار یہی پوچھتا ہے:

وہ لمحہ کب آئے گا؟

وہ ساعت کب آئے گی جب میری آنکھیں روضۂ رسول ﷺ کا دیدار کریں گی؟

میرے ساتھ میرے منجھلے فرزندِ ارجمند محمد شہاب مہدی کبیر بھی تھے۔ باپ اور بیٹے کا یہ سفر بظاہر ایک سفر تھا، مگر حقیقت میں یہ ہمارے لیے زندگی کی سب سے بڑی سعادتوں میں سے ایک تھا۔ اور میری اہلیہ اور بہو بھی مستورات کے باب سے داخل ہو کر اسی مقدس مقام کے دیدار سے فیض یاب ہو رہی تھیں۔ ہم سب ایک دوسرے سے دور تھے، مگر ہمارے دل ایک ہی دربار سے وابستہ تھے۔

پھر وہ لمحہ آ گیا۔۔۔!

میں روضۂ رسول ﷺ کے روبرو تھا۔

نہ جانے اس لمحے میرے قدم کیوں رک گئے۔

آنکھیں اٹھیں تو سامنے وہ مقدس مقام تھا جسے دیکھنے کی آرزو دل نے نہ جانے کتنے برسوں سے پال رکھی تھی۔

وہی روضۂ اطہر ﷺ۔۔۔ وہی دربارِ رحمت۔۔۔

وہی شہرِ محبوب۔۔۔ وہی مدینہ، جس کا نام آتے ہی دل کی دھڑکن بدل جاتی ہے۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی۔

آخر کیوں روکتا؟

یہ آنسو غم کے نہیں تھے۔ یہ تو برسوں کی آرزو کے آنسو تھے۔ یہ شکر کے آنسو تھے۔ یہ محبت کے آنسو تھے۔

یہ اس احساس کے آنسو تھے کہ ایک گناہ گار، کمزور اور خطاکار انسان کو بھی اس دربار کی حاضری نصیب ہو گئی جس کی تمنا میں نہ جانے کتنے عاشقانِ رسول ﷺ اپنی زندگیاں گزار دیتے ہیں۔

لب پر درود شریف جاری تھا۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔۔۔

مگر عجیب بات تھی کہ درود پڑھتے پڑھتے آواز بھرا جاتی، گلا رندھ جاتا اور آنکھیں پھر نم ہو جاتیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے زبان درود پڑھ رہی ہے اور دل رو رہا ہے۔ میں سامنے دیکھ رہا تھا، مگر اندر سے خود کو دیکھ رہا تھا۔ اپنی زندگی۔۔۔ اپنی کوتاہیاں اپنی خطائیں۔ اپنی بے احتیاطیاں۔۔۔ اپنی کمزوریاں۔۔۔ سب کچھ یاد آنے لگا۔

دل نے کہا:

اے مسلم کبیر! تو کس کے دربار میں کھڑا ہے؟

یہ وہ دربار ہے جس کے آقا ﷺ نے اپنی امت کے لیے راتوں کو جاگ کر دعائیں کیں۔

یہ وہ نبی ﷺ ہیں جنہیں اپنی امت کی تکلیف گوارا نہ تھی۔ یہ وہ رحمت للعالمین ﷺ ہیں جنہوں نے انسان کو انسان سے محبت کرنا سکھایا۔

اور میں سوچتا رہا: کیا میں نے اپنے محبوب ﷺ کی تعلیمات کے ساتھ انصاف کیا؟

کیا میرے اخلاق ویسے ہیں جیسے میرے آقا ﷺ کے اخلاق تھے؟ کیا میرے معاملات میں سچائی ہے؟ کیا میرے دل میں لوگوں کے لیے وہی رحمت ہے؟ کیا میں کسی کا دل تو نہیں دکھاتا؟ کیا میں کسی کی غیبت تو نہیں کرتا؟

کیا میرے اندر بدگمانی، حسد اور نفرت تو نہیں؟

یہ سوالات تھے یا دل پر پڑنے والی دستک؟ میں نہیں جانتا۔ مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ روضۂ رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر انسان دوسروں کے عیب تلاش نہیں کرتا۔ اسے صرف اپنے عیب نظر آتے ہیں۔ اور شاید یہی مدینے کی سب سے بڑی تربیت ہے۔ وہاں جا کر انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ محبتِ رسول ﷺ صرف نعت پڑھنے، درود پڑھنے اور آنکھوں میں آنسو لانے کا نام نہیں۔ محبت تو یہ ہے کہ انسان اپنے محبوب ﷺ کے اخلاق کو اپنی زندگی میں اتارے۔

کسی بھوکے کو کھانا کھلائے۔ کسی بے سہارا کا سہارا بنے۔ کسی کا دل نہ توڑے۔ کسی کی عزت پامال نہ کرے۔ معاملات میں سچا ہو۔ گھر میں محبت بانٹے۔

کمزور پر رحم کرے۔ اور اختلاف کے باوجود انسانیت کا دامن نہ چھوڑے۔ میں روضۂ اطہر ﷺ کے سامنے کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ ہم محبت کا دعویٰ تو بہت کرتے ہیں، مگر کیا ہمارے کردار ہماری محبت کی گواہی بھی دیتے ہیں؟ آنکھیں پھر بھر آئیں۔

دل نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم بہت کمزور ہیں۔

ہم بہت خطاکار ہیں۔ ہم آپ ﷺ کی محبت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ مگر آپ ﷺ کی محبت سے محروم بھی نہیں ہونا چاہتے۔ بس اسی کیفیت میں لبوں سے درود جاری رہا۔ میرے ساتھ میرا بیٹا محمد شہاب مہدی کبیر تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو دل میں ایک اور احساس جاگا۔

یہ کیسا حسین لمحہ تھا! باپ اور بیٹا مدینے میں تھے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل۔

اور دونوں کے دل ایک ہی محبت میں گرفتار۔

دل نے دعا کی:

یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے اپنے محبوب ﷺ کے دربار تک پہنچایا، میرے بچوں اور آنے والی نسلوں کے دلوں میں بھی اپنے حبیب ﷺ کی سچی محبت پیدا فرما۔

اور پھر خیال آیا کہ میری اہلیہ اور بہو بھی اسی وقت مستورات کے باب سے حاضری دے رہی ہیں۔ ہم سب کے مقامات الگ تھے، مگر ہماری دعائیں ایک تھیں۔ ہماری آرزو ایک تھی۔

ہماری منزل ایک تھی۔ اور ہمارے دل کا مرکز بھی ایک ہی تھا: محمد مصطفیٰ ﷺ۔

اس لمحے مجھے محسوس ہوا کہ دنیا کے تمام رشتے، تمام عہدے، تمام دولتیں، تمام شہرتیں اور تمام کامیابیاں ایک طرف۔۔۔ اور مدینے کی ایک حاضری دوسری طرف۔ دنیا میں انسان بہت کچھ حاصل کرنے کے لیے دوڑتا ہے۔ مگر مدینے میں پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ اصل دولت کیا ہے۔ وہاں دل دولت مند ہو جاتا ہے۔

آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ زبان پر درود آ جاتا ہے۔ اور انسان اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سوچتا ہے:

یا اللہ! میں اس قابل کہاں تھا؟

پھر دل جواب دیتا ہے: یہ تمہاری قابلیت نہیں تھی۔ یہ تمہارے رب کا کرم تھا۔

یہ اس محبوب ﷺ کی نسبت تھی جن کے نام پر یہ شہر آباد ہے۔

یہ وہ مقام تھا جہاں کھڑے ہو کر دل چاہتا تھا کہ وقت رک جائے۔ لوگ چلتے رہیں۔ دن گزرتے رہیں۔ راتیں آتی رہیں۔ مگر یہ لمحہ ختم نہ ہو۔

میں بس دیکھتا رہوں۔ درود پڑھتا رہوں۔۔۔ اور روتا رہوں۔۔۔ لیکن ہر خوب صورت لمحے کی طرح وہ لمحہ بھی گزر گیا۔ قدم آگے بڑھ گئے۔ جسم وہاں سے ہٹ گیا۔ مگر دل؟ دل وہیں رہ گیا۔ آج بھی جب اکتوبر ۲۰۲۴ء کی اس حاضری کو یاد کرتا ہوں تو آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ آج بھی وہی منظر دل کے پردے پر ابھرتا ہے۔ وہی سبز گنبد۔ وہی مقدس فضا۔ وہی درود کی آوازیں۔ وہی نم آنکھیں۔ وہی دھڑکتا ہوا دل۔ اور دل کے اندر سے ایک سوال اٹھتا ہے:

پھر کب بلاؤ گے، یا رسول اللہ ﷺ کے شہر؟

نہ جانے دوبارہ وہ سعادت نصیب ہو یا نہ ہو۔

نہ جانے پھر وہ راستے دیکھ سکوں یا نہ دیکھ سکوں۔

نہ جانے پھر روضۂ اطہر ﷺ کے روبرو کھڑے ہو کر آنکھوں سے آنسو بہانے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ اسی لیے اس حاضری کی یاد میرے لیے صرف ایک یاد نہیں۔ یہ میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اور اگر کبھی مجھ سے پوچھا جائے کہ زندگی میں سب سے زیادہ دل کو چھو لینے والا لمحہ کون سا تھا؟ تو شاید میں بہت سی باتیں بھول جاؤں، بہت سے واقعات یاد نہ رہیں، مگر ایک منظر کبھی نہیں بھول سکتا: میں روضۂ رسول ﷺ کے روبرو کھڑا تھا۔۔۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔

لب پر درود تھا۔ دل بے قرار تھا۔

## غزل

شاعر: شکیل احمد قمر

رہا نہ اب کسی سے واسطہ نہ رابطہ کوئی
شناسا نہ کسی کا میں نہ میرا آشنا کوئی

یقیں نہ کر کسی پہ نہ بنا ہم راز دنیا کو
کہاں ملتا ہے اس دنیا میں ہمدم باوفا کوئی

میں کھوتا جا رہا ہوں دن بدن اس کے خیالوں میں
اسے اب بھول جانے کا بتائے راستہ کوئی

ابھی اک شخص کی میں جستجو میں ہوں مگن جاناں
ترے جانے پہ مجھ سے ہو گیا ہے لاپتا کوئی

دعا میں کیوں اثر ہوتا نہیں، ہو بھی بھلا کیسے
کسی کو مانگتا ہوں میں، مجھے بھی دوسرا کوئی

کسی بھی راستے میں برملا چلتا رہا ہوں میں
مری امی دعا گو ہے نہ ہوگا حادثہ کوئی

ہمیشہ زخم دے گا فیصلہ جذبات کا گہرا
نہ لینا بھول کر جذبات میں تم فیصلہ کوئی

قمر نہ کھل رفیقوں پر خدارا تم کبھی
کہیں نہ مار دے تجھ کو ترا ہی ہم نوا کوئی

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# بدلتے حالات اور ہماری ذمہ داریاں!

* از۔ محمد تنزیل حیاتی
*۹۶۳۱۱۴۲۳۳۵


اسلام کا لہلہاتا ہوا شجرۂ طوبیٰ ایسے نازک حالات میں ابھرا ہے جس وقت ساری دنیا میں بت پرستی کا دور دورہ تھا حق وباطل کی معرکہ تاریخ انسانی کا وہ ناقابلِ فراموش واقعہ ہے جس سے کوئی بھی صاحب بصیرت انسان نظرانداز نہیں کرسکتا! دریں اثناء کہ کچھ ناعاقبت اندیش ابھی بھی ایسے ہیں جو اپنے فکروخیالات سے نابلد ہیں، خیر! اس وقت تاحدنگاہ دیکھیں کہ کیسے باطل اپنے آپ کو بچاؤ کا سامان تیار کررہاہے، اور مسلم حکمراں محو خواب ہیں، بین الاقوامی اور الکٹرانک میڈیا (Electronic media) کی ہمہ گیر شرکت کے تحت عالمی پیمانے پر اسلام دشمنی کی مہم جاری ہے، اسلام دشمن طاقتیں متحد ہوچکی ہے اور پوری ایٹمی ہتھیار سے لیس بھی ہیں لٹریچر (Literature) تیار ہیں مگران تمام چیزوں کے باوجود دشمنان اسلام اپنی حفاظت کا از خود اہل نہیں سمجھتا، دہشت گردوں کا مقصد صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں کی بربادی نہیں بلکہ ملیامیٹ کرنے کی ناپاک سازش ہے، قارئین یاد رکھیں! جب بھی کفر والحاد اور شرک کی آندھی تیز ہوجائے اور لوگ ایک دوسرے کو ناپسند کرنے لگے تو گویا تاریخ اپنی ماضی دہرارہی ہے، عرب وعجم میں جس طرح اسلام کی آب یاری وآب پاشی کی گئی تھی آج وہاں کے بیشتر حکمراں، عالمی ادارے اور میڈیا کے ظلم کو ظلم کہنے کی اخلاقی ہمت کھوچکے ہیں، آپ بتائیں کیا اسلام کی حفاظت کرنا ہمارا اساس نہیں ہے؟ کیا ہماری قسمت میں رونے کے سوا کچھ نہیں ہے؟ جب کہ تاریخی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ قرون اولیٰ میں مردہ دل انسان کی ایک نئی زندگی اسلام کے آغوش میں جنم لی اور اپنے اجداد پرنالا کناہوئے تب جاکر دراسلام سے انسیت ہوئی، اسی طرح آج حالات بد سے بدتر تو ہے لیکن ماضی کی دسترس پہ جہاں لوگ گریہ کناں ہیں تو وہی دامن اسلام میں فرحت و شاداں بھی ہیں، تو ایسے ناگفتہ بہ حالات میں ہمیں یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیئے کہ مسلم حکمراں کیا کررہے ہیں؟ باطل حکمرانوں کے سامنے اپنی عظمت، شان جلالت، وجہ شوکت وحشمت اور ذریعہ فخروامتیاز کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے۔ کیا ہم بے حیاقوم بن گئے ہیں؟ کیا ماضی میں ایسا نہیں ہوا ہے؟ کیا ہمنے شام، عراق، فارس، سندھ، ہند، ما وراء النہر، شمالی افریقہ، اندلس، قسطنطنیہ، صقلیہ کو فتح کرنے کی تاریخ کو فراموش کردیے ہیں؟ کیا اندلس کو مینارہ نور اور تہذیبوں کا مرکز نہیں بنایا؟ تاتاریوں کو جالوت میں شکست نہیں دی؟ صلیبیوں کو حطین میں شکست نہیں دی؟ مراکش میں ہسپانویوں کا غرور خاک میں نہیں ملایا؟ اٹلی کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہیں کیا؟ چیچینیا میں روسی ریچھ کو زخمی کرنے اور گرزنی شہر کو فتح نہیں کیا؟ افغانستان میں نیٹو کا ناک زمین سے نہیں رگڑوایا؟ عراق سے امریکہ کو بھاگنے پر مجبور نہیں کیا؟ فلسطین میں یہودیوں کی نیند حرام نہیں کیا؟ جب ہمیں معلوم ہے تو آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟

یاد رکھیں! حفاظت اسلام کے نعرے تو بلند کیے جاتے ہیں، مگر عملی پہلوؤں سے ہم خود گریزاں رہتے ہیں، اسلام کوئی مجسمہ نہیں جس کے لیے لاؤلشکر کی ضرورت پڑے آپ اپنے اندر اسلام سمولیجیے، آپ بھی محفوظ ہوجائیں گے اور اسلام بھی محفوظ ہوجائے گا۔ لیکن ہم ایسا کرینگے نہیں، رکھ لیا اچھا سانام اور مسلمان ہوگئے تو نتیجہ ہوگا جو آج ہے ارباب اقتدار کی قربت، اور گورنمنٹ کے اشارہ پر کام کرنے والے ناہنجار ملک وملت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے، شرپسند عناصر کی خوفناک دہشت گردی کی واردات یونیورسٹی (University) کالجز (Colleges) یا مختلف تنظیمات (Settings) جو ہمیشہ کچھ ایسے زہر اگلتے ہیں جس سے حقیقی مسلمان کا سینہ ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر اپنے سر پہ کفن باندھ کر مرد قلندرانہ اور خشیت الٰہی اور مشیت ایزدی پہ منحصر کرکے خداوند متعال کے حضور دست دراز کیے رہتے ہیں، لیکن چال بازو چال ساز منافقین اپنی شاطرانہ وعیارانہ چال میں کامیاب رہتے ہیں تو وہیں مسلم عسکری طاقت کی شناسائی خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے جس سے عام لوگ تو کجا ارباب حل وعقد پر بھی گہرا اثر مرتب ہوتا ہے، ۱۳۰۰ سال تک مسلمانوں کو ہر دور میں غلبہ اور اقتدار حاصل رہا، اقتدار کے علاوہ علم وفن، سائنس، معاشیات، معاشرت، اختراع وایجادات، غرض انسانی زندگی کے ہر شعبے میں اتنا غلبہ رہا کہ دنیا کی دیگر اقوام اس غلبے کو قبول کیے بغیر نہیں رہ سکیں اور تقلید بھی کرتی رہیں، انسانیت کو ارتقاوترقی فلاح وبہبود کے نئے آفاق میسر آئے، سماجی اصلاحات کے دروازے کھلے، سائنسی ایجادات کے محیر العقول کارنامے انجام دیے گئے، آج بھی دنیا کی نئی ایجادات اور ترقی کی بنیاد میں اسی دور کا اصل کام موجود ہے، جسے آگے بڑھا کر یورپ ترقی کا دعویٰ دار بنتا ہے، ہمارے علمی حلقوں میں بھی شدید اختلاف، معلوم ہوتا ہے تو کجا من کجا تو دوسری طرف لوگ اپنے کو وزیراعظم سمجھتا ہے کوئی کنسٹرکٹیوبات (Constructive) یعنی تعمیری بات چیت نہ ہی دلچسپی اور جوان امور کے خواہاں ہے ان کے پاس وسائل نہیں یا اہلیت نہیں، بہرکیف! ایسے مشکل وقت میں انتشار اور افتراق کی باتیں کرنا کسی بھی زاویہ سے درست نہیں لیکن یہ بھی مسلم الثبوت امر ہے کہ منافقین اور شرپسندوں نے ہمیشہ مشکل وقت کا ہی فائدہ اٹھایا ہے ایسے ممکنہ صورت حال سے نبرد آزما ہونے کے لیے مسلم امہ کے اوپر لازم ہے کہ صراط مستقیم پر گامزن ہوں، اپنی اولاد اور قریبی لوگوں کو۔ قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین ہوں، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہوں، اور علماء دین سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے والے ہوں تو ہی کامرانی مقدر ہے، یہی نسخۂ کیمیا ہے اس کو استعمال میں لائیں۔* دعا ہے کہ رب متعال ہم لوگوں کو دین حنیف وشرح متین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

# ملک عزیز نیپال کو نہ جانے کس کی نظر لگ گئی!


محمد حسن علیمی: خادم مدرسہ قمر العلوم لہرولی نول پراسی

نیپال ایک ایسا خوبصورت ملک ہے جسے قدرت نے بلند و بالا پہاڑوں، سرسبز وادیوں، بہتے دریاؤں، دلکش ثقافت اور مختلف مذاہب و قوموں کے حسین امتزاج سے نوازا ہے۔ دنیا بھر کے سیاح اس ملک کو امن محبت اور قدرتی حسن کی علامت سمجھتے ہیں۔ صدیوں سے نیپال اپنی سادگی مہمان نوازی اور باہمی رواداری کی وجہ سے پہچانا جاتا رہا ہے۔ مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گزشتہ چند برسوں میں اس پر مشکلات کے بادل منڈلانے لگے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ملکِ عزیز نیپال کو نہ جانے کس کی بد نظر لگ گئی ہو۔

نیپال نے اپنی تاریخ میں بے شمار آزمائشوں کا سامنا کیا ہے۔ کبھی شدید زلزلوں نے ہزاروں خاندانوں کو بے گھر کیا، کبھی سیلاب اور کرونا وائرس نے دیہات اور شہروں کو نقصان پہنچایا تو کبھی معاشی مشکلات نے عوام کی زندگی کو دشوار بنا دیا۔ ان آفات کے باوجود نیپالی عوام نے ہمیشہ صبر محنت اور یکجہتی کا مظاہرہ کیا اور اپنے وطن کو دوبارہ کھڑا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ سیاسی عدم استحکام بھی ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ حکومتوں کی بار بار تبدیلی مختلف سیاسی اختلافات اور پالیسیوں میں تسلسل کی کمی نے ترقی کی رفتار کو متاثر کیا۔ حالیہ دنوں نیپال کے مشرقی حصوں میں قوم مسلم کو نشانہ بناکر ان کے گھروں کو نذر آتش کردیا گیا حد تو یہ ہے کہ ہماری عبادت گاہوں میں بھی آگ زنی کی گئ اللہ سبحانہ تعالیٰ عناصر سر

پسندوں سے ملک عزیز کی حفاظت فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

جب سیاسی استحکام کمزور ہو تو اس کے اثرات معیشت تعلیم صحت آپسی اتحاد سرمایہ کاری اور روزگار سمیت ہر شعبے پر پڑتے ہیں۔ عوام کی امیدیں اسی وقت پوری ہو سکتی ہیں جب قومی مفاد کو ذاتی اور جماعتی مفادات پر ترجیح دی جائے۔

نیپال کی اصل طاقت اس کے عوام ہیں۔ مختلف زبانوں ثقافتوں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے آئے ہیں۔ قومی اتحاد باہمی احترام اور برداشت ہی وہ اقدار ہیں جو ملک کو مضبوط بناتی ہیں۔ اختلافِ رائے جمہوریت کا حق ہے لیکن نفرت تشدد اور ظلم و بربریت آپسی ستبھاؤ کو بگاڑنا کسی بھی معاشرے کو کمزور کر دیتی ہے۔ اس لیے ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن قانون کی پاسداری اور قومی یکجہتی کو فروغ دے۔

یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ نیپال کا مستقبل تاریک ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہ قوم ہر مشکل کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر ابھری ہے۔ آج بھی اگر حکومت سیاسی قیادت نجی شعبہ سماجی تنظیمیں اور عوام مشترکہ طور پر دیانت داری محنت اور اخلاص امن و امان کے ساتھ کام کریں تو نیپال ترقی، م خوشحالی اور استحکام کی نئی منزلیں طے کر سکتا ہے۔

اگرچہ آج ملک مختلف آزمائشوں سے گزر رہا ہے مگر یہ مشکلات مستقل نہیں ہیں۔ قوموں کی تقدیر اس وقت بدلتی ہے جب ان کے افراد امید اتحاد محنت اور ذمہ داری کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ ملکِ عزیز نیپال ہر قسم کی مشکلات سے محفوظ رہے امن و استحکام قائم ہو معاشی ترقی کا سفر تیز ہو اور یہ خوبصورت وطن دوبارہ اپنی خوشحالی رواداری اور قدرتی حسن کے ساتھ دنیا بھر میں ایک روشن مثال بن کر ابھرے۔

ان شاء اللہ عزوجل

# خانقاہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات

ٹی ایم ضیاء الحق


نبوت رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی، مگر کارِ نبوت ختم نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ لیکن جس عظیم مقصد کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے، یعنی انسانوں کو اللہ کی طرف بلانا، دلوں کی اصلاح کرنا، اخلاق سنوارنا، خیر و بھلائی کو فروغ دینا، مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا اور انسان کو اس کے رب سے جوڑنا، اس کارِ نبوت کی ذمہ داری امتِ محمدیہ کے اہلِ علم، صالحین، مصلحین اور اہلِ دل کے ذریعے جاری رہی۔

اسی کارِ نبوت کی روحانی اور اخلاقی روایت کو برصغیر میں خانقاہوں نے بڑی حد تک اپنے اندر محفوظ رکھا۔ خانقاہ محض ایک عمارت، کسی بزرگ کی رہائش گاہ یا ذکر و اذکار کی ایک مجلس کا نام نہیں۔ اپنے حقیقی مفہوم میں خانقاہ تزکیۂ نفس، اصلاحِ باطن، تعلیمِ دین، محبتِ رسول ﷺ، خدمتِ خلق، دعوتِ خیر اور اتحادِ انسانیت کا مرکز رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو اللہ کی طرف بلایا، ان کے دلوں کو ایمان سے روشن کیا، اخلاق کو سنوارا، نفرتوں کو محبت سے بدلا اور ایک منتشر معاشرے کو اخوت کے رشتے میں جوڑا۔ خانقاہی روایت نے اسی نبوی مزاج کو اپنی روحانی تربیت کا محور بنایا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
یعنی سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

یہ صرف ایک مذہبی ہدایت نہیں بلکہ امت کی اجتماعی زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو باہمی محبت، خیر خواہی اور اخوت کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

یہی وہ نبوی اخلاق ہے جسے خانقاہوں نے اپنی تربیت، صحبت اور خدمت کے ذریعے زندہ رکھنے کی کوشش کی۔ خانقاہ میں آنے والے سے پہلے یہ نہیں پوچھا جاتا تھا کہ وہ کس علاقے سے آیا ہے، کس طبقے سے تعلق رکھتا ہے یا اس کی سماجی حیثیت کیا ہے۔ اصل سوال یہ تھا کہ وہ ایک انسان ہے، اللہ کا بندہ ہے اور اصلاح، محبت اور ہدایت کا محتاج ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں بہت سی خانقاہیں صرف ذکر و فکر کے مراکز نہیں رہیں بلکہ مہمان نوازی، لنگر، تعلیم، خدمتِ خلق اور دعوتِ دین کے مراکز بھی بنیں۔

صوفیاء نے انسان کے ظاہر کے ساتھ اس کے باطن کی اصلاح پر توجہ دی۔ ان کے نزدیک تکبر، حسد، بغض، کینہ، خود پسندی اور دوسروں کو حقیر سمجھنا بھی روحانی بیماریاں ہیں۔ اس لیے خانقاہی تربیت میں دل کی صفائی کو بنیادی مقام حاصل ہوا۔

انسان کو بتایا گیا کہ اللہ کی محبت صرف دعوے کا نام نہیں۔ اس محبت کا اثر اللہ کی مخلوق کے ساتھ برتاؤ میں بھی ظاہر ہونا چاہیے۔ جس دل میں اللہ کی محبت ہو، اس میں بندگانِ خدا کے لیے رحم، شفقت اور خیر خواہی پیدا ہونی چاہیے۔

یہی نبوی مزاج تھا اور یہی خانقاہی تربیت کی اصل روح بھی رہی۔

رسول اللہ ﷺ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی دعوت میں رحمت تھی، حکمت تھی، حسنِ اخلاق تھا اور انسانیت کے لیے خیر خواہی تھی۔ قرآن نے آپ ﷺ کے اخلاق کو عظیم قرار دیا اور آپ ﷺ کو بہترین نمونہ بتایا۔

لہٰذا محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا صرف نعت، ذکر اور جذباتی وابستگی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے اخلاق کو اپنی زندگی میں پیدا کرنا بھی ہے۔

اگر زبان پر درود ہو لیکن دل میں نفرت ہو، ذکر ہو مگر تکبر ہو، نسبت ہو مگر اخلاق نہ ہوں تو انسان کو اپنے باطن کا جائزہ لینا چاہیے۔ خانقاہ کا مقصد یہی تھا کہ ذکر زبان سے دل تک پہنچے، محبت دل سے کردار تک پہنچے اور روحانیت زندگی کے معاملات میں ظاہر ہو۔

برصغیر میں چشتی، سہروردی، قادری، منعمی اور دیگر صوفی سلسلوں کی خانقاہوں نے اسی روح کے ساتھ مختلف علاقوں میں اثر پیدا کیا۔ یہاں علم بھی تھا، ذکر بھی، صحبت بھی، لنگر بھی، مہمان نوازی بھی اور خدمتِ خلق بھی۔

اسلام کی دعوت محض مناظرے اور بحث سے نہیں بلکہ کردار سے بھی دی گئی۔ ایک فقیر کو کھانا کھلانا، ایک مسافر کو جگہ دینا، ایک پریشان شخص کی بات سن لینا، ایک محتاج کی مدد کرنا اور کسی دل شکستہ انسان کو امید دینا بھی دعوتِ دین کی ایک صورت بن سکتی ہے۔

اسی لیے خانقاہ کا دروازہ بہت سے لوگوں کے لیے صرف ایک مذہبی دروازہ نہیں بلکہ امید، محبت اور سکون کا دروازہ تھا۔

یہاں ایک اہم بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلامی تاریخ میں فقہی اور علمی اختلاف ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ ائمہ کرام کے درمیان بھی متعدد مسائل میں اختلاف ہوا، لیکن اختلاف نے ہمیشہ اخوت کو ختم نہیں کیا۔

اصل مسئلہ اختلاف نہیں بلکہ اختلاف کا اخلاق ہے۔ جب علمی اختلاف دلیل، تحقیق اور ادب کے ساتھ ہو تو وہ علمی زندگی کا حصہ ہے۔ لیکن جب اختلاف نفرت، تحقیر، الزام، تکفیر اور باہمی دشمنی میں بدل جائے تو وہ امت کے لیے نقصان دہ بن جاتا ہے۔

برصغیر میں مختلف مذہبی و مسلکی شناختیں اپنے اپنے تاریخی، علمی اور اصلاحی پس منظر کے ساتھ سامنے آئیں۔ بریلوی، دیوبندی، اہلِ حدیث اور دیگر حلقوں کے درمیان مختلف اعتقادی، فقہی اور فکری مسائل میں اختلافات موجود رہے ہیں۔ ان اختلافات کا علمی مطالعہ اپنی جگہ اہم ہے، مگر عام مسلمانوں کے درمیان نفرت پیدا کرنا اور ایک دوسرے کو دشمن سمجھنا کسی بھی دینی مقصد کی خدمت نہیں کرتا۔ یہاں خانقاہی مزاج ہمیں ایک بنیادی سبق دیتا ہے۔

اختلاف ہو سکتا ہے، مگر محبت ختم نہیں ہونی چاہیے۔ رائے مختلف ہو سکتی ہے، مگر احترام باقی رہنا چاہیے۔ مسلکی شناخت ہو سکتی ہے، مگر اسلامی اخوت اس سے بڑی ہے۔ خانقاہ کا اصل کام کسی دوسرے مسلمان کو شکست دینا نہیں بلکہ اپنے نفس کو شکست دینا ہے۔

اپنے اندر کے تکبر کو ختم کرنا، حسد کو نکالنا، کینہ مٹانا، غصے پر قابو پانا، عاجزی پیدا کرنا، محتاج کی مدد کرنا اور مخلوقِ خدا کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، یہ وہ تربیت ہے جس کے بغیر روحانی نسبت ادھوری رہ جاتی ہے۔

اسی لیے خانقاہ کو محض سجادہ، عمارت یا سلسلے کی نسبت تک محدود کرنا اس کے تاریخی مفہوم کو محدود کرنا ہے۔

خانقاہ دراصل محبت کا مدرسہ، تزکیۂ نفس کی تربیت گاہ، اخلاق کی درسگاہ، خدمتِ خلق کا مرکز اور دعوتِ خیر کا میدان رہی ہے۔

آج کے دور میں اس ذمہ داری کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

سوشل میڈیا نے اختلاف کو بہت آسان اور نفرت کو بہت تیز کر دیا ہے۔ ایک مختصر ویڈیو، ایک اشتعال انگیز جملہ یا ایک مسلکی الزام چند لمحوں میں ہزاروں لوگوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں خانقاہوں کو اپنے اصل ورثے کی طرف مزید سنجیدگی سے متوجہ ہونا ہوگا۔

نوجوان نسل کو صرف یہ نہیں بتایا جانا چاہیے کہ ہمارا مسلک کیا ہے، بلکہ یہ بھی بتایا جانا چاہیے کہ ہمارا دین ہمیں کیسا انسان بنانا چاہتا ہے۔

انہیں قرآن پڑھایا جائے، سیرتِ رسول ﷺ سے جوڑا جائے، اخلاق سکھائے جائیں، علم کی قدر پیدا کی جائے، اختلاف کے آداب بتائے جائیں، خدمتِ خلق کی ترغیب دی جائے اور یہ سمجھایا جائے کہ مسلمان ہونا کسی دوسرے مسلمان سے نفرت کرنے کا نام نہیں۔

خانقاہوں کو چاہیے کہ وہ امت کے زخموں پر مرہم رکھیں، مزید زخم نہ دیں۔ وہ دلوں کو جوڑیں، دیواریں نہ بنائیں۔ وہ محبت کو عام کریں، نفرت کو نہیں۔ وہ اصلاحِ نفس کی طرف بلائیں اور دوسروں کی تردید کو مقصد نہ بنائیں۔

وہ رسول اللہ ﷺ کی رحمت کا پیغام عام کریں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی امت کے سامنے آج سب سے بڑا سوال یہ نہیں کہ ہم ایک دوسرے کو شکست کیسے دیں، بلکہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھیں، برداشت کریں اور اللہ و رسول ﷺ کے رشتے میں دوبارہ کیسے جوڑیں۔

نبوت رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی، مگر کارِ نبوت جاری ہے۔ نبوت ختم ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ دعوت ختم ہوگئی، اصلاح ختم ہوگئی، خیر خواہی ختم ہوگئی، اخلاق ختم ہوگئے یا انسانوں کو اللہ کی طرف بلانے کا عمل ختم ہوگیا۔ بلکہ اب یہ ذمہ داری امت کے ان لوگوں پر ہے جو علم، تقویٰ، اخلاص، حکمت اور حسنِ اخلاق کے ساتھ دین کی خدمت کرتے ہیں۔

اسی کارِ نبوت کے اخلاقی پہلو کو خانقاہی روایت نے صدیوں تک اپنے اندر سنبھالنے کی کوشش کی۔

اس لیے آج خانقاہوں کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے تاریخی ورثے کو صرف ماضی کی یاد نہ بننے دیں بلکہ اسے عصرِ حاضر کی ضرورت بنائیں۔

خانقاہ کا پیغام کسی سے نفرت نہیں بلکہ اپنے نفس کی اصلاح ہے۔

خانقاہ کا پیغام کسی کو توڑنا نہیں بلکہ دلوں کو جوڑنا ہے۔

خانقاہ کا پیغام صرف ذکر نہیں بلکہ ذکر سے کردار بنانا ہے۔

خانقاہ کا پیغام صرف نسبت نہیں بلکہ نسبت کے تقاضے پورے کرنا ہے۔

اور خانقاہ کا سب سے بڑا پیغام یہی ہے کہ اللہ سے محبت کرو، رسول اللہ ﷺ سے محبت کرو اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کرو۔

فرقہ وارانہ عصبیت سے بچیے، اختلاف کے آداب سیکھیے، دلوں کو جوڑیے اور رسول اللہ ﷺ کے رحمت، محبت اور حسنِ اخلاق کے پیغام کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیے۔

اور آخر میں ایک وضاحت ضروری ہے۔ یہاں گفتگو خانقاہوں کی ہو رہی ہے، ان خانقاہوں کی جو واقعی رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات، تزکیۂ نفس، محبت، خدمت اور اصلاحِ انسان کے مشن کو آگے بڑھاتی ہیں۔

کیونکہ ہر دور میں کچھ خواہ مخواہیاں بھی وجود میں آجاتی ہیں، جنہیں خانقاہ کا نام تو مل جاتا ہے، مگر خانقاہ کی روح، اس کی ذمہ داری اور اس کا اخلاقی ورثہ نصیب نہیں ہوتا۔


ٹی ایم ضیاء الحق
T M Zeyaul Haque
+۹۱-۹۷۱۸۰۴۳۱۷۴/۹۹۷۱۱۴۳۱۷۴



Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# شاعرِ حساس مدہوش بلگرامی: روایت، احساس اور عصرِ حاضر کا سنگم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از قلم: معظّم ارزاں شاہی دوست پوری

اردو غزل کی تاریخ میں بلگرام شریف کی سرزمین کو ہمیشہ ایک امتیازی اور تقدس بھری حیثیت حاصل رہی ہے۔ یہ وہ بستی ہے جہاں لفظ نے ہمیشہ تہذیب کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ اسی روشن اور قدیم ادبی روایت کا ایک معتبر، فعال اور زندہ حوالہ جناب محمد راشد خاں مدہوش بلگرامی صاحب کی ذاتِ گرامی ہے۔ مدہوش صاحب کی شاعری محض الفاظ کی جگالی نہیں، بلکہ ایک زندہ انسان کے دل کی دھڑکن ہے۔ ان کی ذات میں شاعر اور انسان میں کوئی دوئی نہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام سیدھا دل میں اترتا ہے۔

سوانحی خاکہ

اسمِ گرامی محمد راشد خاں، ادبی تخلص مدہوش بلگرامی، والدِ گرامی صوفی منش شاعر جناب عزیز احمد خاں کیفی بلگرامی مرحوم۔ آپ کی پیدائش ۴ جون ۱۹۶۹ء کو بلگرام شریف، ضلع ہردوئی میں ہوئی۔ آپ نے بی-اے تک تعلیم حاصل کی اور کاروبار و تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ آپ نے باقاعدہ طور پر ۱۹۸۹ء میں، ۲۰ سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا اور معروف استادِ سخن جناب اختر شاہجہاں پوری صاحب سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ آپ کا کلام ۱۹۹۰ء سے ہند و پاک کے تمام موقر و معیاری ادبی جرائد کے علاوہ لندن، جرمنی، امریکہ اور اسپین کے اردو رسائل میں مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ ۱۹۹۲ء سے آپ کے شخصی و ادبی مضامین بھی شائع ہو رہے ہیں۔ آپ کا کلام اے ٹائمز ویژن ٹی وی چینل اور آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے بھی نشر ہو چکا ہے۔

آپ کی مطبوعہ تصنیفات نو ہیں:

۱۔ تلاش و تعبیر (۲۰۰۶ء)، ۲۔ ترسیل (۲۰۰۹ء)، ۳۔ حرفِ آگہی (۲۰۱۱ء)، ۴۔ مہرباں کیسے کیسے (۲۰۱۶ء)، ۵۔ احساس (۲۰۱۸ء)، ۶۔ بزمِ چراغاں (۲۰۱۹ء)، ۷۔ حرف بہ حرف (۲۰۲۱ء)۔ (۲۰۲۴) الف کے بعد۔ (۲۰۲۵) تجزیہ۔ اس کے علاوہ آپ کی نعتیہ آڈیو کیسٹ "دل مدینے میں ہے" (۱۹۹۰ء) بھی منظرِ عام پر آچکی ہے۔ آپ کو اتر پردیش اردو اکادمی اور ملک کی متعدد ادبی تنظیموں نے اعزازات سے نوازا ہے۔

فکر و فن کا تفصیلی جائزہ:

مدہوش صاحب کی غزل گوئی میں چار بڑے رنگ نمایاں ہیں۔

۱۔ عشق کی پاکیزگی اور وارداتِ قلبی:

ان کے یہاں عشق محض جسمانی نہیں، ایک روحانی واردات ہے۔ انتظار کو وہ عبادت بنا دیتے ہیں:

>مری وفا کے تعلق سے واسطے رکھنا
>اور انتظار میں ہر گام پر دیے رکھنا

اور محبوب کے سامنے ضبط کا یہ عالم ہے:

میں اس کے ضبطِ غم کو آزما کر دیکھ لیتا ہوں
جب اس کے سامنے آنسو بہا کر دیکھ لیتا ہوں

ان کے یہاں محبوب کا لمس اتنا پاکیزہ ہے کہ:

>پاکیزگیِ حسن کا عالم عجیب تھا
>چھونا پڑا ہے اس کو مگر باوضو مجھے

۲۔ عصرِ حاضر کا کرب اور سماجی شعور:

وہ اپنے عہد کے نباض ہیں۔ آج کے انسان کی وحشت اور خود غرضی پر ان کا یہ شعر پوری تہذیب کا نوحہ ہے:

کوئی عقل و خرد کی بات کیا اس پر اثر ڈالے
جو وحشت میں خود اپنا ہی گریباں چاک کر ڈالے

اور آج کی مصنوعی دنیا پر:

ہر طرف شمعیں فروزاں ہیں یہاں
> کاش اس بستی میں گھر میرا بھی ہو

اور بازار میں انسان کی قیمت پر:

کسی یوسف کی قیمت کیا لگے گی
ہمیں بھی آگیا بازار پڑھنا

۳۔ امید اور مزاحمت کا چراغ:

مایوسی ان کے ہاں آخری سچ نہیں۔ وہ اندھیرے میں بھی روشنی کی بات کرتے ہیں:

> سرد ماحول میں شعلوں کو جگائے رکھے
> یعنی بیتے ہوئے لمحوں کو جگائے رکھے

اور آرزو کی کیفیت دیکھیے:

رقص کرتی ہے، سنبھلتی ہے، بہک جاتی ہے
> آرزو شوق میں آ آ کے بھٹک جاتی ہے

یہی امید ان کی شاعری کو زندگی بخشتی ہے۔

۴۔ زبان و بیان کی سادگی اور فنِ غزل پر گرفت:

ان کی زبان میں بلگرام کی مٹی کی چاشنی اور لکھنؤ کی تہذیب کی نزاکت دونوں ہیں۔ وہ مشکل الفاظ نہیں لاتے، بلکہ سادہ لفظوں میں گہرے معانی پیدا کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں روانی اور موسیقیت ہے:

مل گیا ضبطِ غم کا جب سے گھوارا مجھے
فکرِ مستقبل نہ ہے اندیشۂ فردا مجھے

اور

ان کی ہو جائے اگر مجھ پہ نظر شام ڈھلے
اشک ہو جائیں پھر آنکھوں کے گہر شام ڈھلے

اور تغزل کی انتہا:

>پیکرِ شعر میں تم ڈھال لو اس کو ورنہ
>وادیِ ذہن سے یادوں کی مہک جاتی ہے

بالآخر یہی کہوں گا کہ مدہوش بلگرامی صاحب کی شاعری اس بات کا ثبوت ہے کہ غزل آج بھی زندہ ہے، کیونکہ اسے ایسے شعراء کا خونِ جگر میسر ہے جو شہرت کے پیچھے نہیں، بلکہ لفظ کی حرمت کے پیچھے چلتے ہیں۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ پاکیزگی اور شرافت کے ساتھ بھی بڑی اور دیرپا شاعری کی جا سکتی ہے۔ میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ محترم مدہوش بلگرامی صاحب کے قلم کو مزید رفعت و توانائی عطا فرمائے اور ان کا سایہ اردو ادب پر دیر تک قائم و دائم رکھے تاکہ اردو ادب کے خزانے میں بیش بہا اضافہ جاری رہے۔

# اللہ کی نعمتوں کا شمار ممکن نہیں: توقیر رضا مصباحی

پریس ریلیز، سیتامڑھی

، پریہار بلاک کے قریب واقع مرشد نگر اکڈنڈی بستی میں ۱۲ ربیع النور شریف کے موقع پر ایک جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا جس میں خصوصی خطاب فرماتے ہوئے مولانا توقیر رضا مصباحی متوناوی نے کہا کہ اللہ نے انسان کو اتنی نعمتیں دی ہیں کہ انسان اس کا شمار کرنا چاہے تو شمار بھی نہیں کر سکتا، لہٰذا اللہ کی نعمتوں کی قدر کریں، اور دلوں میں عشق مصطفی پیدا کریں، مولانا محفوظ الرحمن مصباحی چاند ٹولہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل عرب کے کیا حالات تھے اس کا نقشہ پیش کیا، جبکہ اخیر میں خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اشفاق مصباحی سیتامڑھی نے کہا کہ اگر آپ نے خاص خاص موقعوں پر میلاد شریف یا دیگر دینی مجالس منعقد کر کے اپنے بچوں کو دین سے واقف نہ کرایا تو آپ کے بچے دین کے لازمی مسائل سے ناواقف ہو جائیں گے نہ وہ اپنے اسلامی تہوار کو جان پائیں گے نہ پیغمبر اعظم کی شخصیت کو سمجھ پائیں گے اور اگے چل کے وہ اسلام ہی پر اعتراض کریں گے، عید میلاد النبی ﷺ کا پیغام دیتے ہوئے مصباحی صاحب نے کہا کہ عید میلاد النبی ﷺ صرف گھروں کو سجانا، نعرہ لگانا ہی نہیں ہے بلکہ رسول کریم ﷺ کی آمد کے موقع پر غریبوں کا خیال کیا جانا چاہیے، یتیموں پر دست شفقت رکھنے چاہیے،

مصباحی صاحب نے اپنے خطاب میں سیرت نبویہ ﷺ کو اپنانے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے آپ اور آپ کے بچوں کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کی سیرت طیبہ کو نظر میں بسائیں، واضح ہو کہ اس موقع پر بچوں کے درمیان انعامی سوال و جواب کا پروگرام منعقد کیا گیا پروگرام میں حصہ لینے والے سبھی اسکولی بچے اور بچیوں کو حضرت الحاج حافظ محمد علیم الدین قادری ملت نگر کھوکسی کی طرف سے انعام و اکرام اور گفٹ پیک پیش کیا گیا، جبکہ ماسٹر اطہر انور کی طرف سے نقد رقم کی شکل میں روپے اور قلم پیش کیا گیا، در حقیقت یہ مختصر سا انعام تھا لیکن اس کے نتائج مستقبل میں ہمیں ضرور دیکھنے کو ملیں گے اس کے ذریعے سے بچوں میں ذوق و شوق پیدا کیا جا سکتا ہے اور یہی ہمارا مقصد بھی ہے ، ملحوظ رہے کہ محمد غلام محی الدین افسر نے عمدہ لب و لہجہ میں نعتیہ کلام پیش کیا، موقع پر مولانا حافظ توصیف رضا جامعی، محمد صابر نسیمی محمد عزیز عالم، عبد القادر انصاری ماسٹر عظیم انصاری، ماسٹر انصار پیارے، توقیر رضا غلام مسعود غازی ، ساحل عاشق، مجیب الرحمن زبیر انصاری کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ شدید تھے صلاۃ و سلام پر محفل کا اختتام ہوا، اور اس پروگرام میں تعاون کرنے والے سبھی حضرات کے لیے دعائیں کی گئیں، رپورٹ، ابو افسر مصباحی

# سلسلہ ٹوٹا نہیں ہے درد کی زنجیر کا: احمد فراز

انجینئر محمود اقبال

(اسٹرکچرل انجینئر کنسلٹنٹ

+91 6309727951

احمد فراز "سلسلہ ٹوٹا نہیں ہے درد کی زنجیر کا"

25 اگست، اردو کے نامور شاعر احمد فراز کی ۱۸ ویں برسی ہے۔ طویل علالت کے بعد ۷۷ سال کی عمر پاکر انہوں نے اسلام آباد، پاکستان میں ۲۰۰۸ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا تھا۔

جس کو بھی چاہا شدّت سے چاہا ہے فراز
سلسلہ ٹوٹا نہیں ہے، درد کی زنجیر کا

مزاحمتوں، دردوں اور چاہتوں کا شاعر آج ہم میں نہیں ہے، لیکن درد کی زنجیر کا سلسلہ ابھی ٹوٹا نہیں ہے۔ فراز ہمیں میٹھا میٹھا درد دے گئے۔ ہم اردو والوں کو فراز کی رہ رہ کر یاد آتی ہے۔

سب کے واسطے، لائے ہیں کپڑے سیل سے
لائے ہیں میرے لئے قیدی کا کمبل جیل سے

کچھ یاد آیا آپ کو؟ فراز کی یہ پہلی مزاحمت تھی۔ وہ بھی کسی اور سے نہیں اپنے ہی والد محترم سے جو بذات خود بھی فارسی کے ایک اچھے شاعر تھے۔ واقعہ یوں ہے کہ ان کے والد نے عید کے موقعہ پر اپنے بچوں کے لئے کپڑے خرید کر گھر لائے تھے، مگر فراز کو اپنا لباس پسند نہیں آیا تھا۔ اور فراز نے یہ شعر جڑ دیا تھا، یوں سمجھئے کہ بے ساختہ اُگل دیا تھا۔ شاید، والد سے یہ جراثیم ورثہ میں ملے ہوں؟ ان کی زندگی کا شاید یہ پہلا شعر تھا۔ فراز نے بذات خود ایک انٹرویو میں بتایا تھا کہ وہ اس وقت وہ بہت چھوٹے تھے، نویں کلاس کے بعد دسویں جماعت میں جانے والے تھے۔ گھر کا ماحول ادبی تھا۔ گھر میں "ہنڈکو" زبان بولی جاتی تھی۔ اسی دور کی بات ہے، ایک کزن سے بیت بازی کا مقابلہ چل رہا تھا، اور فراز مسلسل مات کھا رہے تھے۔ انہیں ایک ترکیب سوجھی اور فی البدیہہ، گھڑ گھڑ کر اشعار کہنا شروع کر دئے۔ کزن سمجھ نہیں پائے کہ کس نامور شاعر کے اشعار ہیں یہ؟ اور کزن کو مات ہوگئی۔ ہم نے بہت چھان بین کی کہ یہ کزن "تھا" یا "تھی"؟ پتہ نہیں چلا۔ شاید 'تھی' تب ہی تو باپ کے بعد 'تھی' کے ادبی جراثیم سے فراز متاثر ہوئے ہوں؟ مگر، یہ صرف قیاس ہے۔ ہم نے ایک اور چھان بین ان کی بیگم کے بارے میں بھی کی۔ تصویر تو دور کی بات، نام کا بھی پتہ نہیں چلا۔ کافی تگ و دو کے بعد ایک نام ملا، مگر مستند ذرائع سے نہیں۔ اس لئے آپ کو بتانے سے معذرت خواہ ہیں۔ پردہ ہے ترا؟ وجہ سمجھ میں آتی ہے، پٹھان جو ٹھہرے فراز؟ اسی معصوم دور کا ایک اور دلچسپ واقعہ ہے۔ بات یوں ہے کہ گجرات، (پاکستانی پنجاب کا شہر) کے ایک کالج میں بیت بازی کا مقابلہ تھا، لیکن شرط تھی کہ دو طلبائ کی ٹیم ہو، فراز کو کوئی اور ساتھی شاعر نہیں ملا تو اپنے ہی ایک ساتھی کو اپنے ہی اشعار رٹّہ مار مار کر یاد دلا دئے، اور دونوں نے شرکت کی اور بیت بازی کا مقابلہ، وہ دونوں اوّل نمبر سے جیت بھی گئے ۔ فراز کی شاعری کی ابتدائ لگتا ہے اپنی بالی ووڈ فلموں ہی کی طرح ہے۔ یاد ہے نہ آپ کو فلم "بابی" کا وہ مشہور نغمہ "جب سے دیکھا میں نے تجھ کو، مجھ کو شاعری آگئی…. "۔ اور واقعی میں آگے چل کر احمد فراز ایک پختہ اور کہنہ مشق شاعر بن کر ابھرے۔

احمد فراز کا پیدائشی نام، سیّد احمد شاہ تھا۔ والد محترم سیّد محمد شاہ برق، ایک استاد اور فارسی کے ایک نامور شاعر تھے۔ اردو کے مایہ ناز و انقلابی و رومانوی شاعر احمد فراز ۱۲ جنوری، ۱۹۳۱ئ کو پاکستان کے صوبے خیبر پختونخواہ کے علاقہ کوہاٹ، کے شہر نوشہرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ ایک پشتو، سیّد خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بالفاظ دیگر پٹھان تھے۔ ان کے بھائی سیّد مسعود کوثر پاکستان کی سیاست کا ایک نمایاں نام ہے۔ وہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے گورنر رہ چکے ہیں۔ فراز کے تین بیٹے ہیں۔ سعدی فراز، شبلی فراز اور سرمد فراز۔ شبلی فراز کا نام آپ نے یقینا بار بار سنا ہوگا، جو عمران خاں کی پارٹی "پاکستان تحریک انصاف" کے بڑے رہنماؤں میں سے ایک ہیں۔ اس کے علاوہ، عمران خاں کے قریبی ساتھیوں اور صلاح کاروں میں بھی ان کا شمار ہوتا ہے۔ عمران خان کی کابینہ میں وہ وزیر سائنس و ٹکنالوجی بھی رہ چکے ہیں ۔ انکے چھوٹے بھائی سرمد فراز موسیقی و تخلیقی دنیا میں مگن ہیں۔

فراز نے پشاور یونیورسٹی سے اردو اور فارسی میں ایم اے کیا تھا، یعنی، وہ ڈبل پوسٹ گریجویٹ تھے۔ عملی زندگی کا آغاز ریڈیو پاکستان سے کیا تھا۔ ریڈیو پاکستان، پشاور میں بطور اسکرپٹ رائٹر کے طور پر اپنے کیریئر کا آغاز کیا تھا۔ بعد ازاں پشاور یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار اور استاد کے فرائض بھی انہوں نے انجام دئے ۔ "اکادمی ادبیات پاکستان" اور "پاکستان بیت المال" کے سربراہ بھی وہ رہے۔ ان کے والد کی خواہش تھی کہ وہ سائنس اور ریاضی میں تعلیم آگے جاری رکھیں لیکن فراز کا فطری میلان ادب و شاعری کی طرف تھا۔ فراز نے کبھی عشق، کبھی انقلاب، کبھی دوستی تو کبھی ماضی کے حالات اپنی شاعری میں بیان کئے ہیں۔ فراز کی شاعری میں عشق و محبت، ہجر، جدائی کے ساتھ ساتھ سیاسی مزاح، بغض جبر اور انسانی حقوق کا گہرا شعور ملتا ہے۔ ان کا کلام انتہائی نغمگی، سادگی اور دلنشین لہجے کی وجہ سے عوام اور خواص دونوں میں یکساں مقبول ہوا ہے۔ احمد فراز کے اب تک ۱۴ شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں جاناں جاناں، خواب گل پریشاں ہے، غزل بہانہ کرو، درد آشوب، تنہا تنہا، نایافت، نابینا شہر میں آئینہ، بے آواز گلی کوچوں میں، پس انداز موسم، شبِ خون، بود لک، یہ سب میری آوازیں ہیں، میرے خواب ریزہ ریزہ، اے عشق جفا پیشہ، شامل ہیں۔ احمد فراز کی شاعری کے انگریزی، فرانسیسی، ہندی، روسی، یوگوسلاوی، جرمن اور پنجابی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

ایک اور شعر ہو جائے؟

کچھ اس طرح سے گزاری ہے زندگی
جیسے تمام عمر کسی دوسرے کے گھر میں رہا

فراز، اپنے عہد کے سچے ترجمان تھے۔ انہوں نے دیگر انقلابی شعرا کی طرح جنرل ضیائ الحق کی حکومت کے خلاف بھی اشعار کہے، جس کی پاداش میں انہیں گرفتار کیا گیا اور شہر بدر کر دئے گئے تھے۔ انہوں نے چھ برس تک خود ساختہ جلا وطنی کو ترجیح دی تھی۔ اس دوران ملکوں ملکوں کی وہ خاک چھانتے رہے۔ اسی دور کے ایک دلچسپ واقعہ کا تذکرہ ہوتا چلے؟ واشنگٹن میں ایک ادبی انجمن نے انہیں مشاعرہ کے لئے مدعو کیا تھا۔ ایک خاندان نے صرف ایک ہفتہ کے لئے انہیں اپنے گھر ٹھہرایا تھا۔ مگر، فراز نے اس خاندان میں ایسی دوستی اور انکے دلوں میں ایسی جگہ بنائی کہ ایک ہفتہ، ایک ماہ نہیں، بلکہ پورے ایک سال تک وہ ان کے مہمان بنے رہے تھے۔

احمد فراز فائل فوٹو

فراز، عام طور سے رومانی شاعر کے طور پر عوام میں مقبول ہیں۔ ان کی مشہور زمانہ طویل غزل کے چند اشعار سے لطف اٹھائیں!

سنا ہے لوگ اسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں
سو اس کے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے ربط ہے اس کو خراب حالوں سے
سو اپنے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
یہ بات ہے تو، چلو بات کر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے اس کے شبستاں سے متصل ہے بہشت
مکیں اُدھر کے بھی جلوے اِدھر کے دیکھتے ہیں
رکے تو گردشیں اس کا طواف کرتی ہیں
چلے تو اس کو زمانے ٹھہر کے دیکھتے ہیں
کسے نصیب کہ بے پیرہن اسے دیکھے
کبھی کبھی در و دیوار گھر کے دیکھتے ہیں
کہانیاں ہی سہی سب مبالغے ہی سہی
اگر وہ خواب ہے تعبیر کر کے دیکھتے ہیں
اب اس کے شہر میں ٹھہریں کہ کوچ کر جائیں
فراز، آؤ ستارے سفر کے دیکھتے ہیں

احمد فراز، فیض احمد فیض کے ہم عصر تھے، لیکن فیض کے زیرِ اثر نہیں تھے۔ وہ انہیں اپنا بزرگ اور ایک اچھا شاعر مانتے تھے۔ وہ، فیض سے متاثر ضرور تھے، لیکن فیض کا شاگرد یا حریف بننے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ فیض کی جس خوبی کو وہ سب سے زیادہ پسند کرتے تھے، وہ تھی کہ فیض، انتہائی سخت موضوعات کو بھی شائستہ اور نرم زبان میں بیان کرتے تھے۔ فراز کا موقف تھا کہ "فیض اپنی جگہ ایک غیر معولی شاعر تھے اور فراز کو، فراز ہی رہنا چاہئے"۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کا مقابلہ فیض سے کیا جائے۔ ایک انٹرویو میں انہوں نے اعتراف کیا تھا کہ طالب علمی کے زمانے میں غالب اور فیض ان کے آئیڈیل تھے۔ فیض اور فراز کی ایک یادگار ملاقات ۱۹۸۳ئ میں لندن میں ہوئی تھی۔ موقع تھا فراز کی کتاب کا رسم اجرائ (اس یادگار ملاقات کی تصویر آپ دیکھ سکتے ہیں)۔ یہ تقریب اس لئے بھی یادگار بن گئی تھی کی اس تقریب میں فیض کے علاوہ اردو ادب کے کچھ اور بڑے نام بھی تھے، جیسے افتخار عارف، محمد علی صدیقی وغیرہ۔

ایک اور دلچسپ واقعہ کا تذکرہ ہوتا چلے؟ لاہور کے لئے ایک ہوائی جہاز کے سفر میں فیض اور فراز ہم سفر تھے۔ ایک سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں فراز تذبذب کا شکار تھے۔ انہوں نے فیض سے مشورہ کیا کہ آیا انہیں یہ عہدہ قبول کرنا چاہئیے یا نہیں۔ فیض نے کہا کہ، کیوں نہیں؟ سرکاری ملازمتیں اپنے لوگوں کو کرنی چاہئیں، ورنہ دوسرے لوگ آجائیں گے۔ فراز نے یہ مشورہ قبول کر لیا تھا اور جاب جائن کر لی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فراز اور فیض کے تعلقات باہمی احترام و عقیدت پر مبنی تھے، لیکن اندھی تقلید پر نہیں۔ جدائی، پر فراز نے کیا کہا تھا؟

قربتوں میں بھی، جدائی کے بہانے مانگے
دل وہ بے مہر کے سدا رونے کے بہانے مانگے

اسی موضوع پر ایک اور ہو جائے؟

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

ایک اور طویل شاہکار غزل کے چند اشعار آپ گنگنانا پسند کریں گے؟ مہدی حسن نہ سہی، خود ہی سہی؟ زیرِ لب سہی؟ تو شروع ہو جائیں!

رنجش ہی سہی، دل ہی دکھانے کے لیے آ
آ پھر سے مجھے چھوڑ کے جانے کے لیے آ
کچھ تو مرے پندار محبت کا بھرم رکھ
تو بھی تو کبھی مجھ کو منانے کے لیے آ
پہلے سے مراسم نہ سہی پھر بھی کبھی تو
رسم و رہ دنیا ہی نبھانے کے لیے آ
کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لیے آ
اک عمر سے ہوں لذت گریہ سے بھی محروم
اے راحت جاں مجھ کو رلانے کے لیے آ
اب تک دل خوش فہم کو تجھ سے ہیں امیدیں
یہ آخری شمعیں بھی بجھانے کے لیے آ

شہنشاہ موسیقی مہدی حسن نے پہلی مرتبہ جب مذکورہ غزل کو اپنی آواز کا سحر عطا کیا تھا تو پہلا مصرعہ عوام میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ بعد میں برصغیر کے کئی دیگر گلوکاروں نے اس غزل کو اپنے گلوں سے نوازا تھا۔ جیسے، اقبال بانو، جگجیت سنگھ، لتا منگیشکر وغیرہ۔ اور یہ غزل امر ہو گئی۔ "کروں نہ یاد مگر کس طرح بھلاؤں اسے"۔ اس غزل کو غلام علی کی آواز نصیب ہوئی تھی۔ ملکہ ترنّم نور جہاں اور پنکج ادھاس نے بھی فراز کی کئی غزلوں کو اپنے مسحور کن گلے عطا کئے ہیں۔ آشا بھونسلے نے غلام علی کے ساتھ ملکر "کروں نہ یاد مگر۔۔۔۔۔" گایا تھا۔ رونی لیلی ایک بڑا نام ہے، انہوں نے بھی فراز کی غزلوں کو اپنی آواز عطا کی تھی۔ پاکستان ٹیلی ویژن کے لئے ناہید اختر اور طاہرہ سیّد نے گنگنایا تھا "یہ عالم شوق کا دیکھا نہ جائے"۔

۲۰۰۴ئ میں احمد فراز کی ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت پاکستان نے "ہلال امتیاز" کے ایوارڈ سے نوازا تھا۔ لیکن انہوں نے قریب دو سال کے عرصہ کے بعد یہ اعزاز واپس کر دیا تھا۔ پتہ ہے آپ کو کیوں؟ وہ جنرل پرویز مشرّف سے نالاں ہو گئے تھے، جس نے جنرل کی وردی اتار کر صدر کی شیروانی پہن لی تھی۔ مشرّف نے بہانے بہانے سے پورے نو سال اقتدار کے مزے لوٹے تھے۔ احمد فراز کی بذلہ سنجی اور حاضر جوابی اس وقت سامنے آئی، جب ایک صحافی نے طنزیہ انداز میں ان سے پوچھا تھا کہ، آپ نے اسے دو سال تک اپنے پاس کیوں رکھا؟۔ فراز نے برجستہ جواب دیا تھا۔ "کیا تمغہ ان دو برسوں میں انڈے دے رہا تھا؟"۔

فراز نے ہندوستان کے کئی دورے کئے تھے۔ خصوصا، دلی میں شنکر۔ شاد مشاعروں کے لئے۔ ۲۰۰۰ میں فراز ایک مشاعرہ میں شرکت کے لئے دلّی آئے تھے ، لگے ہاتھوں انہیں دلّی کی جواہر لال نہرو یونیورسٹی کی ایک ادبی نشست میں شرکت کا موقع بھی مل گیا تھا۔ فراز، نہ صرف مزاحمتوں، دردوں، جدائیوں اور محبتوں کے شاعر تھے، بلکہ انقلابی شاعر بھی تھے۔

فراز کو کتنے قومی و بین لاقوامی ایوارڈ ملے ہونگے؟ فہرست لمبی ہے۔ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم یہاں صرف چند کو بیان کر رہے ہیں۔ آدم جی ادبی ایوارڈ (۱۹۶۶) پاکستان، فراق گورکھپوری عالمی ایوارد (۱۹۸۸)، بھارت، ستارہ امتیاز (۱۹۹۳)، پاکستان، کمالِ فن ایوارڈ (۱۹۹۴)، پاکستان۔ انکی وفات کے بعد، بعد از مرگ پاکستان کا سب سے بڑا سول ایوارڈ "نشانِ امتیاز' (۲۰۲۰) سے بھی انہیں سرفراز کیا گیا تھا۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں، لیکن انکی یادیں ہمارے ساتھ ساتھ ہیں۔ فراز ہی کی زبان میں!

ہوا ہے تجھ سے بچھڑنے کے بعد یہ معلوم
کہ تو نہیں تھا تیرے ساتھ ایک دنیا تھی

Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com

ادبیات

27/اگست 2026 مطابق 13/ربیع الاول 1448ھ / 11 گتے بھادو 2083


# قرآن میں ایک ہی مقام پر اٹھارہ انبیاءِ کا تذکرہ

## حکمتیں، مصلحتیں اور علمی نکات کا گہرا مطالعہ

از قلم: ڈاکٹر مولانا محمد عبد[illegible] ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرس، اورنگ آباد
موبائل نمبر: ۹۳۲۵۲۱۷۳۰۶


قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری آسمانی کتاب ہے جو قیامت تک پوری انسانیت کیلئے سرچشمۂ ہدایت، منبعِ حکمت اور کامل دستورِ حیات ہے۔ اس کی ہر سورت اپنے اندر بے شمار علمی، فکری، تربیتی اور روحانی اسرار سموئے ہوئے ہے۔ انہی عظیم سورتوں میں "سورۃ الأنعام" کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس سورت میں عقیدۂ توحید، رسالت، آخرت، دعوتِ حق اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مبارک تذکروں کو نہایت حکیمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ الأنعام کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مقام پر اٹھارہ عظیم انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ..." (سورۃ الأنعام: ۸۳ تا ۸۶)

ان آیاتِ مبارکہ میں جن انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر آیا ہے، وہ یہ ہیں:

حضرت نوح، ابراہیم، اسحاق، یعقوب، داوٗد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط علیہم السلام۔

قرآن کریم کا یہ انداز محض تاریخی بیان نہیں بلکہ ایک عظیم فکری، روحانی اور دعوتی پیغام ہے، جس میں پوری انسانیت کیلئے رہنمائی کے خزانے پوشیدہ ہیں۔

### اٹھارہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا مختصر تعارف

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام
آپ اولین عظیم رسولوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنی قوم کو تقریباً ساڑھے نو سو برس تک توحید کی دعوت دی اور صبر واستقامت کی بے مثال تاریخ رقم کی۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
آپ "خلیل اللہ" کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نے شرک کے خلاف عظیم جدوجہد کرکے توحید، قربانی اور کامل اطاعتِ الٰہی کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔

۳۔ حضرت اسحاق علیہ السلام
آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اور جلیل القدر نبی تھے۔ آپ کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور ہدایت کا مبارک سلسلہ جاری فرمایا۔

۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کے فرزند اور "اسرائیل" کے لقب سے معروف تھے۔ آپ صبر، حکمت اور بہترین تربیتِ اولاد کے عظیم نمونے تھے۔

۵۔ حضرت داوٗد علیہ السلام
آپ عظیم نبی، عادل بادشاہ اور زبور کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت، دانائی اور خوش الحانی کی خاص نعمت عطا فرمائی۔

۶۔ حضرت سلیمان علیہ السلام
آپ حضرت داوٗد علیہ السلام کے فرزند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی عظیم سلطنت عطا فرمائی جس پر انسان، جنات، پرندے اور ہوائیں بھی مسخر تھیں۔

۷۔ حضرت ایوب علیہ السلام
آپ صبر ورضا کی لازوال مثال ہیں۔ شدید بیماری اور آزمائشوں کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید نہیں چھوڑی۔

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام
آپ حسن، عفت، حکمت اور اعلیٰ اخلاق کے پیکر تھے۔ قید وابتلاء کے باوجود آپ نے پاکدامنی اور صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔

۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
آپ "کلیم اللہ" تھے۔ آپ نے فرعون جیسے جابر حکمران کے سامنے حق کی آواز بلند کی اور بنی اسرائیل کی رہنمائی فرمائی۔

۱۰۔ حضرت ہارون علیہ السلام
آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی اور معاون تھے۔ آپ نرم مزاج، فصیح اللسان اور اصلاحِ قوم میں نمایاں کردار ادا کرنے والے نبی تھے۔

۱۱۔ حضرت زکریا علیہ السلام
آپ نہایت عبادت گزار اور اللہ کے مقرب نبی تھے۔ بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا صالح بیٹا عطا فرمایا۔

۱۲۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام
آپ زہد، تقویٰ اور پاکیزگی کے اعلیٰ نمونے تھے۔ کم عمری ہی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم، حکمت اور نبوت عطا فرمائی۔

۱۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور معجزاتی طور پر پیدا ہونے والے نبی تھے۔ آپ نے محبت، رحمت، زہد اور روحانیت کی عظیم تعلیم دی۔

۱۴۔ حضرت الیاس علیہ السلام
آپ نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روک کر توحید کی دعوت دی۔ آپ حق پر ثابت قدم رہنے والے عظیم داعی تھے۔

۱۵۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام
آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عظیم فرزند تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربانی کیلئے خود کو پیش کرکے کامل وفاداری اور اطاعت کا ثبوت دیا۔

۱۶۔ حضرت الیسع علیہ السلام
آپ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ نبی تھے۔ آپ نے اپنی قوم کی اصلاح اور دعوتِ حق کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

۱۷۔ حضرت یونس علیہ السلام
آپ "ذوالنون" کے لقب سے معروف ہیں۔ مچھلی کے پیٹ میں تسبیح واستغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات عطا فرمائی۔

۱۸۔ حضرت لوط علیہ السلام
آپ نے اپنی قوم کو بے حیائی اور بدکاری سے روکنے کی بھرپور کوشش کی۔ آپ اخلاقی پاکیزگی اور حق گوئی کے عظیم داعی تھے۔

### ایک مقام پر اتنے انبیاء کے ذکر کی حکمتیں

۱۔ تمام انبیاء کی دعوت ایک تھی
ان تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی بنیادی دعوت "توحید" تھی۔ ان سب نے انسان کو ایک اللہ کی عبادت اور شرک سے اجتناب کی تعلیم دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام آسمانی مذاہب کی اصل بنیاد ایک ہی ہے۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ کو تسلی دینا
جب کفارِ مکہ حضور اکرم ﷺ کی مخالفت میں حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر کرکے اپنے محبوب ﷺ کو تسلی دی کہ مخالفت، آزمائش اور تکالیف انبیاء کی سنت رہی ہے۔

۳۔ انسانیت کیلئے مکمل نمونہ
ہر نبی کی زندگی کسی نہ کسی عظیم صفت کی نمائندگی کرتی ہے:
حضرت ایوب علیہ السلام صبر کے،
حضرت یوسف علیہ السلام پاکدامنی کے،
حضرت موسیٰ علیہ السلام جرأت کے،
حضرت سلیمان علیہ السلام عدل وحکمت کے،
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی اور توحید کے عظیم نمونے ہیں۔
گویا اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مقام پر انسانی کردار سازی کا مکمل نصاب جمع فرمادیا۔

۴۔ قومیت اور نسل پرستی کی نفی
ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ فضیلت کا معیار نسل، قوم یا خاندان نہیں بلکہ ایمان، تقویٰ اور اطاعتِ الٰہی ہے۔ آج کے دور میں جبکہ انسان لسانیت، علاقائیت اور قوم پرستی میں مبتلا ہے، قرآن کا یہ پیغام انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔

۵۔ دعوتِ دین کے مختلف اسالیب
ہر نبی نے اپنی قوم کے حالات کے مطابق دعوت دی: کسی نے حکمت سے،
کسی نے صبر سے،
کسی نے مناظرے سے،
اور کسی نے عملی نمونے سے اصلاح کی۔
یہ داعیانِ حق کیلئے عظیم رہنمائی ہے کہ دعوت میں حکمت، صبر اور حالات کی رعایت ضروری ہے۔

### علمی اور فکری نکات

۱۔ قرآن کا اعجازِ اختصار
قرآن مجید نے چند آیات میں ہزاروں برس کی تاریخ، بے شمار واقعات اور عظیم پیغامات کو سمو دیا۔ یہ اس کے ادبی اور علمی اعجاز کی روشن دلیل ہے۔

۲۔ ہدایت ہی اصل کامیابی ہے
ان انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ"
یعنی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی، پس آپ بھی انہی کے راستے پر چلیے۔
یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اصل کامیابی مال، طاقت یا شہرت نہیں بلکہ ہدایتِ الٰہی ہے۔

۳۔ نبوت انسانیت کی رہنمائی کیلئے ہے
انبیاءِ کرام علیہم السلام کوئی افسانوی کردار نہیں بلکہ عملی زندگی کے حقیقی رہنما تھے، جنہوں نے انسانیت کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف بلایا۔

۴۔ تربیتِ امت کا عظیم نظام
قرآن مجید صرف واقعات نہیں سناتا بلکہ انسان کے عقیدہ، فکر، اخلاق، کردار اور معاشرت کی تربیت کرتا ہے۔ ان آیات میں امت کیلئے صبر، استقامت، توکل، دعوت اور اخلاق کا مکمل درس موجود ہے۔

### عصرِ حاضر کیلئے پیغام

آج امتِ مسلمہ فکری انتشار، اخلاقی زوال، مادہ پرستی اور دینی کمزوری کا شکار ہے۔ ایسے حالات میں سورۃ الأنعام کی یہ آیات ہمیں دوبارہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مبارک راستے کی طرف بلاتی ہیں۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں:
توحید پر مضبوطی سے قائم رہو،
صبر واستقامت اختیار کرو،
اخلاق سنوارو،
دعوت واصلاح کا کام جاری رکھو،
اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔

اگر مسلمان انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کرلیں تو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عظیم انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔

### اختتامیہ

سورۃ الأنعام میں ایک مقام پر اٹھارہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر دراصل پوری انسانیت کیلئے ایک جامع درسگاہ ہے۔ یہ آیات عقیدہ، دعوت، صبر، اخلاق، حکمت، توکل اور ہدایت کا عظیم خزانہ ہیں۔ قرآن کریم انسان کو ماضی کے ان روشن کرداروں سے جوڑ کر یہ پیغام دیتا ہے کہ دنیا وآخرت کی حقیقی کامیابی صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مبارک راستے کی پیروی میں ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن کو صرف تلاوت کی کتاب نہ سمجھیں بلکہ اس کے پیغام، حکمت اور تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ یقیناً انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مبارک نقوشِ قدم ہی انسانیت کی حقیقی کامیابی اور فلاح کا راستہ ہیں۔

# حمد باری تعالیٰ۔

نسیم نورانی۔۔۔۔۔۔

جلوہ ترا خدایا کون و مکاں میں پایا
معبود تو خدایا معبود تو خدا یا.

ہر شاخ ہر شجر میں، برگ و گل و ثمر میں
میں نے ترا ہی جلوہ ہر گلستاں میں پایا۔
معبود تو خدایا معبود تو خدایا۔

ہر انجمن میں تو ہے، ہر اک چمن میں تو ہے
صحن حرم میں دیکھا کوئے بتاں میں پایا۔
معبود تو خدا یا معبود توخدایا۔

وسعت فلک کی دیکھی، پستی زمیں کی دیکھی
تیرےکرم کا دریا سارے جہاں میں پایا۔
معبود تو خدایا معبود تو خدایا۔

توصیف کر نہ پائی اب تک زبان میری
یہ حوصلہ نہ میں نے اپنی زباں میں پایا۔
معبود تو خدایا معبود توخدایا۔

کوشش نسیم کی تھی اک حمد پاک لکھے
نا کام خود کو اس نے اس امتحاں میں پایا۔
معبود تو خدایا معبود تو خدایا۔


ملنگوا، سرلاہی، نیپال۔
۹۸۶۴۱۰۷۷۸۶


# جب لوگوں کا ضمیر مرنے لگے!!


محمد عادل ارریاوی* خصوصی کالم نگار نیپال اردو ٹائمز

جب معاشرہ گناہوں اور بے راہ روی کی لپیٹ میں آجاتا ہے تو اس کے اثرات زندگی کے ہر شعبے پر نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ آج کا موجودہ صورتحال اسی تلخ حقیقت کی عکاسی کررہے ہیں۔

ہمارے ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور مہنگائی وغیرہ کے نتیجے میں جہاں مسائل و مصائب میں اضافہ ہوا ہے اسی کے ساتھ ناحق قتل وغارت گری کے واقعات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے دن دہاڑے سڑکوں اور بھری آبادی میں قتل و غارت گری کے ایسے ایسے واقعات رونما ہورہے ہیں کہ الامان والحفیظ۔

افسوس ہے کہ بے روزگاری اور مہنگائی وغیرہ جو اللہ ربّ العزت کی طرف سے گناہوں کے نتیجے میں آنے والے وبال اور عذاب ہیں ان کے حل کے لیے توبہ واستغفار کا صحیح راستہ اختیار کرنے کے بجائے بہت سے لوگوں نے اس عذاب کو دور کرنے کے لیے لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا جو راستہ اختیار کیا ہے یہ راستہ خود عذاب پر عذاب اور وبال در وبال اور ان عذابوں اور ان جیسے دوسرے وبالوں کا ذریعہ ہے۔

گویا کہ بیماری کا علاج خود ان اسباب میں تلاش کیا جارہا ہے جو اسباب خود پہلی بیماری کا سبب تھے یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ مریض کی بیماری کا علاج زہر کھلا کر کیا جائے، جس کے نتیجے میں وہ کل کا جاتا آج ہی چلا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں بے روزگاری اور مہنگائی میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے جس کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقے لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہے اور جب اس طبقے کو اپنی ضروریات پوری کرنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ملتا تو وہ قتل و غارت گری جیسے کاموں کو اپنی ضروریات کے پورا کرنے کا ذریعہ بنالیتا ہے۔

مگر یہ بہت بڑی غلط نہی ہے کیوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مہنگائی اور بے روزگاری وغیرہ جیسے عذاب خود بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں جن کو دور کرنے کے لیے خود اپنے آپ کو بدلنے اور اپنے اعمال کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

لہذا ہر شخص کو اپنی اصلاح کی فکر میں لگ جانا اور توبہ واستغفار کے ساتھ اللہ ربّ العزت سے دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مزید اس کے ساتھ محنت جذبہ اور لگن کے ساتھ رزق حلال کی کوشش کرنا چاہیے خواہ وہ محنت اور مزدوری کی شکل میں کیوں نہ ہو اور کام چوری و حرام خوری سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے کیوں کہ محنت کے ساتھ حاصل کیے ہوئے حلال رزق میں غیر معمولی برکت اور نورانیت ہوتی ہے وہ تھوڑا ہو کر بھی زیادہ اور بہت زیادہ سے زیادہ کفایت کرتا ہے۔

اور یہ کہ مال و دولت کی حرص ولالچ میں نہیں پڑنا چاہیے اور کسی دوسرے کے مال پر نظر نہیں کرنا چاہیے بلکہ دنیا کے معاملات میں اپنے سے چھوٹے لوگوں کو دیکھنا چاہیے جو اس سے بھی کم زور حالت میں زندگی بسر کررہے ہیں۔

اور اپنی خواہشات اور فضول خرچیوں میں کمی کرکے ضروریات کی حد تک اب اپنے اخراجات کو محدود سے محدود تر کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

ان جائز حلال اور صحیح تدابیر و اسباب کو چھوڑ کر اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرکے یا کسی کے مال پر ڈاکہ ڈال کر یا کسی کے معصوم بچے وغیرہ کو اغوا کر کے اپنی ضروریات پوری کرنے کا راستہ تلاش کرتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ یہ راستہ اسے ہرگز اپنی منزل تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ کسی کی آہیں اور بددعائیں اور مظلوم کے آنسو اس کو یا اس کے بیوی بچوں کو (جن کے لیے یہ سب کچھ کرتا ہے) ہمیشہ کے لیے اپاہج بنا سکتے ہیں اس کو اپنے بیوی بچوں کی نعمت سے محروم کرسکتے ہیں یا اس کو ایسے وبال اور دردناک عذاب میں مبتلا کرسکتے ہیں کہ جن کا اس کو آج تصور بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ مظلوم کی دعا کے قبول ہونے میں کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

اسی کے ساتھ ہر شخص کو قتل وغارت گری میں مبتلا اور اس کا شکار ہونے سے بچنے کے لیے حفاظتی انتظامات بھی اختیار کرنا چاہئیے تاکہ جان مال اور اولاد قاتلوں اور غاصبوں کی دسترس سے زیادہ سے زیادہ محفوظ رہ سکیں۔ جس میں فضول تعلقات بڑھانے ہرکس وناکس سے یاری دوستی کرنے اور بلا ضرورت گھر سے باہر گھومنے پھرنے اور جلدی سے کسی پر بھروسہ کرلینے اور اپنے مال و دولت کی نمود و نمائش کرنے جیسی چیزوں سے حفاظت بہت اہم ہے۔

اسی کے ساتھ دن رات کے اوقات اور گھر سے باہر نکلنے وغیرہ کی مسنون دعاؤں کا بھی اہتمام رکھنا چاہیے۔

بدقسمتی سے آج بہت سے لوگ محنت صبر اور توکل کا راستہ چھوڑ کر ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے کو کامیابی سمجھنے لگے ہیں حالانکہ حرام کی کمائی وقتی آسائش تو دے سکتی ہے مگر سکون برکت اور انجامِ خیر کبھی نہیں دے سکتی۔ ظلم سے حاصل ہونے والا مال بظاہر فائدہ دکھائی دیتا ہے لیکن وہ اپنے ساتھ بے شمار آہیں بددعائیں اور اللہ ربّ العزت کی ناراضگی بھی لے آتا ہے۔

اللہ ربّ العزت ہمارے معاشرے کو امن وامان اور رزقِ حلال کی فراوانی عطا فرمائے ہمیں ہر قسم کے ظلم فتنہ و فساد اور جرائم سے محفوظ رکھے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

# غزل

بائبل گیتا نہ قران سے ڈر لگتا ہے
ان پہ چھائے ہوئے بھگوان سے ڈر لگتا ہے

اپنا ارمان تجھے کیسے کہوں جان غزل
اب مجھے اپنے ہی ارمان سے ڈر لگتا ہے

کیا پتا کون سی صورت میں وصولیں گے، مجھے
یوں بڑے لوگوں کے احسان سے ڈر لگتا ہے

کیا قیامت کا زمانہ ہے جدھر بھی دیکھیں
امن انسان کو انسان سے ڈر لگتا ہے

منتشر خستہ و برباد ہے پھر بھی لیکن
کیوں یہودی کو مسلمان سے ڈر لگتا ہے

حیدری فیض ہے مظہر جو فقط دنیا میں
ظالم وقت کو ایران سے ڈر لگتا ہے


مظہر میاں مظہر
رام پوری
ریسرچ اسکالر شعبہ اردو روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی
پتہ: کھاری کواں جین انٹر کالج رامپور یوپی
موبائل: ۹۹۲۶۱۰۲۹۱۴


# غزل

اے غمِ عاشقی! اس طرح تو برباد نہ کر
دل کی اجڑی ہوئی بستی کو پھر آباد نہ کر

یوں ستم کر لیا تُم نے جو میرے دل پہ بہت
اب نیا اور کوئی بھی ستم ایجاد نہ کر

تیری آنکھوں کی طلب آج بھی باقی ہے مگر
اپنی نظروں سے مرے دل پہ تو بیداد نہ کر

تو نے جو زخم دیا اُن سب کو بھلا بیٹھا ہوں
گزرے اس وقت، اُس لمحے کو اور یاد نہ کر

سیکھ لے خوش تو اکیلا ہی رہنا اے ثمیرؔ
جا چکا جو بھی ہے اب اُس کی تو فریاد نہ کر


ثمیرؔ سعید کٹیہاری
متعلم؛ جامعہ امام ابنِ تیمیہ مشرقی چمپارن، بہار الہند

# مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی میں روح پرور محفل اور جلوس کا انعقاد

نیپال اردو ٹائمز
محمد رضوان احمد مصباحی

نیپال: مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی، راج گڑھ، بارہ دشی-۱، جھاپا میں بارہ ربیع الاول کی مناسبت سے نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا گیا، جس میں طلبہ، اساتذہ اور علاقے کے عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پورا ماحول عشق رسول ﷺ، ذکر سیرت اور درود و سلام کی صداؤں سے معمور رہا۔ بارہویں شب محفلِ میلاد کا انعقاد: بارہ ربیع الاول کی شب مدرسہ مظاہر العلوم میں ایک پروقار محفل کا اہتمام کیا گیا۔ محفل میں مدرسے کے طلبہ، اساتذہ، بزرگوں، نوجوانوں اور گاؤں کے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک سیرت، آپ ﷺ کی مکی و مدنی زندگی، اخلاق و کردار، دعوت و تبلیغ اور انسانیت کے لیے آپ ﷺ کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔ محفل کی ایک خاص بات یہ رہی کہ دس طلبہ نے نیپالی زبان میں سیرتِ طیبہ کے مختلف موضوعات پر لوگوں کے سامنے اظہار خیال کیا۔ بچوں نے حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت، مکی زندگی، مدنی زندگی، آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ اور امت کے لیے آپ ﷺ کی تعلیمات کو عام فہم انداز میں پیش کیا۔ طلبہ کی جانب سے نیپالی زبان میں سیرت رسول ﷺ کی یہ پیشکش عوام کے لیے خصوصی دلچسپی کا باعث بنی۔ چراغاں سے سجایا گیا مدرسہ اور گاؤں ۔ میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں مدرسہ، مسجد اور پورے گاؤں کو خوبصورت لائٹنگ اور مختلف آرائشی انتظامات سے سجایا گیا۔ رات کے وقت روشنیاں منظر کو مزید خوبصورت بنا رہی تھیں اور پورا علاقہ ایک روحانی و جشنِ میلاد کے ماحول میں نظر آرہا تھا۔ اہل علاقہ نے بھی اس موقع پر اپنے گھروں اور اطراف کے علاقوں کو سجایا، جس سے صفتہ بستی میں جشنِ میلاد النبی ﷺ کی خوشی اور عقیدت کا خوبصورت اظہار ہوا۔ وقت ولادت پر صلوٰۃ و سلام: بارہ ربیع الاول کی صبح حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی یاد میں صبح صادق کے وقت خصوصی طور پر صلوٰۃ و سلام کا اہتمام کیا گیا۔ عقیدت مندوں نے درود و سلام پڑھ کر آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ صبح کی اس روح پرور ساعت میں درود و سلام کی صداؤں نے پورے ماحول کو نورانی بنا دیا۔ طلبہ، اساتذہ اور اہل علاقہ نے انتہائی ادب و عقیدت کے ساتھ اس پروگرام میں شرکت کی۔

صبح آٹھ بجے جلوسِ محمدی ﷺ: صلوٰۃ و سلام اور دیگر پروگراموں کے بعد صبح تقریباً ۸ بجے مدرسہ مظاہر العلوم سے جلوسِ محمدی ﷺ نکالا گیا۔ جلوس میں مدرسے کے طلبہ و اساتذہ کے ساتھ ساتھ گاؤں کے بزرگ، نوجوان، بچے اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ جلوس میں شریک افراد محبت و عقیدت کے ساتھ نعتیہ کلام، درود و سلام اور ذکر رسول ﷺ کا اہتمام کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ جلوس کے باعث صفتہ بستی اور آس پاس کے علاقوں میں جشنِ میلاد النبی ﷺ کا روح پرور ماحول پیدا ہو گیا۔

مختلف علاقوں سے ہوتا ہوا مدرسے پہنچا جلوس: جلوس محمدی ﷺ مدرسہ مظاہر العلوم سے روانہ ہو کر دیکھلی باڑی، جتنا، بوٹا باڑی اور بھاگوڈوبا کے مختلف علاقوں سے گزرا۔ راستے میں لوگوں نے جلوس کا استقبال کیا اور شرکاء نے محبت و عقیدت کے ساتھ جشنِ میلاد کی خوشی کا اظہار کیا۔

جلوس میں بزرگوں کی شرکت اس بات کی علامت تھی کہ عشق رسول ﷺ نسل در نسل منتقل ہونے والی ایک مضبوط روحانی وابستگی ہے، جبکہ بچوں اور نوجوانوں کی بڑی تعداد نے اس پروگرام میں شریک ہو کر اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ اہتمام کیا گیا۔ ملک و ملت، علاقے، مدرسہ، طلبہ و اساتذہ اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے خیر و عافیت، امن و سلامتی، ترقی اور سربلندی کی دعائیں کی گئیں۔

اس موقع پر مدرسہ مظاہر العلوم کے ذمہ داران نے جلوس اور محفل میں شریک تمام افراد کا شکریہ ادا کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ نئی نسل کو سیرت مصطفیٰ ﷺ، اخلاق نبوی ﷺ اور محبت رسول ﷺ کی تعلیمات سے روشناس کرانے کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی میں منعقد ہونے والی یہ محفل اور جلوس محض جشن کا مظہر نہیں بلکہ نئی نسل تک سیرت مصطفیٰ ﷺ، اخلاق حسنہ، محبت، امن، بھائی چارے اور انسانیت کی خدمت کا پیغام پہنچانے کی ایک خوبصورت کوشش بھی تھی۔

خصوصاً دس طلبہ کی جانب سے نیپالی زبان میں سیرت رسول ﷺ پیش کرنا اس بات کی قابل ذکر مثال ہے کہ دینی تعلیمات اور سیرت نبوی ﷺ کا پیغام مقامی زبان میں عوام تک پہنچانے کی کوششیں بھی مؤثر انداز میں کی جارہی ہیں۔ مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی میں منعقدہ بارہ ربیع الاول کی یہ تقریبات اہل علاقہ کے لیے ایک یادگار موقع ثابت ہوئیں، جہاں بچوں سے لے کر بزرگوں تک سب نے محبت و عقیدت کے ساتھ شرکت کی اور درود و سلام، ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اور سیرت طیبہ کے پیغام سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین

# مرچوارِی نیپال میں جلوس محمدی نہایت ہی تزک احتشام کے ساتھ اختتام پذیر

روپندیہی مرچواری گاؤں پالیکا (نیپال اردو ٹائمز)

سرورِ کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی پر مسرت مناسبت سے گزشتہ روز مقامی دینی درسگاہ مدرسہ مدرسہ برکاتیہ نظام العلوم کے زیرِ اہتمام ایک التزام کے ساتھ عظیم الشان اور باوقار 'جلوسِ محمدی' کا انعقاد عمل میں آیا۔ صبح کی پہلی کرنوں کے ساتھ ہی مدرسے کا صحن عقیدت مندوں، اور طلباء سے لبریز ہو چکا تھا۔ پرچم اسلام کی بلندی، لبوں پر درود و سلام کی صداؤں اور فضا میں پھیلی نعتِ پاک کی گونج نے پورے علاقے کو روحانی و نورانی ماحول میں ڈھال دیا۔

جلوس کا پروقار آغاز اور نورانی سفر صبح ٹھیک ۸:۰۰ بجے مدرسے کے صحن میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں بنامِ پاک نعتِ شریف کے نذرانے پیش کرنے کے بعد جلوس کی باقاعدہ شروعات ہوئی۔ مدرسے کے باوقار اساتذہ کی سرپرستی میں جلوس نے اپنے طے شدہ راستوں کی جانب پیش قدمی کی۔ جلوس میں مدرسے کے چھوٹے چھوٹے معصوم طلباء سفید براق لباس، سروں پر سبز و سفید عمامے اور ہاتھوں میں مذہبی پرچم اٹھائے صف بستہ چل رہے تھے، جو دیکھنے والوں کے دل موہ رہے تھے۔ جلوس نے جن جن دیہاتوں اور بستیوں کا رخ کیا، وہاں کا ہر فرد آقا کی آمد کی خوشی میں سرشار نظر آیا: جلوس جب اس پہلی بستی نوڈیہواں میں داخل ہوا تو مقامی باشندوں نے سڑک کے دونوں جانب کھڑے ہو کر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ جوان اور بوڑھے سبھی نعرہ تکبیر و رسالت کی گونج میں شامل ہوتے گئے۔

پھلوریا گاؤں کی حدود میں داخل ہوتے ہی طلباء کی نعت خواں ٹیم نے اجتماعی آواز میں درودِ پاک پڑھنا شروع کیا، جس سے پورا ماحول عطر بیز ہو گیا۔ مقامی معززین نے علماء کرام کا پر خلوص استقبال کیا۔

خزہنی چوراہا پر شرکاءِ جلوس کا جذبہ اور نظم و ضبط دیدنی تھا۔ گاؤں کے متعدد افراد نے اپنے گھروں کے سامنے سے گزرتے جلوس پر گل پاشی کی اور جلوس کی صفوں میں شامل ہوئے۔

ڈوکڑی گاؤں میں پہنچ کر جلوس ایک عظیم سمندر کی شکل اختیار کر گیا۔ گرمی اور طویل راستے کے باوجود شرکاء کے جوش و خروش میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔ مقامی نوجوانوں نے شرکاء کے لیے پینے کے ٹھنڈے پانی اور مشروبات کے جگہ جگہ سٹال لگا رکھے تھے۔

ہردی گاؤں کی فضا "آمدِ مصطفیٰ... مرحبا مرحبا" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ بستی کے لوگوں نے اخوت اور محبت کی بہترین مثال قائم کرتے ہوئے جلوس کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔

علاقے کا مرکزی مقام ہونے کی وجہ سے مرچواری پہنچنے پر جلوس ایک عظیم الشان عوامی اجتماع کا منظر پیش کرنے لگا۔ ہر طرف اسلامی پرچم لہراتے نظر آئے اور عیدِ ملاد النبی ﷺ کی خوشی اپنے عروج پر دکھائی دی۔

تمام مقررہ بستیوں اور دیہاتوں کی سیر کے بعد، ٦ گھنٹے پر محیط یہ ایمان افروز اور پرامن جلوس دوپہر ٹھیک ۲:۰۰ بجے واپس اپنے مدرسہ پر پہنچ کر اختتام پذیر ہوا۔

رات میں مدرسے کے صحن میں ایک پروقار پروگرام بنا جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت پوری انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجی گئی ہے۔ جلوسِ محمدی کا مقصد دنیا کو امن، محبت، بھائی چارے اور سیرتِ نبوی ﷺ کے روشن اصولوں سے روشناس کرانا ہے۔"

پروگرام کے اختتام پر ملک و ملت کی سلامتی، امن و امان، اتحادِ باہمی اور مدرسے کی مزید تعلیمی ترقی و استحکام کے لیے رقت انگیز دعا مانگی گئی۔ بعد ازاں، تمام شرکاء، مہمانوں اور علاقائی عوام میں تبرک و لنگر تقسیم کیا گیا۔

محمد حسن سراقہ رضوی
بھیرہواں نیپال

# میلاد مصطفیٰ ﷺ اور سیرت طیبہ کا روشن پیغام

*رشحات قلم:

## سرفراز احمد قادری امجدی

*قسط اول: میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور ولادتِ باسعادت*

تاریخ عالم کے بے شمار واقعات میں سب سے زیادہ مبارک اور مسعود واقعہ وہ ہے جب مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر سرور کون و مکاں، رحمت عالم اور نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی آمد پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور رحمت ہے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے جہالت کے اندھیرے چھٹے، ایمان و ہدایت کا نور عام ہوا، ظلم و جبر کے نظام کو شکست ہوئی اور انسان کو اس کے رب کی معرفت اور زندگی گزارنے کا صحیح راستہ ملا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

ترجمہ کنزالایمان:
اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

جب آپ ﷺ کی ذات اقدس خود رحمت للعالمین ہے تو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت یقیناً پوری انسانیت کے لیے عظیم نعمت اور رحمت کا دن ہے۔ اسی لیے اہل ایمان ربیع الاول کی آمد پر اپنے دلوں میں خوشی محسوس کرتے ہیں، درود و سلام پڑھتے ہیں، سیرت و فضائل بیان کرتے ہیں اور اپنے آقا و مولا ﷺ کی بارگاہ میں محبت و عقیدت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

### * ولادت باسعادت *

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ ﷺ کی ولادت نے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو کمال تک پہنچایا اور آپ ﷺ کو خاتم النبیین کے منصب سے سرفراز فرمایا۔

آپ ﷺ کا اسم مبارک زمین پر محمد اور آسمان پر احمد ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے بھی اہل کتاب آپ ﷺ کی آمد کی بشارتوں سے واقف تھے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری سے عالم انسانیت میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔

آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر متعدد غیر معمولی واقعات کا ذکر سیرت و تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ فارس کے بادشاہ کسریٰ کے محل کے بعض کنگروں کے گرنے، فارس کے آتش کدے کے بجھنے اور بعض دیگر عجیب واقعات کا ذکر بھی روایات میں موجود ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ولادت کے وقت نور ظاہر ہونے کی روایات بھی منقول ہیں۔

یہ واقعات اس عظیم حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دنیا میں ایک ایسی مقدس ہستی تشریف لارہی تھی جس کی آمد سے تاریخ کا رخ بدلنے والا تھا۔

### ولادت مصطفیٰ ﷺ اور دنیا کا انقلاب

حضور رحمت عالم ﷺ کی تشریف آوری سے انسانیت کو عزت ملی۔ ظلم و جبر کے بجائے عدل و انصاف کا تصور مضبوط ہوا۔ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی۔ عورتوں کو حقوق عطا ہوئے۔ یتیموں، مسکینوں، کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کی خبر گیری کا حکم دیا گیا۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم کا خاتمہ ہوا اور معاشرے کو اخلاق و کردار کی بنیاد پر تعمیر کیا گیا۔

آپ ﷺ نے انسان کو بتایا کہ اصل فضیلت مال و دولت، رنگ و نسل اور خاندان میں نہیں بلکہ تقویٰ اور نیک کردار میں ہے۔ آپ ﷺ نے توحید کا پیغام دیا، شرک و باطل کا خاتمہ کیا اور انسان کو اس کے حقیقی خالق سے جوڑا۔

اسی لیے آپ ﷺ کی ولادت صرف ایک فرد کی ولادت نہیں بلکہ ہدایت کے ایک عظیم دور کا آغاز تھی۔

### * ولادت کی خوشی کیوں؟ *

اسلام انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر خوش ہونے اور ان کا شکر ادا کرنے سے نہیں روکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور رحمت ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار محبت اور شکر کا ایک جائز ذریعہ ہے، بشرطیکہ اس خوشی کے اظہار میں کوئی ناجائز یا خلاف شرع کام شامل نہ ہو۔

اسی بنیاد پر اہل سنت کے نزدیک میلاد شریف کی محافل منعقد کرنا، ذکر ولادت کرنا، نعت و درود پڑھنا، سیرت بیان کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، حسب استطاعت چراغاں کرنا اور جائز طریقے سے خوشی کا اظہار کرنا مستحسن امور میں سے ہے۔

### میلاد صرف خوشی کا نام نہیں *

یہاں ایک اہم بات سمجھنے کی ہے کہ میلاد منانے کا مقصد صرف ایک دن خوشی منانا نہیں بلکہ اس عظیم ہستی کی آمد کو یاد کرنا ہے جن کی پوری زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ کنزالایمان:
بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

لہٰذا حقیقی محبت یہ ہے کہ میلاد کی محفل میں حضور ﷺ کا ذکر کرنے کے ساتھ آپ ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگی میں بھی جگہ دی جائے۔ نمازوں کی پابندی ہو، معاملات میں سچائی ہو، والدین کا ادب ہو، رشتہ داروں سے حسن سلوک ہو، پڑوسیوں کے حقوق ادا کیے جائیں، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کی جائے اور ہر معاملے میں شریعت و سنت کو مقدم رکھا جائے۔ محفل چند گھنٹوں کی ہوتی ہے لیکن سیرت پوری زندگی کے لیے ہے۔

چراغاں چند دن کا ہوتا ہے لیکن دل میں محبت مصطفیٰ ﷺ کا چراغ ہمیشہ روشن رہنا چاہیے۔

### * میلاد محبت کا اظہار ہے *

عاشق رسول ﷺ کے لیے ربیع الاول صرف ایک مہینہ نہیں بلکہ یاد مصطفیٰ ﷺ کا موسم ہے۔ اس مہینے میں درود و سلام کی کثرت، سیرت طیبہ کا مطالعہ، نعت رسول ﷺ، صدقات و خیرات اور محافل ذکر و میلاد کے ذریعے محبت رسول ﷺ کا اظہار کیا جاتا ہے۔

لیکن اس محبت کی سب سے خوبصورت تکمیل اتباع سنت ہے۔ اگر میلاد کے بعد ایک مسلمان کی نماز درست ہو جائے، معاملات پاکیزہ ہو جائیں، زبان جھوٹ اور غیبت سے محفوظ ہو جائے، والدین خوش ہو جائیں، کسی غریب کی مدد ہو جائے اور زندگی میں سنت رسول ﷺ کا کوئی نیا عمل شامل ہو جائے تو یہی میلاد کے پیغام کا حقیقی ثمر ہے۔

*پس میلاد مصطفیٰ ﷺ ہمیں محبت بھی سکھاتا ہے، تعظیم بھی اور عمل بھی۔*

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کریم ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے، آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر بجالانے اور آپ ﷺ کی سنتوں پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

### نوٹ:

اگلی قسط میں میلاد النبی ﷺ منانے کی شرعی حیثیت، اس کے جواز و استحباب کے دلائل، قرآن و حدیث سے رہنمائی، میلاد کے جائز طریقے اور اس سلسلے میں اکابر اہل سنت کے ارشادات بیان کیے جائیں گے۔

*بانی و صدر محبوب الاولیاء فاؤنڈیشن لہوریا شریف ضلع سیتامڑھی بہار*
*خطیب و امام، سنی حنفی بریلوی جامع مسجد پرسواڑا، ضلع بالاگھاٹ، ایم پی*
واٹس ایپ نمبر: ۹۳۳۶۷۷۵۶۴۱

# بارہ ربیع الاول اور جلوسِ محمدی کے تقاضے

*کالم نگار: محمد فداء المصطفیٰ قادری *پی جی ریسرچ اسکالر: دار الہدیٰ اسلامک یونیورسٹی۔ کیرلا

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتِ مسلمہ کے لیے ایک عظیم نعمت اور اعزاز ہے اور جلوسِ محمدی میں شرکت کے ذریعے مسلمان اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ جلوس ہمیں اس بات کا احساس بھی دلاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت رکھتے ہیں، آپ کی تعلیمات پر کس حد تک عمل پیرا ہیں اور آپ کی سیرتِ طیبہ کو اپنی عملی زندگی میں کس قدر اپنائے ہوئے ہیں۔ تاہم اس محبت کا تقاضا صرف جلوس میں شرکت یا خوشی کے اظہار تک محدود نہیں، بلکہ اصل مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ طرزِ زندگی، اخلاق، معاملات، دیانت داری اور حسنِ کردار کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کا عہد کریں، کیونکہ جب ہماری عملی زندگی سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عکاس ہو گی تو ہی ہمارا جشنِ میلاد حقیقی معنوں میں بامقصد اور کامیاب قرار پائے گا۔

اسی کے ساتھ جلوسِ محمدی میں شریک ہر فرد کو وقار، ادب اور حسنِ اخلاق کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ کسی کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو، کسی کو زبانی یا عملی طور پر تکلیف نہ پہنچائی جائے اور ہر شخص کے ساتھ نرمی، محبت اور خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے، کیونکہ حسنِ اخلاق ہی وہ عظیم وصف ہے جس کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں کو فتح فرمایا۔ جلوس کے دوران غیر ضروری شور و شرابے، اشتعال انگیز نعرے بازی اور ایسے تمام اعمال سے اجتناب ضروری ہے جن سے ماحول خراب ہو یا دوسروں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ موجودہ حالات ہم سے خاص طور پر میانہ روی، صبر، تحمل اور نظم و ضبط کا تقاضا کرتے ہیں، اس لیے ہمیں ہر ایسے عمل سے بچنا چاہیے جو کسی بھی قسم کی بد نظمی، کشیدگی یا ناخوشگوار صورتِ حال کا سبب بنے۔

اسی طرح ڈی جے، بینڈ باجے اور لاؤڈ اسپیکر کے غیر ضروری اور بلند استعمال سے بھی گریز کیا جائے۔ نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی جائے، خوشی کا اظہار کیا جائے اور محبتِ رسول کا پیغام عام کیا جائے، لیکن ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی کو ملحوظ رکھا جائے۔ غلو اور حد سے تجاوز سے بچنا نہایت ضروری ہے، تاکہ جشنِ میلاد کا ماحول باوقار، پُرامن اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کے مطابق رہے۔

اس کے لیے مناسب انتظام و انصرام بھی ضروری ہے۔ جس علاقے میں جلوسِ محمدی نکالا جائے، وہاں کم از کم آٹھ سے دس ذمہ دار رضاکار مقرر کیے جائیں جو جلوس کو ابتدا سے اختتام تک منظم رکھنے کی ذمہ داری ادا کریں اور آگے، پیچھے اور دونوں اطراف مناسب نگرانی کا انتظام رکھیں، تاکہ بد نظمی، دھکم پیل یا کسی بھی ناخوشگوار صورتِ حال سے بروقت بچا جا سکے۔

اس موقع پر نئی نسل کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ علماءِ کرام، ائمہ اور والدین اپنے بچوں اور طلبہ کو سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کرائیں، انہیں اچھی اور باادب نعتیں سکھائیں اور ان کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت پیدا کریں، تاکہ وہ محبتِ رسول کے ساتھ آپ کی تعلیمات اور اخلاق کو بھی اپنی زندگی میں اختیار کرنے والے بنیں۔ اسی طرح اگر جلوس کے دوران کھانے پینے کا انتظام کیا جائے تو اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ کھانا، پانی، شربت یا دیگر اشیاء ضائع نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾ یعنی "کھاؤ اور پیو، اور اسراف نہ کرو۔" لہٰذا ضرورت کے مطابق اشیاء تقسیم کی جائیں اور بچ جانے والی چیزوں کو ضائع کرنے کے بجائے ضرورت مندوں تک پہنچایا جائے۔

سب سے بڑھ کر ہمیں یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہم جشنِ میلاد کیوں منا رہے ہیں اور اس کا حقیقی مقصد کیا ہے۔ اسے صرف ایک رسمی جلوس، نعرے یا وقتی خوشی تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ یہ موقع ہمیں اپنی زندگی کا جائزہ لینے اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کردار و عمل میں نافذ کرنے کی ترغیب دینا چاہیے۔ ہماری زبان محبتِ رسول کا اظہار کرے، ہماری محفلیں محبتِ رسول کا پیغام دیں اور ہماری عملی زندگی بھی اسی محبت کی گواہی دے۔

حقیقت یہ ہے کہ جلوسِ محمدی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے، لیکن اس محبت کا اصل تقاضا یہ ہے کہ ہم اسے وقار، ادب، نظم، اعتدال، صبر اور حسنِ اخلاق کے ساتھ منائیں۔ اگر ہم ان تمام امور کا خیال رکھیں تو ہمارا جلوس نہ صرف پُرامن اور بابرکت ہو گا بلکہ دوسروں کے لیے بھی ایک روشن مثال بن جائے گا کہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باوقار اور مثبت اظہار کس طرح کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے، آپ کی سیرتِ طیبہ کو اپنی زندگی میں اپنانے کی توفیق دے اور ہمارے تمام دینی اجتماعات کو امن، اتحاد، ادب اور خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔
آمین یارب العالمین۔

# نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی

:ابن اشرف
متعلم: مظاہر علوم سہارنپور

نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لئے جو دین بھیجا وہ جس طرح ہماری انفرادی زندگی کا دین ہے اسی طرح ہماری اجتماعی زندگی کا بھی دین ہے جس طرح وہ عبادت کے طریقے بتاتا ہے اسی طرح وہ سیاست کے آئین بھی سکھاتا ہے اور جتنا تعلق اِس کا مسجد سے ہے اُتنا ہی تعلق اِس کا حکومت سے بھی ہے۔ اس دین کو ہمارے نبی ﷺ نے لوگوں کو بتایا اور سکھایا بھی اور ایک وسیع ملک کے اندر اس کو عملا جاری و نافذ بھی کر دیا۔ اس وجہ سے حضور کی زندگی جس طرح بحیثیت ایک مزکّی نفوس اور ایک معلمِ اخلاق کے ہمارے لئے اُسوہ اور نمونہ ہے اسی طرح بحیثیت ایک ماہر سیاست کے بھی اُسوہ اور مثال ہے۔

جب ہم آپ کے حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ ﷺ کی زندگی کے تمام نشیب و فراز ایک ہی سیرت میں یکجا مکمل پاتے ہیں اور وہ ہمارے لئے قابل اتباع و تقلید ہیں اور اللہ کا یہ احسان اُعظم ہے کہ اس نے بندوں کی ہدایت کے لئے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جب آقائے نامدار کو مبعوث کیا گیا تو اُس وقت دنیا تاریکی، جہالت، ابتری وذلت کے انتہائی پر آشوب دور سے گزر رہی تھی۔ یونانی فلسفہ اپنی ناپائیدار اقدار کا ماتم کر رہا تھا۔ رومی سلطنت روبہ زوال تھی، ایران و چین اپنی اپنی ثقافت وتمدن کو خانہ جنگی کے ہاتھوں رسوا ہوتے دیکھ رہے تھے۔ ہندوستان میں آریہ قبائل اور گوتم بدھ کی تحریک آخری ہچکیاں لے رہی تھی۔ ترکستان اور حبشہ میں بھی ساری دنیا کی طرح اخلاقی پستی کا دور دورہ تھا۔

اور عرب کی حالت زار تو اس سے بھی دگرگوں تھی، سیاسی تہذیب وتمدن کا تو شعور ہی نہ تھا عرب وحدت و مرکزیت سے آشنا نہیں تھے، وہاں ہمیشہ لاقانونیت، باہمی جنگ وجدل کا دور دورہ رہا۔ ایک خاص بدویانہ حالت پر صدیوں تک زندگی گزارتے گزارتے ان کا مزاج نراجیت پسند کے لئے اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ ان کے اندر وحدت و مرکزیت پیدا کرنا ایک امر محال تھا، خود قرآن نے ان کو «قوما لدا» کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس کے معنٰی جھگڑالو قوم کے ہیں اور ان کی وحدت و تنظیم کے بارے میں فرمایا ہے کہ «لو أنفقت ما في الأرض جميعا ما ألفت بين قلوبهم» (الأنفال ۸:۶۲)۔

نبی کریم ﷺ نے ۲۳ برس کی قلیل مدت میں اپنی تعلیم و تبلیغ سے اس قوم کے مختلف عناصر کو اس طرح جوڑ دیا کہ یہ پوری قوم ایک بنیانِ مرصوص بن گئی۔ یہ صرف متحد اور منظم ہی نہیں ہو گئی بلکہ اس کے اندر صدیوں کے پرورش پائے ہوئے اسباب نزاع و اختلاف بھی ایک ایک کر کے دور ہو گئے_ یہ صرف اپنی ظاہر ہی میں متحد و مربوط نہیں ہو گئی بلکہ اپنے باطنی عقائد و نظریات میں بھی ہم آہنگ اور ہم رنگ ہو گئی_ یہ صرف خود ہی منظم نہیں ہو گئی بلکہ اس نے پوری انسانیت کو بھی اتحاد و تنظیم کا پیغام دیا اور اس کے اندر حکم و اطاعت دونوں چیزوں کی ایسی اعلی صلاحیتیں ابھر آئیں کہ صرف استعارے کی زبان میں نہیں بلکہ واقعات کی زبان میں یہ قوم شُتر بانی سے جہاں بانی کے مقام پر پہنچ گئی_ اور اس نے بلا استثنٰی دنیا کی ساری قوموں کو سیاست اور جہاں بانی کا درس دیا۔ حضورؐ نے اپنی سیاسی زندگی سے دنیا کو یہ درس دیا کہ ایمانداری اور سچائی جس طرح انفرادی زندگی کی بنیادی اخلاقیات میں سے ہے، اسی طرح اجتماعی اور سیاسی زندگی کے لوازمات میں سے بھی ہے، بلکہ آپؐ نے ایک عام شخص کے جھوٹ کے مقابل میں ایک صاحبِ اقتدار اور ایک بادشاہ کے جھوٹ کو کہیں زیادہ سنگین قرار دیا ہے__ آپؐ کی پوری سیاسی زندگی ہمارے سامنے ہے_ اس سیاسی زندگی میں وہ تمام مراحل آپؐ کو پیش آئے ہیں جن کے پیش آنے کی ایک سیاسی زندگی میں توقع کی جا سکتی ہے_ آپؐ نے ایک طویل عرصہ نہایت مظلومیت کی حالت میں گزارا اور پھر کم و بیش اتنا ہی عرصہ آپؐ نے اقتدار و سلطنت کا گزارا_ اس دوران میں آپؐ کو حریفوں اور حلیفوں دونوں سے مختلف قسم کے سیاسی اور تجارتی معاہدے کرنے پڑے، دشمنوں سے متعدد جنگیں کرنی پڑیں، عہد شکنی کرنے والوں کے خلاف جوابی اقدامات کرنے پڑے، آس پاس کی حکومتوں کے وفود سے سیاسی گفتگوئیں کرنی پڑیں۔

یہ سارے کام آپؐ نے انجام دیے لیکن دوست اور دشمن ہر شخص کو اس بات کا اعتراف ہے کہ آپؐ نے کبھی کوئی جھوٹا وعدہ نہیں کیا، کسی معاہدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کی، حلیفوں کے نازک سے نازک حالات میں بھی ساتھ دیا اور دشمنوں کے ساتھ بدتر سے بدتر حالات میں بھی انصاف کیا۔ اگر آپؐ دنیا کے مدبرین اور اہل سیاست کو اس کسوٹی پر جانچیں تو مَیں پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ محمدؐ کے سوا کسی کو بھی اس کسوٹی پر کھرا نہ پائیں گے۔

اہل سیاست کے لئے طمطراق بھی سیاست کے لوازمات میں سے سمجھا جاتا ہے۔ جو لوگ عوام کو ایک نظام میں پرونے اور ایک نظم کے تحت منظم کرنا چاہتے ہیں وہ بہت سی باتیں اپنوں اور بیگانوں میں اپنی سطوت جمانے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ اگر وہ یہ باتیں نہ اختیار کریں گے تو سیاست کے جو تقاضے ہیں وہ اُنہیں پورا کرنے سے قاصر رہ جائیں گے۔ اس مقصد کے لئے جب وہ نکلتے ہیں تو ان کے نعرے بلند کرائے جاتے ہیں، ان کی شان میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں، ان کو سلامیاں دی جاتی ہیں اور جب وہ سڑک پر نکلنے والے ہوتے ہیں تو وہ سڑک دوسروں کے لئے بند کر دی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے نبی ﷺ اس اعتبار سے بھی دنیا کے تمام اہلِ سیاست سے الگ رہے۔ جب آپ اپنے صحابہؓ میں چلتے تو کوشش کرتے کہ سب کے پیچھے چلیں، مجلس میں تشریف رکھتے تو اس طرح گھل مل کر بیٹھتے کہ یہ امتیاز کرنا مشکل ہوتا کہ محمدؐ کون ہے؟ آپ جو لباس دن میں زیب تن کرتے اسی میں شب میں آرام فرماتے اور صبح کو وہی لباس پہنے ہوئے وفودوں سے مسجد نبویؐ کے فرش پر ملاقاتیں فرما کے تمام اہم سیاسی امور کے فیصلے فرماتے۔

آخر میں ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ نبیؐ کا اصل مقام و مرتبہ یہ ہے کہ آپؐ نبیِ خاتم اور پیغمبر عالم ہیں۔ سیاست اور تدبر اس مرتبۂ بلند کا ایک ادنی شعبہ ہے۔ نبوت و رسالت ایک عظیم عطیہ الٰہی ہے۔ جب اللہ یہ اپنے کسی بندے کو بخشتا ہے تو وہ سب کچھ اس کو بخش دیتا ہے، جو اس دنیا میں بخشا جا سکتا ہے۔ پھر حضورؐ تو صرف نبی ہی نہیں تھے بلکہ خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں، صرف رسول ہی نہیں تھے بلکہ سید المرسلین ہیں، صرف اہل عرب کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور یہ بھی ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ آپؐ کسی دینِ رہبانیت کے داعی بن کر نہیں آئے، بلکہ ایک ایسے دین کے داعی تھے جو روح اور جسم دونوں پر حاوی، دنیا اور آخرت دونوں کی حسنات کا ضامن تھا۔ جب صورت حال یہ ہے تو بظاہر ہے کہ حضورؐ سے بڑا سیاست دان اور مدبر کون ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ چیز آپؐ کا اصلی کمال نہیں بلکہ آپؐ کے فضائل و کمالات کا محض ایک ادنیٰ شعبہ ہے۔

جشنِ میلاد کی برکت سے فضا شاد ہوئی
زندگی درد کی زنجیر سے آزاد ہوئی

استعارہ ہے تجلی کا یہ میلادِ نبی
سوچئے کتنی مقدس شبِ میلاد ہوئی

دشتِ ہستی میں کھلے کیف و لطافت کے گلِ
فضلِ مولیٰ کا ہوا، غیب سے امداد ہوئی

بچیاں زندہ نہ در گور ہوئیں ان کے بعد
یعنی مقبول در مولیٰ پہ فریاد ہوئی

باغ ہستی میں اتر آیا بہاروں کا سماں
خار زارِ دلِ انساں بھی گل آباد ہوئی

ان کی آمد سے اخوت کو ملا اوج و کمال
ٹھوس انسانی مساوات کی بنیاد ہوئی

نور پھیلا تو اندھیروں کا نشاں تک نہ رہا
صبحِ امید کی دنیا نئی ایجاد ہوئی

ان کے اخلاق کو قرآں نے کہا خلق عظیم
ان کے اطوار سے دنیا نئی آباد ہوئی

غم کے افسانے کی بدلی ہے مکمل روداد
غم کی بنیاد جو تھی، وہ سبھی برباد ہوئی

پھیلا توحید کا ہر سمت اجالا ممتاز
دور دنیا سے سبھی ظلمت الحاد ہوئی

ممتاز قادری نانپوری

# محسن اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دشمنوں سے حسن سلوک

## *ازقلم: محمد قمرالزماں نوری مصباحی راج محلی*

اللہ رب العزت کے بعد سب سے بالا واعلیٰ، بزرگ و برتر، حبیب کبریا، امام الانبیاء، باعثِ تخلیق ہر جزو کل، محسن کائنات مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال شخصیت پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں، مقالات اور مضامین سپردِ قلم کئے گئے اور کئے جارہے ہیں نیز آنے والی صبح قیامت تک لکھے جاتے رہیں گے۔۔۔ شعراء نے قصائد اور نعتوں کے ذریعہ محسن اعظم ﷺ سے محبت کے اظہار کو باعثِ سعادت و سرفرازی سمجھا مگر سچ اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔۔۔ اور حق ادا بھی کیسے ہو؟ محسن اعظم کی عظمت ورفعت اللہ رب العزت کا ایسا عطیہ ہے جو انسان کے تصور سے ماورا ہے۔۔۔ عاجز ہو کر انسان کو یہی کہنا پڑتا ہے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ﷺ کے اوصافِ جمیلہ، خلق عظیم، حسن کردار اور مبارک تعلیمات کا تذکرہ قرآن مجید نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے اور آپ ﷺ کے اخلاق کو عظیم فرمایا، اور فرمایا: حضور ﷺ کا خلق قرآن ہے۔ *" وإنك لعلى خلق عظيم "* اور بے شک تمہاری خوبی بڑی شان کی ہے۔ (سورۂ قلم، آیت: ۴)

معلوم ہوا کہ کوئی بھی حضور ﷺ کے اخلاق اور اوصاف کو کما حقہ بیان نہیں کر سکتا۔ عاشق رسول، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری۔
حیراں ہوں میرے شاہ، میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا۔
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اتنے محاسن وکمالات سے نوازا جو دوسروں کے حصے میں نہیں اس لیے کونین کا سردار بنایا اور سارے عالم کے لیے رحمت چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: *" وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین "* " یہی وجہ تھی کہ یہاں پر اپنے اور پرائے، دوست اور دشمن کی دستگیری ہو جایا کرتی تھی، بلاامتیاز رنگ و نسل سب پر یکساں نظر فرماتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں پہنچ کر سکون حاصل کرتے، اپنے تو اپنے غیروں کو بھی دامن رحمت میں چھپا لیتے، یہی سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا عظیم خاصہ ہے اور یہی خلق عظیم کا بہترین نمونہ ہے، آپ لوگوں نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ بعض لوگ اپنی ذاتی مفاد کی خاطر لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور لوگوں کی غم خواری کا دعویٰ کرتے ہیں یہ خوش اخلاقی نہیں بلکہ خود غرضی ہے، بعض لوگ کسی کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ الفت ومحبت سے پیش آتے ہیں، مگر قسم ہے رب ذوالجلال کی خلق عظیم کا کامل و اکمل نمونہ تمہیں صرف ایک ذات میں ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خیر خواہی کسی ذاتی غرض کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ ان کا دامن رحمت اپنے اور غیروں کے لیے بلاکسی لالچ اور غرض کے پھیلا ہوا ہے.

ذیل میں احادیث کریمہ اور سیرتِ رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں پیکر رحمت، نبی رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دامن کرم کی جھلکیاں پیش کی جارہی ہیں.

*غیر مسلموں سے محسن اعظم ﷺ کا حسن سلوک:*

رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلم رعایا کے جان و مال اور مذہب کے حفاظت کی مکمل ذمہ داری لی ہے۔۔۔ اور ان کے حقوق و مفادات کی پوری طرح نگہداشت فرمائی، فتح مکہ کے بعد رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ نجران کے عیسائیوں اور ہمسایہ حکومتوں سے کہو کہ ان کے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر کا وعدہ بالکل برحق ہے۔۔۔ حاضر و غیر حاضر سب بے فکر رہیں کہ ان کے عقیدے اور عبادات میں کسی قسم کی مداخلت جائے گی نہ ہی ان کے حقوق و مفادات میں کوئی تبدیلی ہوگی، کسی پر کسی قسم کا ظلم روا نہیں ہوگا۔۔۔ نہ ہی مجاہدین کی ضرویات کے لیے ان سے کسی چیز کا مطالبہ کیا جائے گا۔۔۔ بتاؤ ذرا مسلمانوں کیا دنیا کی تاریخ اس حسن سلوک اور مذہبی رواداری کی مثال پیش کر سکتی ہے۔

ثمامہ بن اثال یمامہ کا رہنے والا تھا اور قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک بااثر رئیس تھا۔۔۔ وہ اسلام کی عداوت اور دشمنی میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہمیشہ بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے درپے رہتا، اس کے ساتھ محسن اعظم ﷺ کے حسن سلوک کا ایک حدیث ملاحظہ ہو!۔

محسن اعظم ﷺ نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے (جو تعداد میں تیس تھے) یہ لوگ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا پکڑ کر لائے، انہوں نے اسے مسجد کے ایک ستون میں باندھ دیا، محسن اعظم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ (رہائی کے بعد) وہ مسجد نبوی ﷺ سے قریب ایک کھجور کے باغ تک گئے اور وہاں غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا *" أشهد أن لا إله إلا الله و أن محمدا رسول الله "* میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے سچے رسول ہیں (بخاری شریف، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر: ۴۶۲)

وہ کیا چیز تھی جس نے ثمامہ کا دل جیت لیا، اس کی آنکھیں کھول دیں اور اس کو یکسر تبدیل کر دیا، یہ محسن اعظم ﷺ کا حسن سلوک ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عفو و درگزر کا بے نظیر نمونہ ہی تھا۔

حضرت انس بن مالک نے کہا کہ ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زہر ملا ہوا بکری کا گوشت لائی، آپ نے اس میں سے کچھ کھایا (لیکن فوراً ہی فرمایا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے) پھر جب اسے لایا گیا (اور اس نے زہر ڈالنے کا اقرار بھی کر لیا) تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے، لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔۔۔ اور اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ حضور ﷺ کے تالو میں محسوس کیا۔ (بخاری شریف، کتاب: ہبہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر: ۲۶۱۷)

جب مرض الموت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری سانس لے رہے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! میں اب تک اس زہر کی اذیت محسوس کرتا ہوں جو مجھے یہودیوں نے دیا تھا اور اب بھی میرے جسم میں اس زہر کی جلن اور کٹاؤ کی کیفیت ہے۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی، باب: مرض النبی ﷺ)

حضور ﷺ اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا کرتے تھے، جس زہر نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری زندگی تکلیف دی، آپ کا حسن سلوک دیکھیں کہ آپ نے اس عورت کو بھی معاف کر دیا۔

جب محسن اعظم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو یہ لوگ آپ ﷺ کے جانی دشمن بن گئے، ہر طرح سے آپ کو اذیت دی گئی اور آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا عفو و درگزر کا سلوک کیا آپ قارئین مزید ملاحظہ فرمائیں!۔

جب رسول کریم ﷺ نے تبلیغ کی خاطر طائف کا سفر کیا، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف تشریف لے گئے، وہاں آپ نے دس دن قیام فرمایا اور شہر کے بہت سے رؤسا سے ملاقاتیں کیں مگر سب نے انکار کر دیا اور آپ کی ہنسی اڑائی اور شہر کے رئیس اعظم عبد یالیل نے نے تو شہر کے آوارہ آدمی آپ کے پیچھے لگا دیئے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہر طائف سے نکلے تو یہ آوارہ شور کرتے ہوئے آپ کے پیچھے ہو گئے اور آپ پر پتھر برسانا شروع کر دیئے جس سے آپ ﷺ کا بدن مبارک خون میں تربتر ہو گیا اور کچھ دور تک آپ پر پتھر برساتے رہے۔

ایسے ظلم پر خدائے تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا، اس نے عرض کیا! اگر ارشاد ہو تو یہ دونوں پہاڑ ان لوگوں پر گرا کر ان کا خاتمہ کر دوں۔۔۔ اب ان کی قسمت کا فیصلہ خدا کے اس پیار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں تھا، لیکن آپ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں، مجھے امید ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ انہی میں سے وہ لوگ بھی پیدا کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔

اس واقعہ میں دشمنوں سے حسن سلوک کا کتنا شاندار نمونہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر فرشتے حکم بجا لانے کو تیار ہیں اور آپ کے حکم کے منتظر ہیں لیکن آپ نے لہولہان ہوتے ہوئے بھی ان بدبخت دشمنوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی اجازت نہیں دی۔

*محسن اعظم ﷺ کی رحمت عامہ:*

حضور اقدس ﷺ نے فتح مکہ کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح مبین کی خوشخبری سنانے کے لیے مدینہ بھیج دیا تھا۔۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یہ خوشخبری لے کر جب مدینہ منورہ پہنچے تو تمام اہلِ مدینہ جوش مسرت کے ساتھ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کے انتظار میں بے قرار رہنے لگے اور جب تشریف آوری کی خبر پہنچی تو اہلِ مدینہ نے آگے بڑھ کر مقام روحاء پر آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ (ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ نمبر: ۶۴۳)

کفار مکہ جب اسیران جنگ لے کر مدینہ میں آئے تو ان کو دیکھنے کے لیے بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا اور لوگ ان کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ بولتے رہے۔۔۔ محسن اعظم، رحمت دوعالم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت بی بی سودہ رضی اللہ عنہا ان قیدیوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لائیں اور یہ دیکھا کہ ان قیدیوں میں ان کے قریشی رشتے دار سہیل بھی ہیں تو وہ بے ساختہ بول اٹھیں کہ اے سہیل تم نے عورتوں کی طرح بیڑیاں پہن لیں، تم سے یہ نہ ہو سکا کہ بہادر مردوں کی طرح لڑتے ہوئے قتل ہو جاتے۔ (سیرتِ ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ نمبر: ۶۴۶)

ان قیدیوں کو محسن اعظم، رحمت دوعالم ﷺ نے صحابہ میں تقسیم فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ ان قیدیوں کو آرام سے رکھا جائے، چنانچہ دو دو چار چار قیدی صحابہ کے گھروں میں رہنے لگے اور صحابہ نے ان لوگوں کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا کہ ان لوگوں کو گوشت روٹی حسبِ مقدور بہترین کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوریں کھا کر رہ جاتے تھے۔۔۔ قیدیوں میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس کے بدن پر کرتا نہیں تھا، لیکن وہ اتنے لمبے قد کے آدمی تھے کہ کسی کا کرتا ان کے بدن پر ٹھیک نہیں اترتا تھا، عبد اللہ بن ابی (منافقین کا سردار) چونکہ قد میں ان کے برابر تھا اس لیے اس نے اپنا کرتا ان کو پہنا دیا۔۔۔ بخاری شریف میں یہ روایت ہے کہ حضور رحمت دوعالم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کے کفن کے لیے جو اپنا پیراہن شریف عطا فرمایا تھا وہ احسان کا بدلہ تھا، ان قیدیوں کے بارے میں حضور ﷺ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سب دشمنانِ اسلام کو قتل کر دینا چاہیے اور ہم میں سے ہر شخص اپنے قومی رشتہ داروں کو اپنی تلوار سے قتل کرے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ آخر یہ سب لوگ اپنے عزیز و اقارب ہی ہیں لھذا انہیں قتل نہ کیا جائے بلکہ ان لوگوں سے فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کی رائے کو پسند فرمایا اور ان قیدیوں سے چار چار ہزار درہم لے کر رہا کر دیا، جو لوگ مفلسی کی وجہ سے فدیہ نہیں دے سکتے تھے وہ یوں ہی بلا فدیہ چھوڑ دیے گئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ! میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی بار معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔۔۔ اس نے پھر وہی عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے خادم کا قصور کتنی بار معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر روز ستر بار۔ (جامع ترمذی، جلد دوم، صفحہ نمبر: ۱۶)

سوال کرنے والے کا مقصد یہ تھا کہ حضور! اگر میرا خادم بار بار قصور (غلطی) کرے تو کہاں تک اسے معاف کروں اور کتنی بار معاف کرنے کے بعد اس کو سزا دوں۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر بالفرض روزانہ ستر (۷۰) بار بھی قصور کرے تو تم اس کو معاف ہی کرتے رہو۔۔۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ قصور کا معاف کرنا کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کی حد مقرر کی جائے بلکہ حسن اخلاق، عفو درگزر اور رحم کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ روزانہ ستر بار سے بھی زیادہ غلطی کرے تو اس کو معاف ہی کر دیا جائے۔۔۔ ستر کا عدد تحدید کے لیے نہیں بلکہ تکثیر کے لیے ہے۔۔۔ جتنی دفعہ بھی ہو قصور معاف کر دیا جائے۔

*عدل و مساوات اور نظریۂ پیغمبر اسلام:*

رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اس بات کی مظہر ہیں کہ قانون کی نگاہ میں تمام افراد برابر ہیں۔۔۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے محسن اعظم، رحمت دوعالم ﷺ کو اپنی ذات مبارک کو بھی قصاص کے لیے پیش فرماتے دیکھا ہے۔۔۔ صحیحین میں روایت ہے کہ ایک عورت چوری کے الزام میں پکڑی گئی، جرم ثابت ہو گیا تو قریش کے بااثر لوگوں نے ملزم کو بچانے کی کوشش کی، انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سفارشی بنا کر آپ کے پاس بھیجا، حضور ﷺ کو سخت تکلیف ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ تاریخی اور صداقت پر مبنی الفاظ بیان فرمائے کہ تم سے پہلی امتیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ ادنیٰ طبقہ کا فرد جرم میں ماخوذ ہوتا تو اسے سزا دی جاتی لیکن خوشحال طبقے کے مجرم کو چھوڑ دیا جاتا۔۔۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو اس کے لیے بھی یہی سزا ہوتی۔۔۔ بے لاگ انصاف کی ایسی مثالیں دنیا میں کیا اور کہیں ملیں گی؟۔

محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی تمام عرب اسلام کے جھنڈے تلے آ گئے تھے، سرکارِ دوعالم ﷺ کی یہ تعلیم وہدایت اور ہر ایک کے ساتھ منصفانہ رویہ اور عدل و مساوات، حسن خلق کا نتیجہ تھا کہ پوری دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرویدہ بن کر رہ گئی تھی۔

آج مسلمانوں کو بھی اپنے نبی ﷺ کے طریقہ کو ہی اپنانے کی ضرورت ہے، اسی کے سبب تمام جہاں پر حکمرانی کی جا سکتی ہے۔۔۔ اور آپس میں محبت والفت کے ساتھ زندگی گزاری جا سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے پیارے راستہ پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

محمد قمرالزماں نوری مصباحی راج محلی
خطیب وامام اقرا مسجد، ٹیٹا گڑھ، کولکاتا

۱۱۹

# ماہِ ربیع الاول اور مسلمان

محمد عمران ندوی

وہ دانائے سبل، ختم رسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

ماہِ ربیع الاول آتے ہی ہر مسلمان کے دل میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کی نسبت اس ہستیِ اقدس سے ہے جو سراپا رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائی، جس نے انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر نورِ ہدایت سے آشنا کیا، جس نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو منزل کا پتا دیا اور جس کی تعلیمات نے انسان کو اس کے حقیقی مقام سے روشناس کرایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔ محبتِ رسول ﷺ وہ دولت ہے جس کے سامنے دنیا کی تمام دولتیں ہیچ ہیں، اور جس دل کو اس دولت سے محرومی نصیب ہو، اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی محروم و بدنصیب نہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت ہر مسلمان کی زندگی کا گراں قدر سرمایہ ہے۔ عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ کی بے بہا نعمت سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، اولیائے عظام اور بزرگانِ دین مالا مال تھے۔ ان کی زندگیاں محبتِ رسول ﷺ کی ایسی زندہ تصویریں تھیں جنہیں دیکھ کر ایمان کو تازگی اور دل کو حرارت ملتی تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ» "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

ہمارے اسلاف نے اس ارشادِ نبوی ﷺ کو محض پڑھا نہیں تھا، بلکہ اسے اپنی زندگی کا عنوان بنا لیا تھا۔ والدین، اولاد، مال و دولت اور دنیا کی تمام محبوب چیزوں کی محبت پر انہوں نے محبتِ رسول ﷺ کو غالب رکھا۔ عشقِ رسول ﷺ، ذکرِ خیرِ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے پیغام کو عام کرنا ان کی زندگی کا سرمایہ تھا۔ ان کے لیے محبت محض زبان کا دعویٰ نہ تھی، بلکہ کردار، عمل، ایثار، وفاداری اور اتباع کا نام تھی۔

مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے اسی حقیقت کو اپنے ان اشعار میں نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا ہے:

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

لیکن مسلمان بھائیو! ذرا ایک لمحے کے لیے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیے، اپنے ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہو کر خود سے پوچھیے: کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہارِ محبت کا یہی طریقہ ہے؟

کیا محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ آرائشی پھاٹک لگائے جائیں، گلیوں اور بازاروں میں چراغاں کیا جائے، بے جا روشنیوں اور سجاوٹ میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جائے، اور پٹاخوں کی آوازوں میں محبت کے دعوے کیے جائیں؟

کیا اس ذاتِ اقدس کے نام پر، جس کے گھر میں کبھی تین تین دن چولہا نہیں جلتا تھا، لاکھوں روپے ایسی آرائشوں پر صرف کر دینا محبتِ رسول ﷺ کا بہترین مظہر ہے، جبکہ ہماری اپنی قوم میں سیکڑوں بیوہ عورتیں، ہزاروں یتیم بچے اور بے شمار مفلس و نادار افراد موجود ہیں، جنہیں مہنگائی کے اس دور میں پیٹ بھر کر کھانا اور تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا بھی میسر نہیں؟

ذرا آگے بڑھ کر اپنی اجتماعی حالت پر بھی نظر ڈالیے!

جس قوم کے ہزاروں طلبہ تعلیمی سہولتوں سے محروم ہوں، جس قوم کے ہزاروں مریض دوا اور علاج کے لیے ترس رہے ہوں، جس قوم کے علمی، تعلیمی اور دینی ادارے وسائل اور سرائے کی کمی کے باعث موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہوں، کیا اس قوم کو یہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ محبتِ رسول ﷺ کے اظہار کا کون سا راستہ زیادہ بابرکت، زیادہ مفید اور زیادہ دیرپا ہو سکتا ہے؟

کیا اظہارِ عقیدت و محبت کا یہ طریقہ زیادہ صحیح نہیں کہ رحمۃ للعالمین، محسنِ انسانیت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و کردار کو اپنی زندگی کا آئینہ بنایا جائے؟ آپ ﷺ کی سیرت کو اپنے عمل میں اتارا جائے؟ اور برادرانِ وطن کے سامنے اس نبیِ رحمت ﷺ کا صحیح تعارف پیش کیا جائے، جن کی بعثت کسی ایک قوم، خطے یا زمانے کے لیے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت بن کر ہوئی؟

سوچیے! اگر صرف ایک بڑے شہر میں عید میلاد کی روشنی اور سجاوٹ پر ہونے والی خطیر رقم کو کسی کارِ خیر میں صرف کر دیا جائے تو اس سے کتنے چراغ ایسے روشن ہو سکتے ہیں جو محض ایک رات نہیں بلکہ نسلوں تک روشنی دیتے رہیں!

اسی رقم سے نیپالی زبان میں سیرتِ نبوی ﷺ کے ترجمے اور تعارف کے لیے ایک بڑا دارالاشاعت قائم ہو سکتا ہے، ایک رفاہی اسپتال وجود میں آ سکتا ہے، بچوں اور بچیوں کے لیے ایک اسلامی اسکول قائم ہو سکتا ہے، مسلم طلبہ کے لیے ایک ہاسٹل بنایا جا سکتا ہے، نادار اور بے روزگار لوگوں کے لیے بیت المال اور بلا سود بینک قائم کیا جا سکتا ہے، یا علم کے پیاسوں کے لیے ایک مفید لائبریری اور دارالمطالعہ وجود میں آ سکتا ہے۔

یہ وہ چراغ ہیں جن کی روشنی صرف آنکھوں کو نہیں، دلوں اور نسلوں کو منور کرتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «اللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ» "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس وقت تک اعانت کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔"

تو پھر کیوں نہ محبتِ رسول ﷺ کو خدمتِ خلق کا لباس پہنایا جائے؟ کیوں نہ میلاد کی خوشی کو کسی غریب کے گھر کی خوشی بنا دیا جائے؟ کیوں نہ کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا جائے؟ کیوں نہ کسی مریض کے علاج کا وسیلہ بنا جائے؟ کیوں نہ کسی طالب علم کے ہاتھ میں کتاب اور کسی نوجوان کے ہاتھ میں ہنر دیا جائے؟

وطنِ عزیز نیپال میں مسلمان صدیوں سے اپنے برادرانِ وطن کے ساتھ رہتے آئے ہیں۔ ہماری تہذیب، معاشرت اور روزمرہ زندگی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے، لیکن افسوس کہ نیپالی زبان میں سیرتِ نبوی ﷺ کو ابھی تک اس حق کے ساتھ منتقل نہیں کیا گیا جس کی ضرورت ہے۔ اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ آج ہمارے وہ بچے بھی، جو اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، سیرت النبی ﷺ سے زیادہ دوسری شخصیتوں سے واقف ہیں۔

یہ صورتِ حال ہم سے ایک سنجیدہ سوال کرتی ہے: کیا ہم نے اپنے نبی ﷺ کی سیرت کو اپنی آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ آسان، عام فہم اور دل نشیں نیپالی زبان میں سیرتِ سرورِ کونین ﷺ کو منتقل کیا جائے اور اسے پورے ملک میں بلا تفریقِ مذہب و ملت عام کیا جائے۔ برادرانِ وطن کو بتایا جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کون تھے؟ آپ ﷺ نے انسانیت کو کیا دیا؟ آپ ﷺ نے عدل، رحمت، اخوت، مساوات، امن اور خدمتِ انسانیت کا کیا درس دیا؟

اور دوسری طرف خدمتِ خلق کے ایسے کام کیے جائیں جنہیں دیکھ کر برادرانِ وطن کے دل خود گواہی دیں کہ مسلمان واقعی اس نبیِ کریم ﷺ کا نام لیوا اور متبع ہے جو ساری دنیا کے لیے ابرِ رحمت بن کر تشریف لائے تھے۔

اسی لیے آئیے! آج سے ایک عہد کریں۔ ایسا عہد جو صرف اس سال تک محدود نہ ہو، بلکہ ہماری پوری زندگی کا عزم بن جائے۔

ہم عہد کریں کہ اس سال اور تاحیات "عید میلاد" کو ایسے تعمیری اور رفاہی کاموں کے ذریعے منائیں گے جن سے رحمۃ للعالمین، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مقام اور پیام سے دنیا روشناس اور فیضیاب ہو۔

عید میلاد کی مقتدر کمیٹیاں، چندہ دینے والے حضرات، تمام دردمند افراد اور ادارے مل کر باہمی مشورے سے یہ طے کریں کہ اس سال اس کثیر رقم کو، جو بے جا روشنیوں اور آرائشوں پر صرف کی جاتی رہی ہے، دارالاشاعت اور شعبۂ خدمتِ خلق پر صرف کیا جائے گا۔ اپنے اپنے محلے اور ملک کے غریب بھائیوں کی خبر گیری کی جائے گی، خواہ وہ کسی بھی مذہب اور مسلک کے پیروکار ہوں، یہ وہ صدقاتِ جاریہ ہیں جن کا اجر و ثواب دنیا اور آخرت دونوں میں ہمارے لیے سرمایہ بن سکتا ہے۔ اور کیوں نہ ایسا ہو کہ میلاد النبی ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک نیا حقیقی مدرسہ قائم ہو، جس کا رشتہ مدرسہ صفۂ نبوی سے ملتا ہو؟ ایک نیا اسلامی اسکول قائم ہو، ایک نیا اسپتال وجود میں آئے، مسلم طلبہ کے لیے ایک نیا ہاسٹل تعمیر ہو، ایک بلاسودی بینک یا مالیاتی ادارہ قائم ہو، یا کوئی ایسا علمی و رفاہی منصوبہ شروع ہو جس کا فیض برسوں اور نسلوں تک جاری رہے۔

یہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری سچی محبت کا عملی ثبوت ہو گا۔ یہی وہ راستہ ہو گا جس کے ذریعے ہم آپ ﷺ کے پرچمِ ہدایت کو اپنے ضعیف اور ناتواں شانوں پر ہمیشہ بلند رکھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

محض وقتی نمائشیں، کھوکھلے مظاہرے اور فضول خرچیاں نہ ہماری غربت ختم کر سکتی ہیں، نہ ہمارے تعلیمی مسائل حل کر سکتی ہیں، نہ ہماری نسلوں کو سیرتِ رسول ﷺ سے جوڑ سکتی ہیں۔ بلکہ ایسی بے جا نمائشوں سے اسلام کی سرِ بازار رسوائی ہو رہی ہے۔

ہمیں اب ایک زندہ، باعمل، غیور، متحد، وفادار، جاں نثار اور حقیقت پسند قوم بننا ہو گا۔ ایسی قوم جو محبتِ رسول ﷺ کا دعویٰ بھی کرے اور اس محبت کا حق بھی ادا کرے؛ جو نبیِ رحمت ﷺ کا نام بھی لے اور آپ ﷺ کے اخلاق بھی اپنائے، جو سیرت کے جلسے بھی کرے اور سیرت کو اپنی زندگی میں بھی اتارے، جو چراغاں بھی کرے تو علم کے چراغ روشن کرنے کے لیے، جو خرچ بھی کرے تو انسانیت کی خدمت کے لیے، جو میلاد بھی منائے تو اپنے نبی ﷺ کے پیغام کو عام کرنے کے لیے۔

پھر دیکھیے! رب العالمین کی نصرت کیسے آتی ہے، رحمت کے دروازے کیسے کھلتے ہیں، اور ایک منتشر و کمزور قوم کس طرح اپنے کردار، علم، خدمت اور اتحاد کے ذریعے دنیا کے سامنے اپنا مقام دوبارہ حاصل کرتی ہے۔

آئیے! ربیع الاوّل کو صرف چراغاں کا مہینہ نہ بنائیں، اسے چراغِ سیرت جلانے کا مہینہ بنائیں۔

محبتِ رسول ﷺ کو صرف الفاظ میں نہ رکھیں، اسے کردار میں اتاریں۔

میلاد کو صرف ایک تقریب نہ بنائیں، اسے دعوت، تعلیم، اصلاح، خدمت اور تعمیرِ ملت کی تحریک بنائیں۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

# سیمانچل کی تعلیمی تاریخ کا ایک سنہرا باب

## جامعہ محمدیہ شاہی عید گاہ، بڑا جالملک میں انڈیا ہولی قرآن ایوارڈ کے دعوتی وفد کا تاریخی استقبال، معدن اکیڈمی وایمبرز گلوبل کے اشتراک سے جدید تعلیمی منصوبے کا سنگ بنیاد

ٹھاکر گنج، ضلع کشن گنج (بہار) | نمائندۂ خصوصی

سیمانچل کی تعلیمی اور دینی تاریخ میں ۴ اگست ۲۰۲۶ء کا دن ایک اہم اور یادگار سنگِ میل کی حیثیت اختیار کر گیا، جب معدن اکیڈمی، کیرالہ کے زیرِ اہتمام ملک گیر قرآنی تحریک "انڈیا ہولی قرآن ایوارڈ" کے دعوتی وفد نے جامعہ محمدیہ شاہی عید گاہ، بڑا جالملک، علاقہ ٹھاکر گنج، ضلع کشن گنج (بہار) کا دورہ کیا۔ وفد کی آمد پر علماء کرام، ائمۂ مساجد، سماجی و علمی شخصیات، عوامی نمائندوں اور اہلِ علاقہ نے انتہائی والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ معزز مہمانوں کو گل ہائے عقیدت پیش کیے گئے اور ہار پہنا کر ان کا خیر مقدم کیا گیا، جس سے اہلِ سیمانچل کی دینی وابستگی، مہمان نوازی اور علمی ذوق کی خوبصورت جھلک نمایاں ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جبکہ نظامت و قیادت ٭حضرت حافظ و قاری مولانا محمد مظفر حسین رضوی٭ (ریسرچ اسکالر، شعبۂ علومِ اسلامی، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی؛ ڈائریکٹر، جامعہ محمدیہ شاہی عید گاہ، بڑا جالملک، علاقہ ٹھاکر گنج، ضلع کشن گنج (بہار)) نے نہایت عمدہ انداز میں فرمائی۔ پروگرام کی نگرانی ٭حضرت حافظ و قاری مولانا نوشاد علی رضوی٭ صاحب نے بحسن و خوبی انجام دی اور اس پروگرام کو حضرت مولانا جعفر علی عدنی صاحب مدظلہ العالی کی حمایت حاصل رہی۔

استقبالیہ تقریب میں مقررین نے انڈیا ہولی قرآن ایوارڈ کے اغراض و مقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ عظیم الشان قرآنی مقابلہ محض ایک مسابقہ نہیں بلکہ نوجوان نسل کو قرآنِ مجید سے جوڑنے، حفظِ قرآن، حسنِ تلاوت، تجوید اور فہمِ قرآن کو فروغ دینے کی ایک ملک گیر تحریک ہے، جس کے ذریعے ہندوستان بھر سے قرآنی صلاحیتوں کی تلاش اور ان کی قومی سطح پر حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

وفد کی قیادت ٭حضرت مولانا سید احمد الکبیر البخاری اطال اللہ عمرہ فرما رہے تھے٭۔ آپ کے ہمراہ حضرت علامہ مولانا حافظ محمد نسیم عدنی (ریسرچ اسکالر، شعبۂ علومِ اسلامی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)، حضرت علامہ مولانا بشیر سعدی صاحب، حضرت مولانا عاشق عدنی، حضرت مولانا جنید عدنی اور دیگر معزز علماء کرام بھی شریک تھے۔

اپنے کلیدی خطاب میں ٭حضرت مولانا سید احمد الکبیر البخاری اطال اللہ عمرہ٭ نے معدن اکیڈمی کی چار دہائیوں پر محیط تعلیمی، دعوتی، رفاہی اور سماجی خدمات کا جامع تعارف پیش کیا۔ آپ نے علم کی عظمت، دینی و عصری تعلیم کے حسین امتزاج اور نئی نسل کی کردار سازی کی اہمیت پر نہایت مدلل اور بصیرت افروز گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ قوموں کی حقیقی ترقی کا راز علم، کردار اور اعلیٰ اخلاق میں پوشیدہ ہے۔ آپ نے حاضرین کو قرآنِ کریم سے مضبوط تعلق قائم کرنے، تعلیم کے فروغ اور صالح معاشرے کی تعمیر کے لیے بھرپور جدوجہد کرنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد ٭حضرت علامہ مولانا بشیر سعدی٭ صاحب نے نہایت جامع، مدلل اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے علم کی عظمت، دینی و عصری تعلیم کی ناگزیر اہمیت اور معاشرے کی تعمیر میں تعلیمی اداروں کے بنیادی کردار پر روشنی ڈالی۔ بالخصوص سیمانچل کے اس خطے کی تعلیمی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس محرومی کے ازالے کے لیے سنجیدہ اور منظم کوششوں کی اشد ضرورت ہے، اور ان شاء اللہ معدن اکیڈمی اس خطے میں معیاری تعلیم کے فروغ اور تعلیمی پسماندگی کے خاتمے کے لیے ہر ممکن تعاون اور عملی کوشش کرے گی۔ آپ نے اہلِ علاقہ سے بھی اپیل کی کہ وہ اس تعلیمی مشن کو اپنی مشترکہ ذمہ داری سمجھتے ہوئے بھرپور تعاون کریں، تاکہ آنے والی نسلوں کو علم و کردار سے آراستہ روشن مستقبل میسر آ سکے۔

اس کے بعد ٭حضرت مولانا عاشق عدنی٭ نے نہایت ولولہ انگیز اور فکر انگیز خطاب فرمایا۔ انہوں نے نوجوان نسل کو دینی و عصری علوم کے حصول، اعلیٰ کردار، مثبت فکر اور خدمتِ دین و ملت کے جذبے سے سرشار ہونے کی تلقین کی۔ ان کے مؤثر خطاب نے حاضرین، خصوصاً نوجوانوں کے دلوں میں ایک نیا عزم اور ولولہ پیدا کیا۔

بعد ازاں ٭حضرت علامہ مولانا حافظ محمد نسیم عدنی٭ نے سیمانچل کے تعلیمی، سماجی اور معاشی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خطہ بے پناہ صلاحیتوں کا حامل ہونے کے باوجود تعلیمی اعتبار سے پسماندگی کا شکار ہے۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ اگر یہاں معدن اکیڈمی جیسے معیاری تعلیمی ماڈل کو فروغ دیا جائے تو یہ علاقہ دینی اور عصری تعلیم کے میدان میں نئی تاریخ رقم کر سکتا ہے۔

اس بابرکت محفل میں اے آئی ایم آئی ایم کے انچارج جناب حسین صاحب، ڈاکٹر آصف سعید صاحب (فاؤنڈر، نیاز ملٹی اسپیشلٹی ہاسپٹل)، جناب اجمل ثانی صاحب (بلاک ممبر)، چیئرمین جناب نذیر احمد صاحب، ماسٹر آزاد صاحب، حاجی عبدالقادر صاحب، حاجی ادریس صاحب، حاجی عظیم الدین صاحب، جناب رفیق عالم صاحب، جناب انظار عالم صاحب، جناب مجیب صاحب، جناب ذوالفقار احمد صاحب، سکندر اعظم صاحب، جناب وصی احمد صاحب، جناب نوشاد صاحب، نور سرور صاحب، سمیت علاقے کے متعدد علماء کرام، ائمۂ مساجد، سماجی کارکنان، دانشوران اور معززینِ علاقہ نے شرکت فرمائی۔

وفدِ معدن اکیڈمی نے نہایت خلوصِ دل اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ حاضرین کو ملک کے سب سے بڑے قرآنی مقابلے "٭انڈیا ہولی قرآن ایوارڈ٭" میں بھرپور شرکت کی دعوت دی اور اہلِ علاقہ سے اپیل کی کہ وہ اپنے اداروں کے اہل طلبہ و طالبات کی رجسٹریشن کروا کر اس عظیم قومی قرآنی تحریک کا حصہ بنیں۔

اس تاریخی تعلیمی منصوبے کو عملی شکل دینے میں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد نسیم عدنی (ریسرچ اسکالر، شعبۂ علومِ اسلامی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کی خصوصی محنت اور رہنمائی نمایاں رہی۔ جامعہ محمدیہ شاہی عید گاہ، بڑا جالملک کے ڈائریکٹر حضرت حافظ و قاری مولانا محمد مظفر حسین رضوی کی مسلسل دعوت، اصرار اور گزارش پر سب سے پہلے حضرت مولانا نسیم عدنی نے علاقے کا تفصیلی دورہ فرمایا۔ بعد ازاں رمضان المبارک میں معدن اکیڈمی کی جانب سے ایک خصوصی ٹیم کو علاقے میں بھیجا گیا، جس نے تقریباً ایک ماہ تک تعلیمی، سماجی اور معاشی حالات کا باریک بینی سے جائزہ لے کر ایک جامع رپورٹ مرتب کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا نسیم عدنی نے دوبارہ علاقے کا حتمی دورہ کیا اور اپنی سفارشات معدن اکیڈمی کی قیادت کے سامنے پیش کیں، جنہیں نہایت مثبت انداز میں قبول کیا گیا۔

انہی سفارشات اور مسلسل جائزے کی روشنی میں، جب عالمی شہرت یافتہ دینی و روحانی شخصیت حضرت شیخ سید ابراہیم الخلیل البخاری دامت برکاتہم العالیہ کے فرزند اور انڈیا ہولی قرآن ایوارڈ کے دعوتی وفد کے قائد ٭حضرت مولانا سید احمد الکبیر البخاری اطال اللہ عمرہ٭ اس دعوتی سفر کے دوران جامعہ محمدیہ شاہی عید گاہ، بڑا جالملک تشریف لائے اور ادارے، علاقے اور یہاں کے تعلیمی ماحول کا از خود مشاہدہ فرمایا، تو آپ نے نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"٭واقعی اس علاقے کو معدن جیسے معیاری تعلیمی ادارے کی اشد ضرورت ہے۔"٭

چنانچہ اسی موقع پر آپ نے اپنے دستِ اقدس سے معدن اکیڈمی، کیرالہ اور ایمبرز (Mbraze) گلوبل کے اشتراک سے قائم کیے جانے والے جامعہ محمدیہ شاہی عید گاہ، بڑا جالملک کے جدید تعلیمی منصوبے کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ یہ ادارہ مستقبل میں دینی اور عصری تعلیم کے حسین امتزاج کا ایک مثالی مرکز بنے گا، جہاں نئی نسل کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے ساتھ جدید علوم سے بھی آراستہ کیا جائے گا۔

اس موقع پر آپ نے اعلان فرمایا کہ ان شاء اللہ رواں سال ربیع الاول شریف سے ادارے کے تعمیری و تعلیمی کام کا باضابطہ آغاز کیا جائے گا، جبکہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ربیع الاول شریف میں اس ادارے کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آئے گا۔ اس اعلان پر حاضرین نے بے حد مسرت کا اظہار کیا اور اسے سیمانچل کی تعلیمی بیداری، علمی خود کفالت اور روشن مستقبل کی جانب ایک تاریخی سنگِ میل قرار دیا۔

پروگرام کے اختتام پر علماء کرام اور معززینِ علاقہ نے معدن اکیڈمی کے اس عظیم قرآنی و تعلیمی مشن کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ اجتماعی دعا میں اللہ تعالیٰ سے التجا کی گئی کہ وہ اس منصوبے کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے، اسے علم و حکمت، دعوت و تربیت اور خدمتِ خلق کا ایک مثالی مرکز بنائے، اور سیمانچل کے اس خطے کو علم، عمل، کردار اور قرآنِ کریم کی برکتوں سے ہمیشہ منور رکھے۔

اس تاریخی پروگرام نے نہ صرف انڈیا ہولی قرآن ایوارڈ کی قومی دعوتی مہم کو سیمانچل میں نئی تقویت بخشی، بلکہ علاقے میں معیاری دینی و عصری تعلیم کے ایک نئے باب کا بھی آغاز کر دیا۔ اہلِ علاقہ نے اس امید کا اظہار کیا کہ جامعہ محمدیہ شاہی عید گاہ، بڑا جالملک مستقبل قریب میں سیمانچل کے نمایاں تعلیمی مراکز میں شمار ہو گا اور یہاں سے ایسی نسل تیار ہو گی جو علم، کردار، خدمتِ انسانیت اور دینی اقدار کی حقیقی ترجمان ہو گی۔

رپورٹ
٭محمد مظفر حسین رضوی٭
رابطہ: ٭۹۵۵۵۴۴۵۶۱۱٭

ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز
The Weekly
NEPAL URDU TIMES
Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com
فکرونظر
27/ اگست 2026 مطابق 13/ ربیع الاول 1448ھ / 11 گتے بھادو 2083

# سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسانی کے لئے رحمتِ کامل ہے

**محمد عبد الحفیظ اسلامی،**
خطیب مسجد صالحہ قاسمؒ
وسینئر کالم نگار۔ حیدرآباد
۹۸۴۹۰۹۹۲۲۸

نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں سیرت کے کئی پہلو ہیں..! جس میں ایک اہم پہلو ہمارے سامنے یوں آتا ہے کہ، مکہ والوں کی ضد اور ہٹ دھرمی اور آپ ﷺ کی دعوت حق کا مسلسل انکار ہوتا رہا لیکن داعی حق آنحضور ﷺ نے کبھی بھی ہمت نہیں ہاری اور برابر دعوت دین و اقامت دین کیلئے اپنی جدوجہد جاری رکھی چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اسی سلسلہ میں طائف کی طرف رخ فرمایا تا کہ طائف والوں تک اپنی بات پہنچائی جاسکے۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنے ہمراہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر پیدل سفر کرتے ہوئے طائف کی طرف چل پڑے جو کہ مکہ سے ۶۰ ساٹھ میل کی دوری پر واقع ہے۔ ازراہ سفر آپ ﷺ نے طائف سے قبل دو قبیلوں سے ملاقات فرمائی اور انہیں بھی دعوت پیش کی گئی لیکن ان قبیلوں نے بھی آپ ﷺ کا ساتھ دینے سے انکار کردیا۔ الغرض آپ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کے آپ ﷺ طائف میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے ان سرداروں سے ملاقات فرمائی جو اس علاقے میں اچھا اثر رکھتے تھے جو آج کی اصطلاح میں (VIP) کہا جاتا ہے، غرض کہ آپ ﷺ نے ان کے سامنے وہی بات رکھی کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور میری رسالت کا اقرار کرو تا کہ خسران آخرت سے بچ سکو۔ لیکن ان سرداروں نے بھی آپ ﷺ کی دعوت کے جواب میں بڑا حقارت آمیز رویہ اختیار کیا اور آپ ﷺ کی بات نہ مانی پھر آپ ﷺ ان منکرین حق سے یوں گویا ہوئے کہ تم لوگ اپنے ان ناپاک اور نامعقول خیالات اپنے پاس ہی رکھو یعنی اپنے ان خیالات سے لوگوں کو گمراہ مت کرو، یہ بات فرما کر آپ ﷺ نے سماج کے عام لوگوں کی طرف اپنی دعوت کا رخ پھیر دیا اور اس کام میں آپ ﷺ مصروف ہوگئے لیکن اس طرح نبی کریم ﷺ کا عوام الناس کو دعوت دین پیش کرنا طائف کے ان سرداروں کو ناگوار گزرا، جیسا کہ باطل کا مزاج ہوتا ہے! ان ظلم پسندوں اور باطل افکار کے اسیروں نے اپنے ابلیسی کردار کی انتہا کردی اور شقاوت قلبی کا
مظاہرہ کرتے ہوئے، آپ ﷺ کے پیچھے آوارہ اور بدماش لڑکوں کو لگادیا اور آپ ﷺ جہاں بھی جاتے یہ اوباش و نابکار لڑکے آپ کو گالیاں بکتے ہوئے آپ ﷺ کا پیچھا کرتے اور پتھراؤ کرتے، ان کی اسطرح کی شدید سنگ باری کے دوران آپ ﷺ کے خادم حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر طرح سے ڈھال بن کر آپ ﷺ کو زخمی ہونے سے بچاتے لیکن سرداران طائف کی طرف سے لگادیئے گئے ان بدمعاشوں کا انبوہ مسلسل پتھروں کی بارش کرتا ہوا آپ ﷺ کا پیچھا کرتے ہوئے آگے بڑھتا یہاں تک کے نبی ﷺ اور آپکے خادم حضرت زیدؓ (خادم رسول) بھی زخمی ہوگئے اور نبی کریم آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہوچکی تھی کہ جسم اطہر سے نکلا ہوا خون آپ ﷺ کے مبارک نعلین میں اس طرح جم چکا کہ آپ کے پیر اقدس ان نعلین سے چمٹ گئے۔ اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ظلم کرنے والوں نے اپنے ظلم کی انتہا کردی۔ ایسے نازک موقع پر آنحضوؐ رحمت للعالمین Mercy for all the worlds کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور آپ ﷺ سے درخواست کرتا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں پہاڑ اٹھا کر ان اہل طائف پر ق ڈال دوں لیکن آپ ﷺ کو جو کہ رحمت عالم بناکر مبعوث فرمایا گیا تھا اسی لئے آپ ﷺ نے فرشتہ کی درخواست کو قبول نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ قوم مجھے نہیں سمجھ رہی ہے۔ آئندہ ان کی نسلوں میں میری دعوت قبول کرنے والے پیدا ہوں گے! بعد میں ایسا ہی ہوا، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج طائف میں ہر طرف مسلمان پائے جاتے ہیں، اور وہاں کی فضاؤں Atmosphere میں ہر طرف کلمہ توحید اور شہادت رسالت نبیؐ کی گونج سنائی دیتی ہے۔ ہم الحمدللہ، آپؐ کی امت ہیں! اس بات پر غور کریں کہ یہ دین کتنی مشکلات طے کرتے ہوئے ہم تک پہنچا ہے۔

اسلام سے بغض رکھنے والوں کی طرف سے آپ ﷺ پر مصائب و آلام کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا ہے۔ یعنی اس دین رحمت کی خاطر آپؐ پتھر کھائے اور اسی دین حنیف کے غلغلہ کیلئے آپ ﷺ نے اپنے وطن عزیز "شہر مکہ" کو چھوڑا اور ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے اور اسی دین فطرت کی خاطر منکرین حق، قریش کی طرف سے جنگ مسلط کردی گئی تھی، آپ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ کو مدینے میں بھی چین سے رہنے نہ دیا گیا۔ لیکن داعی اعظم، رحمت عالم محمد ﷺ نے خدا کے دین کو خدا کے بندوں تک پہنچانے اور اس کے احکام اس کی زمین پر نافذ کرنے، کلمہ حق کو بلند کرنے اور کلمہ ناشکر کو پست اور اس کا خاتمہ کرنے کیلئے اور اسی کی اقامت کی خاطر صبح و شام جد وجہد حکیمانہ انداز سے جاری رکھا اور اس پر جمے رہے اور اپنے اصحابؓ کو بھی اسی کی تلقین فرماتے رہے کہ صبر کے ساتھ حق پر جمے رہو اللہ ہمارا حامی و مددگار ہے۔ اتنی مشکلات اور مصائب جھیلنے کے باوجود آپ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی استقامت میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔

تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ نبی ﷺ کی ۲۳ سالہ انتھک جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ نے سرزمین عرب سے شرک کا خاتمہ کردیا اور توحید کا بول بالا ہوگیا، نبی کریم ﷺ کی مقدس و عظیم قیادت میں اسلامی تحریک کا قافلہ روز بروز آگے بڑھتا گیا اور اس راستہ میں اہل ایمان ہر طریقے سے آزمائے گئے اور اپنی قربانیاں پیش کرتے رہے اور اللہ کی طرف سے جو بھی آزمائش ہوتی رہی اس میں ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح مبین عطا کی۔۔۔ یعنی زمین و آسمان اس بات پر شاہد ہیں کہ، ایک دن وہ بھی آچکا کہ جو لوگ محض اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی پاداش میں مکہ مکرمہ سے نکالے گئے تھے وہی لوگ اپنے عظیم قائد سرکار دو جہاں ﷺ کے ساتھ فاتحانہ حیثیت سے مکہ شہر میں داخل ہوئے۔ خالص مرکز توحید کعبۃ اللہ کے اندر جتنے اصنام نصب کردئے گئے تھے یہ سب کے سب نکال دیئے گئے۔ ایک وہ وقت بھی آگیا کہ دنیا کا ایک بڑا حصہ اللہ کے پسندیدہ دین رحمت کے پرچم تلے جمع ہوگیا۔

"ایک لمحہ فکریہ" آج شیطان ملعون پھر وہی مشرکانہ عقائد و اعمال کو نیا لبادہ پہنا کر اولاد آدم کے سامنے پیش کررہا ہے، باطل طاقتیں اسلام کے خلاف کچھ اس طرح کی نامسعود و مکروہ حکمت عملیاں اپنائے ہوئے ہیں جو سادی آنکھ سے نظر نہیں آتیں۔

زر پرستی علانیہ ہورہی ہے، مقابلہ حسن کے حسین نام پر قوموں کی بیٹیاں برہنہ کردی جارہی ہیں، جہیز کی لعنت کی بنا پر روز انہ سینکڑوں خواتین کو تیل ڈال کر آگ لگائی جاری ہے اور دیگر طریقوں سے ان معصوموں کی جان لی جارہی ہے، دختر کشی کا عمل بھی ہورہا ہے، خواتین و لڑکیوں کی عزت و آبرو لوٹی جارہی ہے، زنا بالجبر کے واقعات عام سی بات ہوکر رہ گئی ہے، فحاشی و زنا بالرضا اور عریانیت انسانی سماج میں پائی جارہی ہے، بناؤ سنگھار کے بیجا اظہار نے صنف نازک کو تباہی کی طرف لے جارہی ہے، مخلوط تعلیمی ادارہ جات نے نوجوانوں کو اخلاقی پستی کی طرف ڈھکیل رہے ہیں، صرف بڑی عمر ہی کے نہیں بلکہ نوجوان طبقہ بھی شراب نوشی کا عادی ہوچکا ہے۔ علاوہ ازیں، اونچی ذات نیچی ذات کے احمقانہ مفروضے قائم ہوگئے ہیں۔

اسلام سے قبل کا وہی سودی نظام پوری شدت کے ساتھ نافذ ہوچکا، جس کی بدولت سرمایہ دار طبقہ غریبوں کا خون چوس رہا ہے، انسانوں کے بنیادی حقوق سلب کرلئے جارہے ہیں اور جس طرح ایام جاہلیت میں بڑے بڑے طاقتور قبیلوں کی اجارہ داری قائم ہوچکی تھی ٹھیک اسی طرح ایک دوسرے انداز سے طاقتور ممالک اور گروہ اپنی اجارہ داری اور دادا گری قائم کرچکے۔

اسلام کے نام سے اٹھنے والی ہر آواز کو دبانے کیلئے ہر طرح کی کوششیں کی جارہی ہیں، یہود و نصاریٰ اور دیگر مشرکین، آقائے نامدار، سرکار دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے کیلئے نت نئے طریقہ اپنائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے قبلہ اول پر ناجائز قبضہ ہوچکا، وہاں کے اصلی باشندوں کو جیل نما علاقہ تک محدود کردیا گیا، اور جب چاہے بم باری کرتے ہوئے ان کے گھروں کو تباہ و برباد کردیا جارہا ہے۔ خود ہمارے اپنے ملک عزیز میں تاریخی بابری مسجد کو جنونیوں نے شہید کردیا اور دیگر عبادت گاہوں پر بری نظریں جمائے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کے تشخص کو ختم کرنے کی دنیا بھر میں کوششیں کی جارہی ہیں اور ملت اسلامیہ کی حالت یہ ہوچکی کہ ان کے ہاتھ لوگوں کو کچھ دینے کیلئے بنائے گئے تھے لیکن یہی ہاتھ اب صاحب اقتدار لوگوں کے سامنے کچھ تحفظات کیلئے پھیلائے جارہے ہیں یہ اور اس طرح کی دیگر باتیں مسلمانوں کو بحیثیت مرد مومن لمحہ فکر دے رہے ہیں۔

جہالت قدیمہ اور جہالت جدیدہ
حکومت و اقتدار کی خواہش میں ناجائز طریقے اختیار کرنا ذخائر سم و زر کی حرص، بے روک ٹوک جنسی خواہشات کی تکمیل، زن و مرد کی مخلوط تہذیب، عریانی و بے حیائی، جو اشراب نوشی، وطن پرستی و قوم پرستی، جیسے انسانیت سوز اعمال موجب فخر و ناز تھے۔ انسانوں پر انسانوں کی حکومت تھی۔ یہ حالت صرف عربوں کی ہی نہیں تھی بلکہ کم و بیش پوری دنیا کا یہی نقشہ تھا۔

ذرا غور سے دیکھئے، تو معلوم ہوگا کہ آج کی نام نہاد مہذب اور ترقی یافتہ دنیا کی بھی وہی حالت ہے۔ مذہبی دنیا ہو کہ لا مذہب دنیا، ان کے معاشرے ان کی تہذیب، ان کے اخلاق و معاملات، ان کی حکومت اور سیاست کا جائزہ لیجئے تو صاف نظر آتا ہے کہ جہالت قدیمہ اور جہالت جدیدہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ چپہ چپہ پر فتنہ و فساد کی جو آگ بھڑک رہی ہے، انسان انسان ہی سے بدظن و خائف ہے۔ مزدوروں اور سرمایہ داروں کی جو کشمکش ہے مخلوط تہذیب کے جو حیا سوز کارنامے ہیں، انسانوں پر انسانوں کی حکومت کی جو تباہ کاریاں ہیں یہ تمام جہالت ہی کی ہنگامہ آرائی ہے۔ جہالت قدیمہ بھی الٰہی تعلیم کو بھول جانے کا قدرتی رد عمل تھا اور جہالت جدیدہ بھی الٰہی تعلیم سے اعراض و روگرداں ہونے کا رد عمل ہے، یہ ترقی یافتہ دنیا دراصل ترقی یافتہ جہالت ہے۔ (حوالہ کتاب "اسوہ حسنہ" از حضرت علامہ صفوۃ الرحمن صابر رحمت اللہ علیہ۔ یاد رہے مذکورہ کتاب تقریباً نصف صدی قبل لکھی گئی تھی)

نبی کریم ﷺ کی یوم ولادت باسعادت کے مبارک موقع پر دنیا کے سارے مسلمان خوشی مناتے ہیں، خوشی کا اظہار کیوں نہ کریں جبکہ ایک ایسی عظیم ہستی دنیا میں تشریف لائی ہے جو حقیقت میں بہار انسانیت کی نوید لائی ہے لیکن مسلمان صرف سال میں ایک مرتبہ چند گھنٹوں کیلئے خوشی کا اظہار کرلیں اور باقی تمام سال آپ ﷺ کی بعثت کے مقصد کو فراموش کردیں، اگر ایسا ہورہا ہے تو فوری اس طرز عمل میں تبدیلی لانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ سال میں صرف ایک بار آپ ﷺ کو یاد کرلینا اور باقی ایام میں آپ ﷺ کے اصل مشن کو پس پشت ڈال دینا اہل ایمان کی شان کے خلاف بات ہوگی۔

مختصر یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مشن کو جاری رکھنا اب ہم مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے کیونکہ جہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین کا اعلیٰ اعزاز عطا فرمایا (جو کہ پہلے کسی کو عطا کیا گیا تھا نہ قیامت تک کسی کو عطا ہوگا) وہیں پر آپ ﷺ کی امت کو بہترین امت کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ یوں ہوا" تم بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کی بھلائی کیلئے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے لوگوں کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر بھاری ذمہ داری ڈالی ہے کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ ﷺ کے مشن (دین کی اقامت) پر محنتیں کرتے رہیں تا کہ دنیا سے ظلم و بربریت کا خاتمہ ہو، انسانوں کو ان کے حقوق ملیں، اولاد آدم ایک خدا کی بندگی و غلامی اختیار کریں، زمین پر جھوٹی خدائی کا خاتمہ ہو اور حقیقی معبود کی ہر طرف بڑائی چلے اور سارے عالم میں حقیقی مقتدر اعلی کا فرمان جاری و نافذ ہوسکے۔ اس راہ میں اہل ایمان کو تن، من، دھن کی بازی لگانا پڑے گا اور حقیقت یہ ہے کہ "مومنوں کی جان و مال اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ اس سلسلہ میں شاعر اسلام نے بہت عمدہ بات کہی:

"بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باونہ رسیدی تمام بولہبیت

مختصر یہ کہ نبی ﷺ سے محبت اور آپ کی، اتباع و اطاعت میں نوع انسانی کی حقیقی حیات ہے اور اسی میں بڑی کامیابی ہے؛ اس کے بغیر جو بھی راہیں ہوں گی، یہ سراسر لہبیت ہے۔ ختم شد

# * جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کے فوائد اور ہماری اصلاح

مفتی کلام الدین نعمانی مصباحی امجدی

اللہ رب العزت نے انسان کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا بلکہ اسے اپنی معرفت، عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیا۔ انسان کو ہدایت کا راستہ دکھانے کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے اور بالآخر خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"
"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" (الأنبیاء:۱۰۷)

حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ آپ ﷺ نے انسان کو کفر و شرک، جہالت و گمراہی اور اخلاقی پستی کے اندھیروں سے نکال کر ایمان، توحید، علم، عبادت، اخلاق اور انسانیت کی روشنی عطا فرمائی۔ اسی عظیم نعمت کی یاد، خوشی اور شکر گزاری کا نام جشنِ عید میلاد النبی ﷺ ہے۔

لیکن میلاد النبی ﷺ کا اصل مقصد صرف محفل سجانا، چراغاں کرنا یا نعتیں پڑھنا نہیں، بلکہ محبتِ رسول ﷺ کو اپنی زندگی کی اصلاح کا ذریعہ بنانا ہے۔ اگر میلاد کی محفل سے ہمارے دل میں عشقِ رسول ﷺ بڑھے، اعمال درست ہوں، اخلاق سنوریں اور معاشرہ بہتر بنے تو یہی اس مبارک موقع کا حقیقی فائدہ ہے۔

*میلاد سے حاصل ہونے والا سب سے بڑا فائدہ: محبتِ رسول ﷺ*

رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (صحیح البخاری، صحیح مسلم)

میلاد کی محافل کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دلوں میں حضور ﷺ کی محبت تازہ ہوتی ہے۔ لیکن اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع بھی کریں۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ" "فرما دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔" (آل عمران:۳۱)

لہٰذا حقیقی محبت وہ ہے جو انسان کے کردار اور عمل میں ظاہر ہو۔

*میلاد اور عبادات کی اصلاح*

میلاد ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ ہم اس نبی ﷺ کے امتی ہیں جنہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ سکھایا۔ اس لیے میلاد کے بعد ہماری نمازوں میں پابندی، قرآنِ کریم سے تعلق، ذکر و اذکار اور توبہ و استغفار میں اضافہ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص میلاد کی محفل میں شریک ہو لیکن نماز ترک کرتا رہے، قرآن سے دور رہے اور گناہوں کو نہ چھوڑے تو اسے اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہیے۔ میلاد کا حقیقی فیض یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی طرف لوٹ آئے۔

*اخلاق و کردار کی اصلاح*

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ"
"اور بے شک آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔" (القلم:۴) میلاد ہمیں سکھاتا ہے کہ جھوٹ کے بجائے سچ، خیانت کے بجائے امانت، تکبر کے بجائے عاجزی، غصے کے بجائے بردباری، انتقام کے بجائے معافی اور نفرت کے بجائے محبت اختیار کریں۔

ہماری زبان بھی سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہونی چاہیے۔ غیبت، بہتان، گالی، بدزبانی اور دل آزاری سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح ہمارے کاروبار، ملازمت اور معاملات میں سچائی، امانت اور دیانت ہونی چاہیے۔

*والدین اور خاندان کی اصلاح*

میلاد النبی ﷺ کا ایک اہم فائدہ یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے گھروں میں محبت، ادب اور سکون پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے:

"وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا"
"اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔" (بنی اسرائیل: ۲۳) لہٰذا میلاد کا پیغام یہ ہے کہ ہم والدین کی خدمت کریں، ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کی دعائیں حاصل کریں۔

اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں، بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت کریں اور گھر کو محبت وسنت کا مرکز بنائیں۔

*معاشرتی اصلاح اور اخوت*

حضور ﷺ نے نفرتوں کو ختم کرکے مسلمانوں کو اخوت و محبت کا درس دیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ" "بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" (الحجرات:۱۰)

اس لیے میلاد کا حقیقی فائدہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کریں، باہمی اختلافات کو دشمنی نہ بنائیں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کریں اور معاشرے میں امن و خیر خواہی کو فروغ دیں۔

ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہماری محافلِ میلاد کسی کے لیے تکلیف یا پریشانی کا سبب نہ بنیں۔ محبتِ رسول ﷺ کے نام پر دوسروں کے حقوق پامال کرنا اس محبت کی روح کے خلاف ہے۔ حقیقی میلاد وہ ہے جس سے دوسروں کو راحت، خوشی اور خیر پہنچے۔

*جہیز اور فضول رسموں سے اصلاح*

میلاد النبی ﷺ ہمیں سادگی اور آسانی کا درس بھی دیتا ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں جہیز، فضول اخراجات، نمود و نمائش اور غیر ضروری رسمیں بہت سے خاندانوں کے لیے پریشانی کا باعث ہیں۔ ہمیں میلاد کے موقع پر عہد کرنا چاہیے کہ نکاح آسان بنائیں گے، جہیز کا مطالبہ نہیں کریں گے، فضول خرچی اور دکھاوے سے بچیں گے اور بیٹی کے والدین پر غیر ضروری بوجھ نہیں ڈالیں گے۔

*درود و سلام اور سیرت سے مستقل تعلق*

میلاد کے ایام ہمیں کثرت سے درود و سلام پڑھنے اور سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ لیکن درود و سلام صرف ربیع الاول تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح سیرتِ رسول ﷺ کا مطالعہ بھی سال بھر جاری رہنا چاہیے۔

ہم اپنی اولاد کو حضور ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کے اخلاق، عبادات، معاملات اور معاشرت سے روشناس کرائیں تاکہ ان کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ مضبوط ہو اور وہ عملی طور پر آپ ﷺ کی پیروی کریں۔

*میلاد ایک دن نہیں، زندگی کی اصلاح کا عہد ہے*

ہمیں میلاد النبی ﷺ کو صرف ایک سالانہ تقریب نہیں بلکہ زندگی بدلنے کا موقع سمجھنا چاہیے۔

حقیقی میلاد وہ ہے جس کے بعد:

ہماری نمازیں درست ہوجائیں۔ قرآن سے تعلق مضبوط ہوجائے۔ درود و سلام ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ بن جائے۔ سنت پر عمل کا جذبہ پیدا ہوجائے۔ والدین ہم سے خوش ہوجائیں۔ ہمارے اخلاق بہتر ہوجائیں۔ زبان غیبت اور بدزبانی سے محفوظ ہوجائے۔ معاملات میں سچائی اور امانت پیدا ہوجائے۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کا جذبہ پیدا ہوجائے۔ گھروں میں محبت اور سکون پیدا ہوجائے۔ معاشرے میں اخوت، امن اور خیر خواہی فروغ پائے۔

چراغاں اور جھنڈیوں کی اپنی خوشی اور رونق ہے، مگر اصل ضرورت دل کے چراغ کو روشن کرنے کی ہے۔ یہ چراغ محبتِ رسول ﷺ، ایمان، تقویٰ، اخلاص اور اتباعِ سنت سے روشن ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت پوری انسانیت کے لیے عظیم نعمت ہے۔ ہمیں اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے کردار کو سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ بنانا چاہیے۔

آج ہمیں عہد کرنا چاہیے کہ ہماری محبت صرف الفاظ میں نہیں ہوگی بلکہ ہمارے اعمال میں نظر آئے گی؛ ہماری زبان درود و سلام سے تر ہوگی، ہماری پیشانی نماز سے روشن ہوگی، ہمارے معاملات صداقت و امانت سے مزین ہوں گے، ہمارے گھر محبت و ادب کا گہوارہ ہوں گے اور ہمارا معاشرہ رحم، اخوت اور خیر خواہی کا نمونہ بنے گا۔

یہی جشنِ میلاد النبی ﷺ کا حقیقی فائدہ، یہی اس کی روح اور یہی ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی محبتِ رسول ﷺ، ادبِ مصطفیٰ ﷺ، اتباعِ سنت اور اخلاقِ نبوی ﷺ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری زندگیوں کو تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ بنائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

از قلم: محمد کلام الدین نعمانی مصباحی امجدی
نائب ایڈیٹر، نیپال اردو ٹائمز
بنوٹا، مہوتری، نیپال
۱۲/ ربیع النور ۱۴۴۸ھ
۲۶/ اگست ۲۰۲۶ء، بروز بدھ

# غزل

انضمام کٹیہاری
۷۲۵۰۹۳۱۸۵۶

یہ دل لگی بھی عجیب ہے اِس دل لگی کا پتہ نہیں
وہ کس گلی میں دغا کرے مجھے اُس گلی کا پتہ نہیں

وہ جو زخم دے کے ہنس پڑا پھر دوسرے سے گلے لگا
جسے دردِ دل ہی ملا نہیں، اُسے عاشقی کا پتہ نہیں

ابھی محفلیں بھی عجیب ہیں، ابھی شاعری بھی غریب ہے
وہ ہے میر بن کے اُبھر رہا، جسے شاعری کا پتہ نہیں

کبھی مسجدوں کا بھی رُخ کرو کبھی رب کو بھی منا تو لو
تجھے آرزوئے بہشت تو ہے بندگی کا پتہ نہیں

شبّیر دکھ کسی کو تم کسی گھڑی نہ دیا کرو
یہ جو زندگی کا ہے سلسلہ، اِس زندگی کا پتہ نہیں